سلسلۂ تصوف نمبر ۴۴

اردو ترجمہ کتاب

محک الفقر کلاں

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین تاج مشتاقان غوثیہ
و فخر عاشقان آستانہ قادریہ فنافی ہو حضرت سلطان باہو
قدس سرہ العزیز

جسے

اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی
تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ
کوچہ ککے زئیاں ——— بازار کشمیری
لاہور نے
بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر
اسٹیم لیتھو پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام چودھری محمد اسلم پرنٹر کے چھپوائی

فہرست مضامین

اردو ترجمہ کتاب محک الفقر

مقدمۂ تصوّف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تصوّف کیا چیز ہے؟ میں اس بحث سے اس مقدمہ کو شروع کرتا ہوں۔ چونکہ بعض جُہلاء کا یہ خیال ہے کہ تصوّف نہ کوئی شے ہے اور نہ اس کا کوئی وجود قائم ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک قوّتِ رُوحانی کا نام تصوّف رکھ لیا گیا ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ انسان جس چیز کو نہیں دیکھ سکتا اور جو چیز اُس کی عقل کے اندازہ سے باہر ہوتی ہے اُس پر اُس کو مشکل سے یقین حاصل ہوتا ہے ۔

میں کہتا ہوں۔ تصوّف ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ ہر شخص اُس کے مذاق سے آشنا ہو سکے اس کی لذّت تو کچھ متصوّفین ہی جان سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان عزیز اس راہ میں قربان کر دی ہے۔ اور خدا کے محبوبین میں شمار کئے گئے ہیں ۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ تصوّرات کی مشق سے قوتِ مقناطیسی کو کسی خیال مقدس کی طرف متوجہ کرنے سے جو حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس کو تصوّف کہتے ہیں۔ زیادہ تر اس وجہ سے کہ تصوّف معنی خدا شناسی کا اچھا ذریعہ ہے ۔

بعض کا مقولہ ہے کہ جب موسےٰ علیہ السلام سے ارشاد لَنْ تَرَانِیْ ہوا یعنی تو ہم کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو دُوسرے اِنسان کے دل میں انوارات ذاتِ ربّی کیونکر چمک سکتے ہیں۔ یا کوئی شخص اُس جلوہ مقدس کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے معراج حاصل ہونے کے بعد ارشاد کیا کہ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنی میں نے اپنے رب کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یا وجود قرب کے جو بیان کیا گیا اللہ جل جلالہ کو بحیثیت مجموعی

اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ بادشاہوں کے حضور میں نیچے اوپر نظر کرنا اور ادھر اُدھر دیکھنا خلاف ادب بادشاہت کے ہے اور نہ رعب عظمت خواہ کسی شخص کو کتنا ہی تقرب کیوں نہ ہو اجازت دیتا ہے خصوصاً ہمارے حضور تو اتصال نور مجرد سے ذائقہ وصل میں محو ہو رہے تھے اور بار کو جمال یار نے دریائے حیرت میں مستغرق کر رکھا تھا۔ اور بے اندازہ الطاف ربانی کے بار احسان نے اپنا بندہ بنا لیا تھا۔ جو کچھ اشارہ ہوا قوت روحانی کے ذریعہ سے سمجھ لیا گیا۔ اور جو اپنے جی میں آیا چپکے سے عرض کر دیا ۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو خواہش تھی۔ کہ ذات پاک کو بے حجاب اور بلا واسطہ دیکھوں اور اسی شوق میں وہ بار بار باوجود جواب لَنْ تَرَانِیْ سننے کے اَرِنِیْ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے اور آخر کو وہی ہوا جو ارشاد ہوا تھا ۔

اوپر جو ہم لکھ آئے ہیں کہ تصوف کیا چیز ہے پہلے ہم اس کی حد قائم کئے دیتے ہیں۔ اور اقوال صوفیہ سے اس کے معانی لکھتے ہیں ۔ بعد اس کے ہم اور امور اس مقدمہ تصوف کے بیان کریں گے ۔

اس جگہ میں چند اقوال صوفیائے عظام کے تصوف کی تعریف میں لکھتا ہوں اور زیادہ اس امر کی بحث نہ کروں گا ۔

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ نے تصوف کی یہ تعریف فرمائی ہے ۔ کہ " تصوف گرفتن حقائق وگفتن بدقائق ونومید شدن از آنچہ ہست در دست خلائق " یعنی تصوف حقائق کا پانا اور پکڑنا اور دقائق کا کہنا اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے ۔ اس کی طرف نظر نہ کرنا اور اس سے ناامید ہو جاتا ہے ۔

حضرت ابو حفص حداد نے اس علم کی تعریف لفظ " ہمہ اوست " سے فرمائی ہے ۔

دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ " تصوف آنست کہ ترا خداوند تعالےٰ از خود بمیراند و بخود زندہ کند " یعنی تصوف یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ تیری ہستی فنا کر دے اور اپنی ہستی کے ساتھ زندہ کر دے یعنی حیات ابدی عطا فرمائے ۔

تیسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ " تصوف آں بود کہ با خدا باشی بے علاقہ " یعنی تصوف یہ ہے کہ تو سب علائق نفسانی کو قطع کر کے خدائے پاک کے ساتھ ہو جائے ۔

[illegible] ہے [illegible] صافی کردن دل است از صحبت خلق

و مفارقت از طبیعت و فرو میراندن بشریت و دور بودن از دواعی نفسانی و فرود آمدن در صفات روحانی و بلند شدن بعلوم حقیقی و بکار داشتن آنچہ اولےتر باشد الی اللہ و نصیحت کردن جملۂ امت و وفا بجا آوردن و متابعت پیغمبر در شریعت" یعنی تصوف خلقت کے التفات سے دل صاف کرنے اور طبیعت سے مفارقت کرنے اور صاف بشریت کے نکال دینے اور خواہشات نفسانی کے دور ہونے اور روحانی صفات کے حاصل ہو جانے اور علوم حقیقی کے ساتھ بلند ہونے اور جو عمل خدا تعالےٰ کی طرف بلند کرنے والا ہو اس پر کاربند رہنے اور تمام امت کو نصیحت کرنے اور وفا بجا لانے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع کرنے کا نام تصوف ہے ؂

حضرت خواجہ ابو محمد مرتعش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تصوف حسن خلق کا نام ہے ؂

حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "تصوف نہ علوم است نہ رسوم اگر علم بودے بتعلیم حاصل شدے و اگر رسوم بودے بمجاہدہ بدست آمدے بلکہ اخلاق است کہ تخلقوا باخلاق اللہ و بخلق خدا بیروں آمدن نہ برسوم دست دہد نہ بعلوم" یعنی تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم کیونکہ اگر علوم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہوتا اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدہ کے ساتھ حاصل ہوتا بلکہ تصوف نام اخلاق کا ہے یعنی خدائے پاک کے خلق کے ساتھ ہر ایک سے پیش آنا یہ تصوف نہ رسوم سے ہاتھ آتا ہے نہ علوم سے حاصل ہوتا ہے" بلکہ تصوف ترک جملہ نصیب ہائے نفس است برائے نصیب حق" یعنی تصوف تمام حظوظ نفسانیہ کو محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے ترک کرنے کا نام ہے ؂

اب میں اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا بلکہ انہیں اقوال صوفیہ پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور دوسری بحث شروع کرتا ہوں ؂

خدا کی پہچان

خدا کا جاننا اور اس کی صفات کا پہچاننا ہر شخص پر اپنی عقل کے موافق لازم ہے اس میں کسی کی تقلید جائز نہیں ؂

انسان ہر چیز کی کنہ اور ذات کو دریافت نہیں کر سکتا۔ اور خالق کل موجودات کی ذات اور کنہ کا معلوم کرنا مخلوق کو کیونکر ممکن ہے۔ ہاں اس کے وجود کا یقین ہر شخص عاقل کو

مثل اپنے نفس کے وجود کے ہے کہ جو حواس ظاہری سے معلوم نہیں ہوتا۔ علم اس کا وجدانی اور یقینی ہے گو ہر چیز کیسی ہی ناچیز متصور ہو مگر اس کی کنہ حقیقت ضرور ماننی پڑیگی۔ اور پروردگار عالم عزاسمہٗ کی اس سے زیادہ کیا روشن دلیل ہوسکتی ہے۔ کہ وہ مرید اور حکیم اور علیم اور سمیع و بصیر ہے۔ جس کی صفت تمام سلسلہ کائنات سے ظاہر ہے ✦

یہ امر مسلّم ہے کہ ضرور کوئی مدبّر صاحب حکمت اس کا موجد ہے۔ اور ایک قاعدہ پر سب کو رکھنے والا اور چلانیوالا ہے۔ چونکہ وجود کے دو معنی ہیں۔ ایک فی الواقع ہونا کسی شئے کا اور ایک اُس کے ہونے کا اظہار کہ فلاں شے ہے۔ مثلاً زید کا قائم ہونا فی حدّ ذاتہٖ علیحدہ شے ہے۔ اور بیان کرنا اس کا وہ موجود ہے، علیحدہ شے ہے۔ یہ وجود دوسرے معنی کا امر اعتباری اور مصدری ہے کہ جو قابل بحث یہاں نہیں ہے۔ اور عدم رفع وجود کا نام ہے۔ کوئی دوسری چیز فی الواقع بمقابلہ وجود کے موجود نہیں۔ اور مراتب وجود واقعی باہم متفاوت ہیں۔ اُن کی تقسیم باعتبار مراتب حسب ذیل ہے :۔

(۱) واجب (۲) ممکن (۳) ممتنع (۴) قوی (۵) ضعیف (۶) متقدم (۷) متاخر۔ اور تقدّم و تاخر دو قسم کا ہے، ایک ذاتی اور ایک زمانی۔ مثلاً آواز کسی قسم کی گنبد میں متقدم بالذات ہے اور دوسری آواز جو اسی طرح گنبد میں آتی ہے۔ متاخر بالذات ہے باعتبار زمانہ کے اِن دونوں میں تقدّم و تاخر ہے۔ اور وجود باپ کا بیٹے کے وجود سے متقدم بالزمان ہے اور بیٹے کا وجود متاخر بالزمان ہے ✦

جو وجود کہ مستقل بذاتہٖ اور محتاج غیر کا نہ ہو، وہ قوی ہے۔ اور جو محتاج غیر کا اپنی ذات میں ہو، وہ ضعیف ہے ✦

وجودِ ممتنع وہ ہے۔ کہ جس کا ہونا عقل باور نہ کر سکے۔ اور ممکن وہ ہے کہ جس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ضروری نہ ہوں ✦

وجودِ واجب وہ ہے کہ جس کا ہونا ضروری ہو ✦

ثبوت واجب الوجود

[illegible] کو دیکھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ ہر چیز [illegible] باسبب [illegible] پایا جاتا ہے کہ کوئی علت کسی

کے لئے ہے اور کوئی معلول کسی کا ۔

اِس صورت میں ضرور یہ خیال آتا ہے کہ آیا یہ سلسلہ غیر متناہی یُوں ہی چلا آتا ہے ۔ یا کہیں اس کا آغاز و انجام بھی ہے یا اوّل جو شئے اس میں فرض کیجائے وہ علّت بھی کسی کی ہے جو اُس کے بعد ہے ۔ اور معلول بھی کسی شئے کی جو سب سے پچھلی فرض کی جائے ۔

پس یہ پچھلی بات اِس لئے غلط ہے کہ خود علّت اور معلول ہونا شئے کا بنفسہٖ محال عقلی ہے کوئی شخص چند نعشیں مردوں کی کہیں پڑی ہُوئی دیکھے ۔ اور پھر اگر اُن کو زندہ پائے اور استفسار کرے کہ کسی نے اُن کو زندہ کیا ہے ۔ تو ہرگز کوئی صاحب شعور اس کو باور نہیں کریگا ۔ اور اُس کو یہ خیال ضرور گذریگا ۔ کہ ان کا زندہ کرنیوالا کوئی اَور ہے ، جو ان میں داخل نہیں ہے اور پہلی بات اس وجہ سے غلط ہے کہ علّت تامہ شئے کا موجود ہونا معاً شئے معلول کے ساتھ لازمی ہے اور صُورت تسلسل میں کوئی طرف اوّل متصور نہیں ہوسکتی ۔ کہ جس کی تاثیر سے درجہ بدرجہ طرف آخر کا ہونا اپنی علت کے ساتھ قبول کیا جائے ۔

علاوہ ازیں زمانہ موجود ہر آن میں حال ہی ہے ۔ ماضی گذر چکا مستقبل ہونے کو ہے زمانہ حال اپنی دو طرفوں یعنی ماضی اور مستقبل سے محدود ہے ۔ پس شئے محدود میں غیر متناہی سلسلہ اشیا کا موجود ہونا محال عقلی ہے ۔ اور اگر کہو کہ سب سے پہلے جو زمانہ حال تھا وہ طرف ماضی نہ رکھتا تھا تو وہ زمانہ کے ساتھ سلسلۂ اشیاء بھی طرف اوّل میں منتہی ہو جائیگا ۔

زمانہ گذشتہ و حال و مستقبل باعتبار گردش فلکی یا ارضی فرض کیا جاتا ہے ۔ کہ جو خود مخلوق ہے ۔ کُرۂ ارض میں یا اُس کے گرد تمام چیزیں دُنیا کی جو موجود ہیں یا غیر ارض ۔ جہاں کہیں بھی کوئی چیز ہے ۔ سب کی ایک حد معیّن ہے ۔ اُن میں تغیّر و تبدّل جو کچھ ہوتا ہے وہ مقام محدود میں ہوتا رہتا ہے ۔ کوئی زمانہ یا مکان ایسا نہیں کہ جس کی ابتدا اور انتہا نہیں یا وسعت لے نداز و اُس کی ہو ۔ ہر ہر لحظہ کل اشیاء موجود کا مجموعہ ایک مقدار اور تعداد معیّن پر ہوتا ہے پس تسلسل کو کیونکر قبول کرلیا جائے ۔

اگر کوئی کہے علّت فاعلی کا معلول کے ساتھ رہنا ہر دم لازم نہیں ہے ۔ کمہار برتن بنا کر مرجاتا ہے ، برتن موجود رہتا ہے ۔ تو جواب اس کا یہ ہے ۔ کہ علّت مادی کا قائم رہنا ہر وقت معلوم کے ساتھ ہر صُورت میں لازمی ہے ۔ پس صورت تسلسل میں نہ تو پچھلا مادہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ نہ پہلا فاعل کہ جس کے قبل کچھ نہ ہو ۔

اب نظر بدلائل ثابت ہوا کہ تمام سلسلۂ کائنات کی علت اصلی شئے ہے جو کسی کی معلول نہیں، جملہ موجودات کے لئے اُس کا وجود واجب ہے۔ اُس کو خواہ خدا کہو یا اور کچھ مطلب واحد ہے۔ اور معلول واحد ہی کے نام کے اختلاف سے ذات نہیں بدلتی ہے ۞

توحید

دو واجب الوجود کا ہونا عقلاً محال ہے۔ اگر دو واجب الوجود ہوں، تو اُن میں مابہ الامتیاز کچھ ہونا چاہئے۔ اور کچھ مابہ الاشتراک۔ ورنہ سب طرح سے وہ دونوں ایک ہی ہیں دو نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہوں تو اُن کو دو کہنا بے معنی ہے ۞

واجب الوجود ہونے کی حیثیت میں دونوں کو شریک مان لیا گیا ہے تو جو کچھ مغائرت ہو وہ ذات ہی میں ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ کہ اُن کی ذاتیں باہم متغائر ہیں۔ مگر یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ اپنی ذات میں متغائر ہوں۔ اس واسطے کہ مفہوم واجب الوجود، عین ذات واجب الوجود ہے۔ اور وجوب وجود کا مفہوم ذات واجب الوجود سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر علیحدہ ہو تو ذات واجب الوجود کی معروض اُس کی ہوئی جاتی ہے۔ اور معروض ہونے کی صورت میں مرکب اور محتاج ہوتا بلکہ معلول ہونا ذات واجب الوجود کا لازم آتا ہے۔ کہ جو نقیض واجب الوجود اور خلاف مفروض ہے ۞

اگر کہا جائے کہ مفہوم واجب الوجود کوئی شئے حقیقی نہیں ہے۔ کہ جس کے عارض ہونے سے ذات واجب الوجود میں قباحت لازم آئے۔ یہ ایک صفت اُس کی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اُسی صفت کی دو بسیط ذاتیں ہوں۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وجوب وجود کی بھی فردیں ویسی ہی ہیں۔ کہ جیسی اُن ذاتوں کی فردیں قرار دی جائیں کہ جن کو وجوب وجود کی صفت عارض ہو۔ مثلاً زید و عمرو و بکر و خالد کی متشخص ذاتیں جس قدر باہم علیحدہ ہیں۔ انسانیت بھی اُن کی جو ایک صفت اُن کی ہے باعتبار اُن کی ذاتوں کے باہم مختلف ہے۔ کوئی کامل ہے کوئی ناقص ہے اور کوئی متوسط۔ پس واجب الوجود کی دو ذاتیں متغائر ہوں تو ضرور وجوب وجود بھی اسی طرح مختلف درجہ کا ہوگا۔ حالانکہ دونوں کا اتحاد قرار دیا گیا ہے۔ اور فرض کیا جائے کہ ذاتیں دونوں کی متغائر ہیں مگر صفت وجوب وجود میں متحد ہیں۔ تو بھی ضرور کچھ مابہ الامتیاز اُن میں ہونا چاہئے۔ یعنی ایک ناقص اور ایک کامل یا ایک قوی

اور ایک ضعیف بہرحال مساوی نہ ہونگی۔ کیونکہ سب طرح ایک ہی ہوں تو دو نہیں ہو سکتے۔ نقص اور ضعف اُس شئے کے عدم کا نام ہے جو دوسرے میں ہو۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ خود کسی شئے کا بنفسہٖ مقتضی رفع وجود کا یعنی عدم کا نہیں ہوتا۔ پس ضرور اور کوئی چیز ہو ذات سے خارج ہو۔ باعث عدم یعنی نقص وضعف قبول کرنی پڑیگی۔ اور اس صورت میں ذات ناقصہ وضعیفہ معلول دوسری علت کی ہوجائیگی۔ واجب الوجود نہ رہیگی۔

اور اگر کوئی کہے کہ ہر شئے کے لئے ایک علت یعنی واجب الوجود عقل تجویز کرسکتی ہے کہ جس پر سلسلہ اس کا اوپر کو ختم ہوجائے۔ تو جواب یہ ہے کہ دنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں بسیط اور مرکب اور بسائط کو مرکب سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے۔ کسی سے کوئی مرکب چیز پیدا ہوتی ہے اور کسی سے کوئی چیز تلف ہوجاتی ہے۔ یا کسی سے کوئی چیز اپنی ذات یا صورت یا صفت میں تائید پاتی ہے۔ اور اکثر یہ تعلق جو باہم سب میں ہے ایک ہی نظم پر یکساں ہمیشہ چلا آتا ہے کہ درصورت غالب ومغلوب وقادر وعاجز ومطیع ومطبوع ہونے ہر ایک کے آپس میں، اور یہ امور موجب معلول ہونے ہر ایک کے ہر ایک میں ہیں۔ اور خلافِ شان واجب الوجود، اور درصورت کہ معلول ایک علت کا دوسری علت کے معلول سے فنا ہوجائے تو فنا ہوجانے والے کی علت جو قائم بذاتہٖ قرار دی ہے۔ درصورت فنا ہوجانے اُس چیز کے کہ جس کو معلول اُس کا فرض کیا جائے۔ دراصل علت متصور نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں مرکبات کے احداث میں بدیہۃً ادسطے دو واجب الوجود کا شریک ہونا لازم آتا ہے بلکہ تین کا۔ اس لئے کہ ایک ایک تو اجزائے بسیط کے واجب الوجود کا اور ایک اس کا کہ جس کی مرضی اور تاثیر سے وہ چیز باہم مرکب ہوں۔

اگر سلسلہ اعداد پر خیال کیا جائے تو واحد کا مرتبہ وحدت میں ایک ہی ہے۔ کہ جس سے مجموع اعداد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دو واحد حیثیت واحدہ میں متصور نہیں ہوسکتے۔ پس جب تک کوئی دلیل مخالف اس کے ثابت نہ ہو، سلسلہ کائنات میں خلاف اس کے تجویز کرنا خلافِ دانش ہے۔

امر و خلق

واجب الوجود کا امر اور حکم یعنی اُس کا ارادہ اور اُس کی ذات مظہر و مبدأ تمام علم ہے

کوئی جزو اس کی ذات کا ممکن نہیں ٭

اور عقول و نفس ناطقہ کا وجود اور جمیع مادیات جسمانی کا ظہور امر یعنی حکم اور نور الٰہی سے متعلق ہے کہ جس کو خلق بھی کہتے ہیں ٭

واضح ہو کہ جب اس عالم محسوس کی نورانی چیزوں کا نور اُس کی ذات کا جزو نہیں ہے تو خالق کا نور یعنی نور الانوار کا نور ہرگز اُس کی ذات جزو متصور نہیں ہو سکتا ہے ٭

نفوس کُلّی

ہر ایک چیز کا ایک نفس کُلّی ہے کہ جو موجب ظہور و وجود اُس شے کا ہے مثلاً جمادات و نباتات و حیوانات کے خاص خاص نفس ہیں۔ کہ جن سے اُن کا نشو و نما ہوتا ہے اور نفس انسانی جامع اُن قوتوں کا ہے کہ جو نفوسِ جمادات و نباتات و حیوانات کو حاصل ہیں۔ اور یہ بدیہی بات ہے۔ محتاج استدلال نہیں ٭

نفسِ ناطقہ

نفسِ ناطقہ بسیط غیر فانی ہے۔ بتدریج اپنی صفات میں ترقی پذیر ہوتا ہے اور جو صفتیں اس کو حاصل ہوتی ہیں وہ زوال پذیر بعد مرگ نہیں ہیں۔ بعد خرابی بدن کے عالم مجردات میں منسلک ہوتا ہے۔ مقامات اس کے بعد فنائے بدن بحسب تحصیل کمالات و نقصانات کے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایک بُلبل باغ جمال ربّانی کا ہے۔ قفس عنصری مادی میں مقید ہے۔ ماہیت اس کی غیر معلوم ہے۔ اور عقل انسانی اس کی تحقیق سے عاجز ہے۔ مگر بدلیل قاطع یقین ہے کہ بسیط ہے مرکب اور مادی جسمانی نہیں۔ کیونکہ ہر جسم کو بلا واسطہ دوسری چیز کے دریافت نہیں کر سکتا۔ اور خود اپنی ذات کا علم کسی جسم کو نہیں حالانکہ بلا اعانت قوت باصرہ کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اور کان بے قوت سامع سُن نہیں سکتے یہ دونوں اپنی ذاتوں سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بدیہی بات ہے۔ کہ دُنیا میں جس قدر جسم ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ کہ نہ اپنے آپ کو جانتے ہیں۔ اور نہ دوسری شے کو بلا واسطہ دوسری شے کے جان سکتے ہیں۔ مگر نفس خود اپنی ذات کو بغیر واسطہ دوسری شے کے جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔ اور سوائے اپنی ذات کے اور چیزوں کو بھی خواب کی حالت

میں دریافت کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ جسمانی نہیں ہے۔ مجرد مادہ ہیولانی سے ہے۔ بطریق شکل اول منطق کے، اس ترکیب سے یہ نتیجہ صادق آتا ہے۔ کہ نفس ناطقہ بلاواسطہ اپنی ذات کو جانتا ہے اور بلاواسطہ اپنی ذات کو جاننے والا جسم نہیں ہے۔ تو پس نفس ناطقہ جسم نہیں ہے ✦

ابتدائے آفرینش میں نفس کچھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک مدت تک بچپن میں مدرک کلیات نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا مدرک کلیات وجزئیات نہ ہونا اس وقت تک جسمانی ہو جانے کی وجہ سے خیال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قصور ادراک بوجہ عدم کمال صفات کے ہے۔ جن کا تکملہ بتدریج ہوتا ہے ✦

میں کہتا ہوں۔ کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ قوائے جسمانی بمنزلہ آلات ادراک نفس کے ہے۔ مگر ادراک کل چیزوں کا انہیں آلات پر موقوف نہیں ہے مثلاً اپنی ذات کا جاننا یا خواب میں بلا اعانت شئے دیگر دریافت کرنا اور دیکھنا آلات پر منحصر نہیں ہے۔ پس جب ایک قسم کے ادراک سے مجرد ہونا مادہ سے ثابت ہو گیا۔ اور دوسری قسم کے ادراک سے جو بواسطہ ہو، یا کسی وقت مطلق ادراک نہ ہونے سے یا ادراک غلط ہونے سے تجرد اس کا باطل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ نفس ناطقہ خود بذاتہ کوئی شئے نہیں ہے، مجموعہ قوائے انسانی کا نام ہے۔ خلاف مشاہدہ ہے۔ کوئی قوت خود بخود کام نہیں کرتی۔ سب پر حاکم یہی نفس ہے ✦

فرض کرو کہ ایک گروہ سپاہ جس میں کچھ پیادہ کچھ سوار ہوں اور توپ خانہ بھی ہو۔ کہیں جمع ہو۔ اور یہ سب ایک افسر کے حکم سے کام کرتے ہوں۔ تو اس مجموعہ کا نام فوج ہو سکتا ہے۔ سپہ سالار اس کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ سب پر مقدم اور وہ علیحدہ اس جماعت سے ہے ✦

عالم ارواح

واضح ہو کہ عالم مجردات غیر عالم جسمانیات مادیہ ہے اور باعتبار کثرت و قلت نورانیت اور مراتب تجرد افراد مجردات مثل افراد اس عالم جسمانیات کے باہم متفاوت ہیں۔ عالم ارواح بھی عالم مجردات ہے۔ لیکن باصطلاح علم الہیات عالم مجردات عقول

و نفوسِ فلکیات پر اطلاق کیا جاتا ہے ٭

اور عالم ارواح کا محسوس نہ ہونا حواسِ ظاہری سے موجب اس کا ذکر نہیں کہ اُس کے ہونے سے انکار کیا جائے۔ کیونکہ جب نفوسِ انسانی کا غیر فانی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ تو کوئی عالم بھی اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ مقید اور مشخص ہونا ذات مجردہ کا یعنی ہیولائی مادی نہ ہو غیر ممکن نہیں ہے۔ اور نور اشیا مادی نورانی کا باوجودیکہ وہ خود مادی جسمانی ہیں۔ اُن کے مادہ جسمانی سے مجرد ہے بہ تبعیت و تشخص مکان جس میں وہ پہنچے۔ متشخص و محدود ہو جاتا ہے۔ مثلاً دھوپ، جس جگہ دھوپ ہو وہ مقید بحد و مکان معین ہوتی ہے۔ حالانکہ ذات نور محتاج مکان نہیں۔ پس نفس انسانی کا بہ تبعیت نفس حیوانی مشخص ہو جانا خلافِ عقل نہیں ٭

اب ہم کو یہ بتا دینا چاہئے۔ کہ بعد مفارقت بدن انسان کی قوت ادراک نہیں جاتی رہتی۔ جو کچھ اس نے حالتِ مصاحبت بدن میں حاصل کیا ہے زائل نہیں ہوتا۔ دیکھو حالت خواب میں باوجودیکہ حواسِ ظاہری معطل ہو جاتے ہیں۔ نفس میں قوتِ مشاہدہ و مکالمہ و تفکر و تذکر باقی رہتی ہے۔ اور بھولی ہوئی اور غائب چیزوں کو یاد کر لیتا ہے۔ اور نئی نئی چیزیں جن کو حالت بیداری میں نہیں دیکھتا ہے، وہ غلط ہوں یا صحیح اور جس طرح حالت بیداری میں فکریں کرتا ہے اسی طرح حالت خواب میں کرتا ہے۔ اور بولتا ہے اور سنتا ہے۔ پس جب وہ قید بدن سے آزاد ہو جائے، بدرجۂ اعلےٰ یہ قوت اُس میں باقی رہنی چاہئے۔ اور اگر کہا جائے کہ آلاتِ فکر و تصور خواب میں جیسے کہ تھے ویسے ہی موجود رہتے ہیں، انہیں کے سبب سے نفس سوتے میں ادراک کرتا ہے۔ بعد موت یہ آلات نہیں رہتے کہ جن سے وہ ادراک کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آنکھیں سوتے میں بالکل بیکار ہو جاتی ہیں، مگر خواب میں سب کچھ مثل حالت بیداری دیکھتا ہے اور آلات سے بھی وہ حالت خواب میں مستفید نہیں ہوتا۔ کسی جزو بدن یا خاص دماغ میں سب چیزیں جو بیداری میں معلوم ہوتی ہیں رکھی ہوئی یا منقوش نہیں ہیں۔ کہ سونے میں نفس اُن کو دیکھ کر یاد کر لے۔ اپنی قوتِ ذاتی سے وہ اُن کو حالتِ خواب میں یاد کر لیتا ہے ٭

عالمِ برزخ

جب نفسِ ناطقہ کو بدنِ دنیوی سے مفارقت ہوئی تو قیامت صغریٰ اُس کے لئے قائم ہو گئی۔ وہ ایسے عالم میں پہنچا کہ جو نہ مثل عالم سفلی جسمانی کے ہے نہ مثل عالم مجردات عقلیہ، ان دونوں حالتوں کے بیچ میں جو عالم ہے وہ برزخ ہے۔ اس عالم کی صورتیں اور کیفیتیں خیال نفسانی سے دکھائی دیتی ہیں مثل اُن صورتوں اور کیفیتوں کے کہ جو خواب میں انسان کو دکھائی دیتی ہیں چونکہ خیال ایسی قوت انسانی ہے۔ کہ برزخ میں اسی ایک سے پانچوں حواس ظاہری دنیاوی کے کام نکلتے ہیں یعنی حاصل بصر و سمع و شیم و مس و ذوق عالم برزخ میں اسی قوت واحدہ سے حاصل ہوتا ہے پس برزخ میں جو صورتیں نفس کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ عین ذات نفس ناطقہ ہیں اُس کے غیر نہیں ہیں۔ پس روح کو صاحب جسد بوجہ تشخص عینی و وضعی مجازاً کہا جاتا ہے ٭

جسد مثالی

یہ ایک مادی جسمانی انسانی ہے کہ جو اس عالم جسمانی میں موجود ہے۔ دوسرا نفسانی ہے کہ جو رُوح حیوانات کے ساتھ اس قالب جسمانی سے متعلق ہے۔ اور تیسرا عقلانی ہے۔ کہ جو مجرد عقل سے تعلق رکھتا ہے اور جو بعد مفارقت نفس کو اجزاء سے مادیہ بدن سے تعلق نہیں رہتا۔ مگر قوت ادراک سے جو اس کو حاصل رہتی ہے۔ اور جس کے باقی رہنے کا ثبوت پہلے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی نعش کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور جو اس کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے اس کو جانتا ہے اور اُس کے بدن کی تصویر جو اُس کے خیال میں باقی رہتی ہے۔ وہی جسد مثالی ہے اور صورت اس کی ہے۔ جو بعد چھوڑ دینے بدن کے باقی رہتی ہے نہ مثل عکس کسی شے کے کہ جو آئینہ یا فوٹو گراف کے شیشہ پر آجاتی ہے بلکہ مثل فعل فاعل کے کہ جو اُس کی ذات پر اُسی کے فعل سے ہوتا ہے۔ مثلاً دھوپ کسی مکان کے قطعہ زمین پر پڑتی ہے یا مربع پر تو صورت ہر ایک قطع کی علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے حالانکہ در حقیقت دھوپ وہی ایک ہے۔ پس نعش انسان کا خیال بجائے قطعہ محدود زمین کے ہے۔ اس کی اگر زیادہ تشریح دیکھنا ہو۔ تو ہماری کتاب تحقیق الرّوح دیکھو ٭

قبر حقیقی

انسان کی قبر حقیقی وہ ہے۔ کہ جس میں یہ جسد مثالی رہتا ہے۔ اور قبر مجازی وہ ہے کہ جہاں اجزائے بدن ہوں یا تمام بدن مدفون ہو یا اجزائے بدن باقی رہیں۔ اور درحالیکہ ادراک نفس باقی رہتا ہے۔ وہ اپنے مادی بدن کے حالات سے ضرور آگاہ ہوتا رہتا ہے۔

اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور اصل کتاب محک الفقر مصنفہ حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجموں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ خدا میری مدد کرے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

اُردو ترجمہ کتاب مُحکُ الفقر کلاں

بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم

اَللّٰہُ تَقَدَّسَ اَسْمَآئُہٗ وَتَعَالٰی کِبْرِیَآئُہٗ (اللہ تبارک وتعالےٰ کے نام ہر عیب سے بری اور اس کی عظمت تمام عالم سے بڑی ہے) اور ہزار ہزار درود وسلام تمام جہان کے سرداروں کے سردار مُحَمَّدٌ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی بابت ارشاد باری عزاسمہٗ ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ یعنی اگر تمہارا واسطہ نہ ہوتا (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تو ہم آسمانوں کو پیدا اور اپنی خدائی کو ہویدا نہ کرتے ❖

پھر ارشاد باری عزّاسمہٗ ہوتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اللہ کا فرمان ہے، کہدے (اے حبیب میرے) اگر تم کو اللہ کے عشق کا دعوٰے ہے تو میرا اتباع کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہارا خود عاشق ہو جائیگا۔ جیساکہ حدیث قدسی میں ہے كُلُّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِىْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ یعنی ہر چیز تمہاری رضا کی طالب ہے۔ مگر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمہاری رضا کا طالب ہوں - درود ہو اللہ تعالےٰ کا اُن پر اور اُن کی آل واصحاب واولیائے اُمّت پر ❖

پس اے طالب صادق! معلوم ہو تجھ کو اس کتاب کا نام محک الفقر ہے یعنی کسوٹی فقر کی ہے۔ جس سے تمام کھوٹا کھرا معلوم ہو جاتا ہے ❖

مترجم کہتا ہے فقر تمام صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ فقر اور چیز ہے اور تصوّف اور چیز اور فقر کی نہایت تصوّف کی بدایت ہے اور جب تک فقر نہایت کو نہیں پہنچتا تصوف کا نزول شروع نہیں ہوتا

ایسا ہی زاہد اور ہے اور فقر اور ہے۔ اور فقر مجرد محتاجگی و زر نہ ہونے کو نہیں کہتے بلکہ فقر محمود یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ پر توکل اور اس کی رضا پر راضی رہے۔ اور صوفی اور ہے اور ملامتی اور ہے۔ ان میں تفریق
ہے کہ صوفی کا خالص معاملہ اللہ تعالےٰ سے ہے، مخلوق کی طرف اُس کی نظر نہیں ہے۔ بخلاف ملامتی کے
کہ اس کا معاملہ خالص اللہ کے ساتھ نہیں، مخلوق کی طرف بھی اس کی نظر ہے۔ اور ملامتی وہ ہے کہ نیکی
کو ظاہر نہیں کرتا اور بدی کو نہیں چھپاتا۔ اور صوفی وہ ہے کہ مخلوق سے مشغول نہیں ہوتا اور اُن کے
قبول اور رد کی پروا نہیں کرتا۔ ان کا اتفاق ہے کہ جیسے روزی کی تلاش میں کوشش نہ ہو اور اُسے
اللہ کی ضمانت پر بھروسہ ہو تو اس کے واسطے بڑا مرتبہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ سب علاقہ چھوڑ کر عبادت
میں مشغول ہو۔ ہاں جب اس کے نزدیک تنہائی، مجلس، رہنا اور الگ رہنا برابر ہو۔ اور ہر ایک حال میں
اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہو تو اُسے درست ہے کہ حاجت کے موافق کسب کرے ✦

ایک بزرگ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ روزی کی تلاش کا خیال نہ کرو۔ تم
تو رزّاق مطلق کو تہمت لگاتے ہو۔ اور اس کی ضمانت پر بھروسا نہیں کرتے ہو ✦

پس اے درویش! محک الفقر اس واسطے ہے۔ کہ جو شریعت میں ہوتا ہے اُس
کو صاحبِ شریعت کہتے ہیں۔ بزرگوں نے شریعت میں دو طریقے قرار دیئے ہیں۔ ایک طریقہ والے
کا نام صاحب **فتویٰ** رکھا ہے۔ اور دوسرے طریقہ والے کا نام صاحب **تقویٰ**
قرار دیا ہے۔ اور جو طریقت میں داخل ہوا۔ اس کو صاحب **طریقت** اور جو حقیقت میں آیا
اُس کو محقق کہتے ہیں۔ اور جو شخص درجۂ معرفت حاصل کرتا ہے۔ اُس کو **عارف** کہتے
ہیں۔ اور جو شخص ان چاروں مدارج کو طے کر کے چاروں نفسوں کے تابع نہ ہو اور
اربعہ عناصر کی عادت یعنی (نفسانیت) سے علیحدہ ہو اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (اپنی
خواہش کو مار دو اس سے قبل کہ مر جاؤ) کا مصداق بن جائے اور معرفت الٰہی پر مستقیم ہے
اور مقام ہویت اور فقر فنا فی اللہ کے مراتب کو طے کرے، وہ اس کتاب سے طے کر سکتا
ہے۔ چونکہ یہ کتاب ہر چہار مراتب کی کسوٹی ہے ✦

پس اے طالب صادق! جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور اس پر
عمل کرے اور کمال ذوق و شوق سے اس کو پڑھے تو ضرور ہے کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی حضوری حاصل ہو کہ جو لاکھوں برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جو کمال مرتبہ
فقر ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی فقر نہیں ہے۔ جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فرمایا ہے یا د اصلان حق سے ہو۔

مترجم قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی یہ قول اللہ تعالٰی کا ہے وہ لوگ کوشش کرتے ہیں (فقیر) درمیان ہمارے تو البتہ بتلا دیتے ہیں ہم راستہ اپنا لیکن کوشش چاہئے کہ ساتھ تابعداری شاہنشاہ کونین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو۔ نہ بطور کافروں کے کہ وہ لہو لعب کو کوشش جانتے ہیں۔ جس طرح کہ حضور علیہ السلام اکثر وقتوں میں نکیل اونٹ کی اپنی گردن مبارک میں ڈالتے اور فرماتے تھے یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ۔

پس اے طالب صادق! شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہو کہ صاحب شریعت ہوشیار اور صاحب طریقت مست و سرشار مگر دل سے بیزار۔ اور حقیقت و معرفت میں کیا فرق ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ نیکی اور بدی کو اپنے نفس (لوامہ) کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ اور معرفت یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع اور اپنے آپ کو خواہش نفسانی سے باز رکھنے کا نام ہے۔

اور اے طالب صادق! معرفت و فقر میں کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہو کہ عارف ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ اور فقر ایک دریائے ناپید اکنار ہے جس میں بمشکل گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے پس اس کی موج سے بیہوش نہ ہو۔ بظاہر عام آدمیوں کے جلسہ میں اور بباطن خدا کی محبت میں استغراق کلی رکھنے کا نام ہے۔

نظم

ہر کہ خواند محک را بہر از خدا	مجلسے حاصل شود با مصطفٰے
صورتے دیگر بود سیرت دگر	عارف باللہ بود صاحب نظر
ایں کتابے مرشد حق راہبر	ہر مقامے میدہد از حق خبر
مے شناسد کہ حروف راز را	اولیاء اللہ چشم دانْد را
ہر کتابے را جوابے میدہد	ہر ولی را ہم خطابے میدہد
اولیا را سے نما ید ہر مقام	میکند تحقیق ہریک پختہ خام

اور اس کے ہر حرف میں اللہ تعالٰے کی معرفت اور ہر سطر میں خدا کے بھید اور پوشیدہ باتیں اور معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں۔

پس اے طالب صادق! عارفیت اور وحدانیت الٰہی کی کیفیت کے طریقے اسرار محمدی ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تعالٰے کے نام سے کھلتے ہیں لیعرفنا فی اللہ

کے ساتھ مستثنٰے ہوتا ہے۔ اور مقامِ ہوتیت میں پہنچتا ہے۔ اور لفظ حیّ و قیوم سے موسوم ہوتا ہے اور بے حجاب اللہ کو دیکھتا ہے۔ اور شرح جزو کل اور شرح توحید یعنی معرفت ذات و صفاتِ الٰہی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مجلس اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماہر ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر وقت حضوری حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس کو میسّر رہتی ہے +

مترجم۔ صوفیائے کرام نے اِن مراتب کو کئی مرتبوں پر لکھا ہے۔ اُن میں اول مرتبہ احدیت کا ہے جس سے مراد ذات بحت اور ہستی خاص ہے۔ جس کا دریافت کرنا مشکل بلکہ لایدرکہ الابصار یعنی نہیں معلوم کر سکتی اُس کو بینائی کہ مراد اور اشارت کی طرف اسکی راستہ نہیں ہے اور نہ عقل و فہم اس سے خبردار نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے فکر اور غور ذاتِ حق سُبحانہ و تعالٰے میں منع ہے۔ دوم مرتبہ وحدت کا ہے کہ مرتبہ اجمالی صفات کا ہے کہ جو بے امتیاز ہے۔ مگر بعضے بعضوں کو قابلیت خاص ہے اِسی کا نام حقیقت محمدی ہے کہ جو درمیان احدیت اور واحدیت کے ہے۔ اور سوم مرتبۂ واحدیت کا ہے کہ یہ مرتبہ تفصیل صفات کا ہے۔ با امتیاز تمام صفتوں کے دوسروں سے۔ اس کے بعد مرتبہ الوہیت کا کہ جو جگہ تمام مرتبوں کی ہے یعنی کمال و جلال سے اور جو تین مراتب وجوب اور قدم کے ہیں۔ اور عبودیت اور مسجودیت خاص ان مرتبوں کا ہے اور نقصان اور امکان اور محدودیت اور محصوریت کو اس جگہ دخل نہیں ہے۔ اور اِن مرتبوں کو مراتب داخلی کہتے ہیں +

اور تین دوسرے مراتب ہیں کہ وجود مطلق بصورت اعیان کہ حقیقت اشیائے کونیہ اور مجردہ اور بسیطہ اور مرکبیہ اور جسمانیہ مراد اس سے ہے میں ظاہر ہوا۔ اور ہر ایک میں ساتھ دوسرے رنگ کے ظہور فرمایا اس میں اول مرتبہ عالم ارواح کا ہے کہ جو جواہر لطیفہ ہے قابل تصویر اور ترکیب اور تبعیض کے اور یہ مرتبہ شامل ہے اور عقلوں اور ملائکوں اور ارواح بولنے والے اور طبیعت رکھنے والے کے + اور دوسرا مرتبہ عالم مثال کا ہے جو عالم ارواح کے ساتھ متصف ہے۔ بلکہ ایک صورت لطیفہ اُس سے ظاہر ہے کہ جو لائق جزا اور تبعیض کے نہیں ہے اس کو عالم خیال بھی کہتے ہیں کہ جو شامل ہے خیال منفصل اور متصل کے، بلکہ وہ خیال کیا گیا انسان کا ہے + اور سوم مرتبہ عالم اجسام کا ہے کہ جو ہر کثیف عناصر اور مرکبات کہ عبارت اس سے ہے اور یہ تقسیم کی ہوئی ساتھ جسم کانی اور نباتی اور حیوانی اور انسانی کا ہے کہ جو اخیر مرتبہ انسان ظاہری کا ہے + اور شرح جزو کل سے مراد ذرہ ذرہ یعنی تھوڑا بہت + اور شرح توحید سے مراد ذات کا ایک جاننا +

مِن ترجمہ کو معلوم ہو کہ کتاب محک الفقر حضرت فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ ولد بازید

علیہ الرحمۃ عرف آوان ساکن قرب وجوار قلعہ شورکی تصنیف ہے حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ الْاٰفَاتِ وَالْجُوْرِ یعنی نگاہ رکھے اس کو اللہ پر تمام آفتوں اور ظلم (حاکم ظالم) سے قولہ تعالٰی قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ یعنی اللہ برتر فرماتا ہے، کہا (حضرت موسیٰ) نے کہ میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں +

پس اے درویش! شریعت کیا ہے ایک شرف یعنی بزرگی کے ہے۔ اور طریقت کیا ہے، وہ ایک راز ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ شریعت دریا ہے۔ اور طریقت اُس کا کنارہ ہے۔ اور حقیقت کیا ہے، حق کا دیکھنا۔ اور معرفت کیا ہے، حق الیقین کا مرتبہ ہے۔ اب یوں سمجھنا چاہئے کہ شریعت (گویا) بادشاہ کا دارالسلطنت ہے۔ اور (چونکہ) طریقت کی راہ شریعت سے ہے اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے (اس وجہ سے) کہ معرفت میں حقیقت سے اللہ کے بھید حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھے اور استدراج حاصل کرے وہ مُلحد ہے +

مترجم۔ واضح ہو کہ اقسام وحی میں ایک قسم الہام اور معجزہ ہے۔ یہ قسم مخصوص انبیاء علیہم السلام سے ہے۔ اور کرامت اور خرق عادت اور استدراج اور استخراج اکثر اولیاء اللہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ پس اگر پابندیٔ شریعت کے ساتھ ہے تو اس کو کرامت اور خرق عادت کہینگے۔ اور اگر تصفیہ وتزکیۂ قلب سے کسی کافر یا مشرک سے کوئی امر سرزد ہو اس کو استدراج کہتے ہیں جس کے معنی قلب کی حالت بیان کر دینا ہے۔ بسا اوقات یہ مشاہدہ میں آیا ہے۔ کہ اکثر مشرکین اور کفار سے امر سرزد ہوا ہے کہ کوئی شخص اُن کے ملنے کو آیا اور جس خیال سے آیا وہ خیال اس کا ظاہر کر دیا گیا اسی واسطے شریعت غرّا نے ایسے لوگوں کو ملحد اور گنہگار قرار دیا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں شرح مفصل ہے جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں۔ بالخصوص فتوحات مکیہ میں اس کی زیادہ تفصیل موجود ہے +

پس درویش کو لازم ہے کہ ہر طریقہ و ہر مقام کو شریعت سے کھولے۔ اور ہر مقام پر شریعت میں رجوع کرے (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) حدیث اَلنِّهَايَةُ اَلرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ یعنی ہر کام کی انتہا اس کی ابتدا کی طرف رجوع کرنا ہے۔ پس شریعت کو قرآن سے شرف ہے اور قرآن شریف کو اللہ کے نام و ذات سے شرف ہے (پس اے درویش! شریعت اور قرآن شریف اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ

مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ یعنی اُسی اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ اُن کو وہی جانتا ہے اور اللہ جانتا ہے اُس چیز کو کہ جو خشکی اور تری میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا۔ کہ وہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اور کوئی ذرہ زمین کی تاریکیوں میں اور کوئی دانہ زمین اور کوئی خشک اور تر ایسا نہیں کہ جو اس کی کتاب روشن میں نہ ہو یعنی وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے ۞

پس اے درویش! جس طریقہ کو اللہ و رسول و قرآن و شریعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے والے عالم اور فقیر عارف باللہ و کامل بزرگ رد کریں۔ وہ طریقہ سراسر کفر ہے۔ اور اس پر چلنے والا کافر زندیق و گمراہ ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ بیت

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف راہ وہی شخص اختیار کریگا جس کی قسمت میں ازل سے منزل مقصود پر پہنچنا نہیں لکھا ہے ۞

اس کا جواب حضرت مصنف باہو قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں بیت

شد مرید از جان باہو مصطفےٰ
واقفِ اسرار گشتہ از الٰہ

پس اے درویش! شریعت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا نام ہے۔ اور دنیا اور دُنیا کے (خلاف شریعت) طریقے اللہ تعالےٰ کے رد کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اصل دنیا اور اس انہماک) فرعون و ہامان سے ہے۔ اور شریعت کی اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اے درویش! جو شخص دُنیا (صرف) طلب کرے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے ۞

مترجم۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب یعنی دُنیا مُردار ہے اور طلب کرنے والا اس کا کتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں۔ کہ مُردار چیز لقمہ سگ ہوتی ہے پس جو شخص طالب دنیا ہے اور اپنے آپ کو فقیر کہتا ہے اس کی مثال کلیسے ہے بلکہ حدیث دعا کے موقع پر عاقبت کی بھلائی کا حکم دیا ہے۔ پس جو لوگ ورد و وظائف یا مزارات اولیاء پر محض دُنیا کے

مانگنے کو جاتے ہیں۔ اور جب کامیاب نہیں ہوتے۔ تو اولیاء اللہ سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر گمراہی ہے۔ ہم نے اس کی زیادہ تصریح اپنے رسالہ لکھیا والا عاین مفصل کی ہے۔ بوجہ طوالت اس جگہ قلمبند نہیں کر سکتے +

پس اے طالب صادق! دُنیا کیا ہے اور کسے کہتے ہیں مثنوی

آنچہ از حق باز دارد دنیائے زشت | آنچہ با حق مے برد فقر بہشت
داد عزت حق تعالے فقر را | فقر فخری گفت احمد مجتبےٰ

پس اے درویش! فرض دو قسم کا ہے ایک کا نام فرض وقتی ہے۔ دوسرے کا نام فرض دائمی پس فرض وقتی تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی اللہ تعالےٰ کا ذکر اور معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہے پس اے درویش! فرض دائمی کو غالب رکھ۔ اور فرض وقتی کا مقید اور اس کے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کا انتظار کر +

پس اے درویش! جان لے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کا راز نماز کے ساتھ ہے بغیر نماز کے ذکر راز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز کا ضائع کرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ یعنی وقت تلوار خونخوار ہے (فرمودۂ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم ہے) +

پس اے درویش معلوم ہو کہ شریعت راہ ہے۔ اور قرآن کلام الٰہی ہے کہ مخلوق حادث نہیں (بلکہ قدیم ہے) اور اللہ کا نام ہدایت کرنے والا ہے +

پس اے طالب صادق! آدمی قرآن کے پڑھنے اور علم کے حاصل کرنے اور عبادت کی محنت صرف اللہ تعالےٰ کے نام لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور کلمہ طیب (سچے دل سے) نہ پڑھے۔ جیسا کہ وارد ہے۔ ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کا ذکر کرنا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنا ہر فرض پر مقدم (بلکہ) فرض ہے (جس طرح) اول اللہ کا ذکر فرض ہے (یعنی جس طرح) تکبیر تحریمہ اللہ اکبر نماز میں سب سے پہلے ہے۔ اس کے بعد نماز فرض ہے۔ قولہ تعالےٰ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی (تو اس نے فلاح پائی) اور الحدیث اَفْضَلُ الذِّکْرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حدیث میں ہے سب ذکروں سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ ہے ۔ اور بہترین عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ذکر و عبادت و سعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے ۔ بدیں وجہ کہ اللہ کا ذکر قدیم ہے ۔

پس اے درویش! جاننا چاہیئے کہ اس کو کلمہ طیبہ اس واسطے کہتے ہیں ۔ کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی پاکی کا ذکر ہے اور شرک و کفر کی ناپاکی سے باہر نکلتا ہے ۔ اور کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۔

اول (اس پر یقین ہو) کہ جس کو اس پر یقین نہیں وہ منافق ہے ۔

دوسرے (اس کی حرمت ہو) کہ جس کو اس کی حرمت نہیں ہے وہ فاسق ہے ۔

تیسرے (اس کی لذت و حلاوت و لذت حاصل ہو) پس جس کو حلاوت نہیں وہ ریاکار ہے ۔

چوتھے (دل میں اس کی تعظیم ہو) جس کو اس کی تعظیم نہیں وہ بدعتی ہے ۔

ابیات

کلید قفل جناں لا الٰہ الا اللہ ۔ نجات مردم جاں لا الٰہ الا اللہ

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک روز حساب ۔ ورا کہ کرد بیاں لا الٰہ الا اللہ

نبود باک دو عالم نبود چرخ کبود ۔ کہ بود در آں لا الٰہ الا اللہ

اس کے بعد حضرت باہو قدس سرہ العزیز عشق کی تعریف اور کلمہ طیبہ کا نتیجہ لکھتے ہیں ۔ یعنی جاننا چاہیئے کہ ہر چیز کے لئے آفت ہے اور حضرت عشق کی آفت آدمی کا نفس ہے ۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۔ یعنی داخل ہوا اپنی جنت میں اور وہ ظالم ہے اپنے نفس پر ۔ اور نفس کی آفت طمع ہے اور نفس و طمع آدمی سے الگ نہیں ہوتے ۔ جب تک کہ آدمی ، حرص کو نہ چھوڑے ۔ اور توکل نہ اختیار کرے ۔ اور ترک حرص و توکل حاصل نہیں ہوتا بغیر اللہ تعالےٰ کے داغ محبت و درد کے اور درد و داغ و محبت بغیر ذکر کلمہ طیبہ کے حاصل نہیں ہوتا اور کلمہ طیبہ اثر نہیں کرتا جب تک توجہ مرشد کامل کی نہ ہو ۔ اس واسطے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے توحید اور توکل حاصل ہوتا ہے ۔

دوسری حدیث اَلتَّوْحِيْدُ وَالتَّوَكُّلُ تَوْاَمَانِ يَا يَاتِ یعنی توحید و توکل کی حاصل ملک بادشاہیں ۔

پس اے درویش! ذکر نفی و اثبات (غیر سے عبادت کی نفی کر کے اللہ کے واسطے ثابت کرنا) اور اللہ تعالیٰ کے نام میں غرق ہونا کہ جو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے اور ذکر جاری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم جو تلاوت قرآن کے ساتھ ہو۔ یہ صاحبِ وصال کے مراتب ہیں (چونکہ حدیث اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم و فرمان ازل سے ابد تک جاری ہے (اس واسطے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت غرا ایک فیض کا بہتا ہوا دریا ہے، جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا اور عام و خواص آدمیوں کا راہنما ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم رحمت ہے (بلکہ) اس کے فضل کا بیتہ ہے۔
یعنی یادان رحمت اللّٰہ یا اِسم اللّٰہ امر غالب ہے خدائے تعالیٰ کے امروں سے جیسا کہ ارشاد ہے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (یعنی اللہ کا حکم سب پر غالب ہے) اور حدیث اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ اور حدیث میں ادب کی تاکید ہے۔ اور قولہ تعالیٰ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہ کھاؤ اُس چیز میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ البتہ وہ فسق ہے ٭

پس اے درویش! قرآن شریف کی پہلی آیت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو اللہ کا نام لیکر جس نے پیدا کیا) ٭

پس ذکر معرفت الٰہی حسب ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہے کیونکہ بے ہدایت اللہ تعالیٰ کے کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بلعم باعور اور ابلیس آن واحد میں راندۂ درگاہ ہو گئے اور قرب حضوری سے دور پھینکے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حب مولا کے اخلاص نے اصحاب کہف اور اُن کے کتے کو دوری سے قرب حضوری میں پہنچا دیا (چونکہ) اللہ تعالیٰ کی محبت ہدایت ہے اور دنیا کی محبت سراسر گمراہی ہے ٭

پس اے درویش! روایت ہدایت کے واسطے ہے قولہ تعالیٰ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (اور سلام اُس پر جس نے ہدایت کو اختیار کیا یعنی جو اتباع کرے ہدایت کا کیونکہ روایت والا مجتہد اور مذہب والا امام وہی ہے جس نے دنیائے فانی سے ساتھ مطلوب حقیقی کے رحلت فرمائی ہو۔ اس کے بعد جو کوئی شخص بغیر اس کے مذہب

یا اجتہاد یا امام ہونے کا دعوےٰ کرے بالکل جھوٹ ہے ٭
پس اے طالب صادق! یہ پانچ مرتبے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ پس جو شخص ان کا دعوےٰ کرے وہ اسلام سے خارج ہے نعوذ باللہ منہا (پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اس سے)
اول۔ قرآن شریف سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نازل نہیں ہو سکتا ٭
دوم۔ (بعد حضرت کے) کسی کو مرتبہ نبوت نہیں مل سکتا ٭
سوم۔ معراج اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ٭
چہارم۔ وحی الٰہی سوائے پیغمبروں کے کسی پر نہیں آتی ٭
پنجم۔ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مذہب کے چاروں آئمہ مجتہدین کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا (اگرچہ کتنا ہی فضل و بزرگی حاصل کرے ٭
پس اے درویش! مجھ کو تعجب آتا ہے اُس قوم اور اُس آدمی پر کہ جو مرشد ولی اللہ روز اول بغیر ریاضت کے ہو جائے (بھلا) کہاں رازِ حقیقت اور کہاں وہ احمق (چونکہ) ریاضت اور محنت خدا کی بخشش ہے۔ جس کسی کو اللہ نے چاہا۔ بخشا۔ (اور جس کو نہ چاہا نہ بخشا)، مگر اس خدا کی بخشش پر بھی آدمی بخیل ہے مثنوی

مرد مرشد رازہ بخشد حق عطا — میکشد از شرک و کفر و از ہوا
بے طلب معنے بود شیطاں مرید — ہر کہ طالب حق بود با حق رسید

مترجم بغیر ریاضت سے یہ مراد ہے کہ بعض جاہل آدمی جو سجادہ پر بیٹھ کر دعوئے فقر کر بیٹھتے ہیں اور راز فقر سے ناآشنائے محض ہوتے ہیں۔ بلکہ محض جاہل اور کندۂ ناتراش ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز ولی نہیں ہوتے بلکہ وہ شیطان کے مرید ہوتے ہیں۔ کہ جو لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھانستے ہیں خدا ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے پس مصنف کتاب کا اشارہ ریاضت فقر سے ہے اور یہ وہ ریاضت ہے۔ کہ خدا اس کی جس کو توفیق دے ٭
پس اے طالب صادق! معلوم ہو تجھ کو کہ شریعت نام قول کا ہے۔ اور طریقت نام حال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت نام وصال الٰہی کا ہے۔ پس شریعت اور طریقت کے درمیان میں ستر ہزار پردے ہیں۔ جب تک کہ (انانیت) یعنی آپ کو سمجھنا، اور غرور سے علیحدہ نہ ہو گا۔ ہرگز مقام طریقت میں نہ پہنچے گا۔ اور طریقت، حقیقت میں

میں کشف و کرامات کے ستر ہزار پردے ہیں یعنی حجاب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامات سے پاک و صاف نہ ہو حقیقت پر کما حقہٗ نہیں پہنچتا۔ اور حقیقت و معرفت میں ستر ہزار عظیم الشان یعنی بڑے پردے صفات کے ہیں (ہیں) جب تک (انسان) صفات سے باہر نہ ہو، دریائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز معرفت الٰہی کے مقام پر نہیں پہنچتا ہے٭

پس اے درویش! معرفت اور غرق نورِ الٰہی میں ستر ہزار پردے ہیں (ہیں) جب تک کہ عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو، مقامِ غرق نورِ الٰہی میں نہیں ہوتا۔ اور غرق نور الٰہی و مقام حیّ و قیوم یعنی مقام بقا باللہ میں (بھی) ستر ہزار حجاب ہیں (ہیں) جب تک کہ جسم اسم و ذات الٰہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باللہ نہ ہو (ہرگز) زندۂ جاوید نہ ہوگا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت اللہ ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد باری عز اسمہٗ ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے ٭

پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستہ پر پہنچے۔ وہ خلق کا ہادی اور رہنما اور صاحب نظر اور اللہ کا مقرب ہو (بلکہ) اللہ سے ایسا واصل ہو کہ طالب حق کو (اگر چاہے) تو ہزار کوس سے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔ اور آن واحد میں مقامِ شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کو طے کرا دے۔ اور حق تعالےٰ سے ملا دے کہ وہ طالب ہر وقت اللہ کو یاد کرے۔ اور سوائے صاحب نظر اور طالب نظر کے دوسرے کی خواہش نہ کرے ؎

نیم نظرش بہ بود مرد خدا   زاں نظر حاضر شود با مصطفٰی

یعنی صاحبِ نظر کی نیم نظر میں یہ تاثیر ہے۔ کہ اس سے حضرت محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے ٭

پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اس کو صاحب نظر نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف اللہ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ (یعنی نہیں ہے مجھ کو توفیق مگر اللہ کی طرف سے) ٭

پس اے درویش! اللہ کی معرفت کا راستہ ایک بعید الصمد اسرار و پنہاں ہے اگر تو (اس راستہ پر) آئیگا تو (کوئی مانع نہیں ہے) دروازہ کھلا ہے اور اگر (تو) نہ آئیگا تو اللہ تعالےٰ کو اس کی پروا نہیں ہے ٭

اے درویش! (صرف) زبان کا ذکر کرنا ناقص اور دعا کے لئے غیر مضبوط ہے جیسا کہ فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہو گیا اور اُس کے کہنے کے خلاف ہوا جس کی تصریح اور تفصیل کتب تفاسیر میں بہت ہے اس جگہ اُس کے نقل کی گنجائش نہیں ہے ✣

اور اے طالب صادق! ذاکر قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے۔ اور ذاکر روحی کسی حالت میں راحت نہیں پاتا ہے۔ اور ذکر سرّی سے مراد چپ رہنا ہے۔ اور ذاکر ناظر ہمیشہ بے نیاز (اللہ تعالے) میں غرق رہتا ہے ✣

(اب اے درویش! ذکر خفیہ کی تعریف سُن وہ یہ ہے) کہ ذکر خفیہ کی مثل (اور کوئی) ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر خفیہ یعنی ذکر خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ سرّ کے ساتھ ہے (بلکہ) ذکر خفی ایک غیر مخلوق نور ہے۔ کہ اس کے ذاکر کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں حضوری ہے اور وہ جو کچھ سنتا ہے اور کہتا ہے وہ یاد رکھتا ہے (بلکہ) ذاکر خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحب ذوق و شوق محبت انوار الٰہی کے مشاہدہ کرنے والے کا نام ہے) یا مشاہدہ کرنے والا اور متوکل علے اللہ اور صاحب رحم اور تارک خواہشات نفسانی اور اسرارات الٰہیہ کا جاننے والا ثابت قدم پورا سالک ہے (اور اے درویش!) ذاکر خفیہ بہت ہوشیار ہوتا ہے صرف مشہور افواہ نہیں ہوتا (بلکہ) جس پر فضل الٰہی ہوتا ہے وہ ذاکر کو خفیہ جانتا ہے (صوفیہ نے لکھا ہے) کہ ذکر خفی عارفوں کا حصہ ہے۔ قولہ تعالےٰ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (یعنی پکارو اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے) اور قولہ تعالیٰ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (یعنی یاد کر اُس اللہ کو جو جہان کا بادشاہ اور ہر عیب سے پاک (اور) سب سے غالب (اور) حکمت والا ہے (اور) آسمان اور زمین کی چیزیں (اس کی تسبیح کرتی ہیں) اور قولہ تعالےٰ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (پس اے مسلمانو) جس وقت تم نماز کو پورا کر لو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں پر کرو) اور قولہ تعالےٰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (یعنی اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ وہ دوزخی اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں) هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔ اور قولہ تعالےٰ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (یعنی منکر لوگ تو (اس بات میں) لگے ہیں کہ ڈگا دیں (یعنی گرا دیں) اپنی نظروں سے جب سنتے ہیں نصیحت اور کہتے ہیں کہ یہ آدمی باولا ہے (یعنی مجنون ہے - اور نہیں ہے وہ مگر نصیحت عالم کے لوگوں کو) اور قولہ تعالیٰ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (یعنی جہاد کرتے ہیں (وہ لوگ) اللہ کی راہ میں اور نہیں ڈرتے ہیں ملامت سے ملامت کرنے والوں کے) ۔

مترجم یعنی جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتے ۔

اور قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (یعنی اے مسلمانو! تم اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو (تو) البتہ تم فلاحت حاصل کروگے) اور قولہ تعالیٰ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح آئینگی تیرے پاس ہماری نشانیاں - پس بھلا دیگا تو ان کو اور اسی طرح آج (قیامت کو تو) بھلایا جائے گا) ۔

حدیث اَكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّىٰ يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ مَجْنُونٌ (یعنی اللہ کے ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ منافق لوگ تم کو مجنون کہنے لگیں) ۔

پس اے درویش! ذکر سری سچے اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا - وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے - یعنی (وہ لوگ) انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں) ۔

مترجم یہاں انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ خدا و رسول کی اطاعت میں صفاتِ بشریہ کو دور کریگا - اور خواہش نفسانی کو دور کرکے صفت ملکیہ پیدا کریگا - پس اس بندہ کا مرتبہ مثل مراتب مذکورہ بالا کے ہو جائیگا - مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہئے کہ کثرت عبادت و اطاعت سے حضور غوث الثقلین میراں شیخ سید محی الدین جیلانی اور

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ہے یا مثل اُن کے اور بزرگانِ دین ہیں گو نبی اور صدیقین کا مرتبہ خاص ہے۔ مگر اُن کے پیرو بھی مثل اُن کے ہو جاتے ہیں ٭

اس کے بعد حضرت باھُو علیہ الرحمۃ مصنف کتاب علم فقہ کی تعریف اور فقر کو فرماتے ہیں ٭

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ علم فقہ آدمی کی جان و تن اور زبان و جسد ظاہری کو پاک صاف بنا دیتا ہے۔ لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حرص و حسد دل سے نہیں جاتا (مگر) فقہ جاننے والا دل کی پاکیزگی سے بے خبر ہے۔ اور ذکر اللہ نور معرفت کا اشتغال ہے اور بغیر علم فقہ کے فقیر اپنی نفسیحت اور کفر و شرک کی رسوم کو نہیں جانتا۔ اور فقہ اسلام کی بنیاد (یعنی قرآن و حدیث) کی تشریح ہے۔ اور فقر بنائے اسم اللہ کی شرح ہے۔ پس علم فقہ و علم فقر چھ حرفوں کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں۔ اس کو چھوؤں جہتیں حاصل ہیں یعنی شش جہت اس کے قدموں کے نیچے ہیں ٭

پس اے درویش! یہ مرتبہ ذکر دوام اور فکر تمام کے ہیں (پس معلوم ہو کہ) فقیری بے علم کے ناقص اور خام ہے (مترجم) اسی کی بابت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ع

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

بیت

علم را آموز اول آنچہ علمے از خدا — زعلم فقہ و ذکر و فکرہ باز دارد از ہوا

یعنی اول اس علم کو سیکھنا چاہئیے کہ جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو کہ وہ علم فقہ اور ذکر و فکر ہے ٭

پس عالم باعمل اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے۔ کہ مجھ کو خدائے تعالےٰ نے اطاعت و عبادت و ذکر و فکر و معرفت و سعادت کیواسطے پیدا کیا ہے نہ سونے کے واسطے۔ اور اسے نفس تیرے سونے کی جگہ قبر ہے۔ کہ ایک پہلو پر سالہا سال قیامت تک سوتا رہیگا (دنیا میں) اللہ کی عبادت کرلے۔ کیونکہ قیامت اور عرصات محشر و صراط (وغیرہ وغیرہ) درپیش ہیں ٭

پس اے درویش! مرد عارف و کامل کو تین دشمنوں سے خبردار رہنا چاہئیے۔ کہ نفس جان کا دشمن ہے۔ اور شیطان ایمان کا دشمن ہے۔ اور دنیا زر کی دشمن ہے۔ پس جو لوگ ان تین دشمنوں سے بے خبر ہیں وہ سخت احمق و نادان اور محض بے عقل

اور بیوقوف اور مطلق جاہل ہیں ✧

اس کے بعد حضرت مصنف بیعت کی بابت ارشاد فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنی اللہ جل و جلالہ و عم نوالہٗ حضور اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ تم سے (اے محمد) بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں واس واسطے کہ اللہ کا دست رحمت اُن کے ہاتھوں پر ہے ✧

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ قولہٗ تعالے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں۔ اُس سے بہتر یا اُس کی مثل نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے ✧

پھر فرماتے ہیں۔ قولہٗ تعالے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۝ (یعنی خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے منہ پھیرا میری یاد سے (یعنی رُو گرداں ہوا) تو اسکو ملتی ہے گذران تنگی کی اور اٹھاویں گے ہم اُس کو قیامت کے دن اندھا۔ (اور) وہ کہیگا اے رب میرے کیوں اُٹھایا تو نے مجھے اندھا۔ میں تو تھا دیکھنے والا ✧

اس کے بعد حضرت مصنف قدس سرہٗ العزیز دُنیا کے قیام کی بابت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک عارف باللہ اور صاحب ولایت ولی اللہ مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں، اُس وقت تک دُنیا قایم ہے۔ اور جس دن کہ ذکر اللہ اور نام اللہ طالبان خدا کے ظاہر و باطن سے اٹھ جائیگا، اسی روز قیامت قایم ہو جائیگی ✧

مترجم چونکہ نظام عالم محض صوفیہ کے وجود باجود کے باعث قایم ہے۔ اسی واسطے وہ اہل خلق اللہ کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ بلکہ سوائے خدا کے اُن کا کسی کو علم نہیں ہوتا اُن کو خدائے تعالے نے اسی واسطے تخلیق فرمایا ہے۔ کہ وہ ہدایت مراتب تلقین ارادت اور ارشاد صدق و یقین سے ایک سرے سے پابند ہیں۔ بلکہ بر اہ ہدایت پہنچے رہیں بعض ان میں سے افراد ہیں اور بعض اُن میں سے اوتاد ہیں۔ اور بعض اُن میں سے

ستار اور غوث اور ابدال وغیرہ درجہ بدرجہ ہیں۔ جن کی تفصیل اکثر کتب تصوف میں موجود ہے ۔

چونکہ زمین اور خلق اللہ و ہدایت اللہ (محض) صوفیائے کرام کی برکت سے (آج تک) سلامت ہے (ورنہ کب کی غارت ہوجاتی) ۔

پس اے طالب صادق! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو حجاب اکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر کی حقیقت کو دلائل سے جانتے ہیں ۔ اور جس کو باطن والے نہیں جانتے ۔ اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) جو باریکیاں اور نکات اور معرفت الٰہی کی برکتوں کو جانتے ہیں، وہ عالم نہیں جانتے ۔ اور جو لوگ اہل اللہ ہیں وہ ہر وقت تجلیات الٰہیہ میں رہتے ہیں ۔ اور برابر انوار پروردگار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں بخلاف علما کے کہ یہ دلیل میں ہیں ۔ اور وہ بے دلیل جانتے ہیں ۔

پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہیئے کہ علماء حجاب میں ہیں ۔ اور صوفیہ بے حجاب ہیں ۔ ان دونوں کا حجاب خدا ہی اٹھائے تو ایک حالت ہوجائے (ورنہ یہ حجاب قیامت تک رہ جائیگا) ۔

پس لائق یہ ہے ۔ کہ علم ظاہری اور باطنی ایک ہو، اس کا نام صاحب ہدایت اللہ اور ولی اللہ ہے ۔ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے ۔ جب تک وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی اللہ تعالےٰ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ۔ اور قولہ تعالیٰ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہدایت کر ہم کو سیدھے راہ کی یعنی ابتدا اور انتہا خدا کی معرفت کی (چونکہ) فقر کا تمام اسم اللہ ذات میں ہے ۔

مترجم ۔ ترتیب سلوک میں بڑے بڑے صوفیہ پریشان ہوکر گمراہ ہو گئے ہیں ۔ جس کی کتب صوفیہ گواہ ہیں ۔ اول تو یہ علم سینہ ہے سفینہ نہیں اور دوسرے جو کیفیت صاحب حال پر ہوتی ہے اس کا وجدان کچھ وہی جانتا ہے ۔ جس پہ ہوتی ہے ۔ درصل یہ علم صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ہے اگر اس کی کچھ تمہید ہے تو وہ صرف اسی قدر ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک مثلث میں اس خیال کو ظاہر کیا ہے اس کا ایک شعر مثال کے طور پر نقل کرتا ہوں جو یہ ہے ؎

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے حقیقت ہے ۔ سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

محمد کا یہ رستہ ہے بقا سمجھے فنا پہلے

دوسرے ایک اور قصیدہ کا مقطع ہے ؎

ظاہری جنت و دوزخ بھی کچھ ہم سے پیدا ہے   ہمارا قالب خاکی نمونہ ہے قیامت کا

پس جو کچھ ہے وہ سمجھ سے باہر ہے نہ آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے نہ کان اس کو سن سکتا ہے۔

بیت درون جان نہ پا بدل دل خرد را راہ   کہ ذرہ راہ نتواں برد در خزانۂ شاہ

پس اے طالب صادق! اس راہ باطنی میں اللہ کی معرفت اور محبت نفس اور صدیث محمدی درکار ہے جیسا کہ ارشاد باری عزوجل ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی مضبوط ہونیوالے علم میں، جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے ؎

علم روشن راہ ہادی راہ بر   آدمی بے علم ہیچوں گاؤ خر

(اس سے معلوم ہوا کہ) علم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادت ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتا ہے۔ اور تصدیق القلب یعنی سچائی کی طرف لیجاتا ہے۔ اور باطل سے بیزاری دنیا ہے چونکہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اور صوفیہ لیعبدون کی جگہ لیعرفون کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے جن اور انس کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ یعنی ہماری پیدائش بندگی کے واسطے ہے اگر بندگی نہ ہو تو ہم کو شرمندگی ہے اور اگر علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعمل ہیں۔ ہم کو بندگی اور عبادت سے بھی لذت حاصل ہے اور حلاوت کی بھی چاشنی ہے۔ اور اگر کوئی علم سے چون وچرا کرے وہ مغرور و متکبر ہے۔ اور مقام اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں، اس میں داخل ہے کہ جو غرور اور خواہشوں میں متکبر ہو۔ اور دنیائے دنی کے مرتبہ و عزت کو عزت جانتا ہو۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ علمائے صاحب قال باطن میں معرفت الٰہی کا قرب وصال کے ساتھ امتیاز نہیں کرتے۔ اور ذاکر فقیر کا دل جب کہ اللہ کے ذکر کے باعث اللہ کے نام پر لوٹنے لگتا ہے۔ تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مُردہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس کسی نے اپنے رب کی معرفت حاصل کی پس تحقیق اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ شریعت کا مقام زبان ہے یعنی اقرار کرنا اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبش قلب سے دل اسم اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ اسم اللہ کی تاثیر سے۔ اور نفس مطلق مُردہ ہو۔ یعنی نفس میں حرص وحسد اور کبر و طمع اور ہوا و ہوس ذاکر قلبی کے وجود میں نہ ہے اور چون مطلق سے باہر آئے یعنی جو کوئی چون و چرا

سے علیحدہ ہوا اس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ اور ذاکر قلبی جب کہ ان مرتبوں پر پہنچتا ہے (اُس وقت) صفائی قلب دوام سے ذاکر قلبی کو باطن میں انبیاء اور اولیاء کی محفل اقدس نصیب ہوتی ہے۔

پس اے درویش! جب کہ ذاکر قلبی کو دوام انبیاء و اولیائے کی مجلس ہوتی ہے۔ تو وہ ان کے فیضان صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تاثیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب۔

دوسرے سرِ اسرار الٰہی کا مشاہدہ اُس کو ہمیشہ میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ ذاکر قلب کو شاہد جمال مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اور اے درویش صادق! جو شخص اسم اور رسم کے مطابق پارہ گوشت یعنی دل کو حرکت دے۔ وہ ذاکر قلب نہیں ہے۔ اور کلام و زبان کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں۔ پس ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اور فقیروں اور درویشوں کے مرتبوں سے بہت دور ہے۔ اور معرفت الٰہی کے وصال سے محروم ہے۔

پس اے درویش! ذاکر قلبی صاحب نظر ہے۔ اگر کافروں کی مجلس میں بیٹھے ذکر قلب اسم اللہ کی توجہ سے تمام کفار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحب قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں ہو۔ اور تصدیق القلب حاصل ہووے۔ اور ذکر اللہ کے قلبوں سے تصدیق القلب زبان سے اقرار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کہتا ہے۔ اور مسلمان حقیقی اور عارف باللہ کی تحقیق بے حجاب ہو۔

پس اے طالب صادق! ذاکر قلب، دُنیا اور اہلِ دُنیا کو ترک کرے۔ اور خلق سے جدائی اختیار کرے اور ہمیشہ اشتغال اللہ میں غرق ہو۔ اور ذاکر قلبی اگرچہ ظاہر میں مطالعہ علم میں مسرور ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں مجلس محمدی میں حاضر رہتا ہے۔ اور جو کوئی ذاکر قلبی ایسے مرتبے نہ رکھتا ہو اور آدمیوں میں وہ آپ کو ذاکر کہے۔ اور مخلوق اُن کو ذاکر کہے، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں اور ذکر سے بے خبر ہیں۔

(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ ذکر اللہ خدا کی بخشش ہے۔ مگر طالب دُنیا اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذاکر قلبی کو ممات اور حیات ایک ہے جب کہ ذاکر قلبی کا قلب اسم اللہ سے زندہ ہو۔ اور یا اللہ کہے جس کے بعد ذاکر قلبی کا قلب اور ذکر قلب آواز بلند کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہہ کر شورش قلب

پیدا ہووے۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا نعرہ مارے کہ غسّال حیرت میں آئے اور جنازہ والے خوف کریں (کہ قیامت آگئی) اور ذاکر قلبی کو جب قبر میں اُتاریں۔ اُس وقت قلب میں شورش ہو۔ اور آواز بلند اور جہر کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہنے لگے پس لیے ذاکر کو ذاکر کہتے ہیں۔ اور جو ذاکر کہ ذکر میں زندہ قلب نہ ہو اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے۔ اس کو ذکر قلبی اور ذاکر قلبی نہیں کہہ سکتے اور ایسے ذاکر کے ذکر کو رسم رسوم اور بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور ذکر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت سے ناواقف ہے۔ اور طالب اس کا خام خیال، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت الٰہی سے مستفید نہیں ہو سکتا ہے +

اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد ناقص کا رہنما پکڑنا باعث نقصان ہے جو کہ طالب اللہ کو معرفت الٰہی کی طرف بتمامیت نہ پہنچا دے۔ اور جس انسان سے ایسا نہ ہو سکے اُس کو مرشد نہ بنائے بلکہ ایسا آدمی شیطان ہے۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفت الٰہی سے ایک آن واحد میں مرید کو ایک نظر کیمیا اثر سے اکسیر بنا دیتا ہے اور یہ شاذ ہے، چونکہ ذاکر کا ہونا آسان کام نہیں ہے +

اے طالب صادق! ذاکر کے مرتبوں پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ چونکہ ذاکر خاص الخاص (یعنی پاس انفاس) ہمیشہ ذاکر پر غالب ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایک دریا ہے جو شب و روز بہ رہا ہے۔ اُس کو کسی وقت قرار نہیں ہے ایسے ہی ذاکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس کے وجود میں ذکر اللہ کی روانی ہے۔ اور ذکر اللہ کی ہستی نفس کو نابود کرتی ہے +

اسلام کے طریقے

پس اے طالب صادق! جزاک اللہ خیرا، تجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے واسطے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کئے ہیں۔ ان میں ایک ظاہر اور ایک باطن اور ان میں پانچ پانچ سبب ہیں۔ اُن پانچ میں ظاہر کے یہ ہیں یعنی اول کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بنائے باطن تصدیق القلب اور دوسرے بنائے ظاہر پنج وقتی نماز اور بنائے باطن نماز دائمی تیسرے بنائے ظاہر

روزہ ماہِ رمضان، اور بنائے باطن خدائے تعالےٰ کی رضامندی یعنی ہر بلا پر صابر ہونا۔
چوتھے بنائے ظاہر زکوٰۃ مال، اور بنائے باطن زکوٰۃ جان کی یعنی قرب وصال کے ساتھ
پانچویں بنائے ظاہر حج باثواب، اور بنائے باطن حاجی بے حجاب *
چونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی الحرم ہے اور حاجی باطن حاجی الکرم
ہے۔ چونکہ حاجی ظاہر متوجہ عرصات کی طرف ہے اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ
ہے یعنی ذات خدا میں مستغرق ہوتا ہے *
عرفا کہتے ہیں کہ ظاہر کعبہ سے مراد کعبۂ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ جس کی تعمیر آب و گل
سے ہے۔ اور کعبۂ باطن سے مراد جان و دل سے ہے، جس کی تشبیہ عرش عظیم سے
ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ بیت

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

پس اے طالب صادق! حاجیانِ ظاہر کے لباس عبا وغیرہ ہفت رنگ کے
ہیں۔ اور دل ان کے مثل پتھر کے سخت ہیں۔ اور حاجیانِ باطن کا لباس قلب سلیم اور
نفس کے ساتھ جہاد ہے *
پس مسلمانوں کے واسطے بنائے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے برابر
ہیں۔ اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے قدم پر قدم نہ رکھیگا، ہرگز نفاق کی بلا سے نہ نکل سکیگا۔ پس جو شخص نفاق سے علیحدہ
نہ ہوگا۔ وہ شخص مسلمان اور حاجی اور ذاکر کیوں کر ہو سکتا ہے *
(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ صاحب معرفت پر بھی ذکر
حرام ہے کیونکہ معرفت والا معرفت کے ذکر و فکر سے ہرگز خبردار نہیں ہوتا۔ بلکہ بمقام
فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ
اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ ہے یعنی جب فقر تمام ہوا۔ تو پھر اللہ ہی اللہ ہے۔ شعر

ہر کہ اینجا میرسد عارف تمام
ذکر و فکر او گشت فارغ فقر تمام

پس اے طالب صادق! عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت کے کامل

سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے یعنی اول تصور، دوم تفکر، سوم مراقبہ، چہارم توجہ، پنجم توہم، ششم خیال، ہفتم عقل، ان سب کی مثال سپ کی ہے۔ کہ جو دریا میں پہنچاتا ہے یعنی اندر اس کو حضوری حاصل اور اس کا گھوڑا دروازہ پر باندھ کر بارگاہ معلیٰ میں داخل ہو اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ جا چند روز دنیا کا تماشا دیکھ۔ پس وہ شخص بھی اسپ رہوار پر سوار ہو کر مقام نفسانیت میں جسد اربعہ عناصر کا پہنچے ٭

پس اے درویش! جس کسی کے یہ سات چیزیں تابع ہیں۔ اس کے تمام عالم بلکہ ہفت اقلیم اور جو کچھ ربع مسکون میں ہے سب اس کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ان سات چیزوں سے اولیاء اللہ کو ہفت جسہ سے سات جسہ تن کے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک جثہ کو حرکت دی جاوے۔ تو ستر ہزار بلکہ بیشمار جسہ نور پیدا ہوں جو آسمان و زمین میں نہ سما سکیں۔ اے طالب صادق! یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے پس جو لوگ کاملین ہیں۔ وہ اس فقر کو لایحتاج کہتے ہیں۔ یعنی جس کو احتیاج کی ضرورت نہیں ہے ٭

مرشد کی تعریف

اے درویش! تجھ کو معلوم ہو کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر و درود و وظائف کی کرتا ہے مثل نماز، نوافل، اور روزہ نوافل اور محنت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز لائق مرشد ہونے کی نہیں۔ کیونکہ سالہا سال آدمی اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور عبادت ظاہری سے وجود باطن کا ان کو میسر نصیب نہیں ہوتا۔ چونکہ ؎

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے طریقت ہے سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

محمد کا یہ رستہ ہے بقا پیچھے فنا پہلے

اور بلکہ انجام ناقص اور طالب ناقص کی انتہا مقام کشف القلوب یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد مرشد کامل جو صاحب راز حقیقت ہے اس کی ایک نظر کیمیا اثر سے آن واحد میں سب کچھ ہو سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتدا اور انتہا ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریائے وحدت کا انتہائی مراقبہ کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہے، خاص الخاص طریقہ سے بے شک وہ حقیقت محمدی پر پہنچتا ہے۔ اور مقام قرب الٰہی اس کو معراج میسر

ہوتی ہے ۔ چونکہ جب منتہی اپنی جان سے بیخود ہو جاتا ہے ۔ تو اُس وقت فقط ذات رہ جاتی ہے اہلِ دُنیا اس کو مُردہ کہتے ہیں اور وہ مردانِ خدا ہیں کہ جو ایک دم میں ستر ہزار برس کی راہ کو اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں ۔ اور اسم اللہ اور حی اور قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں ۔ اس مراقبہ کا نام مراقبہ ذات ہے ۔ اور جو بعض نا فہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں ۔ اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں ، وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے کہ جو مثل تفکر گربہ کے چوہے کی سی فکر میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ اور مراقبہ والا بغیر مشاہدہ کے مثل موش کے وجود یعنی اس کے گھر میں داخل ہو ۔ اور پھر گھر سے باہر آئے ۔ یعنی بہ سبب خطرات دُنیا کے تباہ ہوا اور اہلِ مراقبہ خام کو معلوم ہووے کہ دل تیرا اسیاہ ہے ۔ اور مُرشد تیرا ناقص ہے چونکہ مردوں کی نظر ہر وقت اللہ پر ہے اور نامردکی نظر دُنیا کی عزت پر ہے ۔

مترجم اس کی لذت تو کچھ فقیر مترجم کے دِل سے پوچھنا چاہیئے ۔ کہ جس کو چالیس برس کی تلاش میں اس کے ہونے کا یقین ملا ہے ۔ اور اسی یقین پر اس نے اپنے آپ کو اُس کے سپرد کر دیا ہے ۔ اور جو اس کی تلاش میں لذت ملی ہے ۔ اس کو کچھ اُس کا ہی دل جانتا ہے ۔ نہ جو نہ لائق تحریر ہے اور نہ لائق تقریر ہے بلکہ گونگے کا گڑ اسی کو کہتے ہیں بیشتر وہ اپنی کلام میں بھی کہیں کہیں اشارۃً کہہ دیتا ہے ۔ چنانچہ ایک غزل کا اس کے مطلع ہے ؎

سمائے ذکر تیرا دل میں وسعت ہو تو ایسی ہو
نکل جائے خودی تنگ آ کے دقت ہو تو ایسی ہو

پس اے طالب صادق ! جاننا چاہیئے کہ تصور اسم اللہ عارفانِ حق الیقین کے نصیب ہے یہ نعمت عظمےٰ اور سعادت کبریٰ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی ۔ بلکہ یہ خاص حصہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جو اُن میں عالم ازل سے ودیعت ہے ۔ اور تصور اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا ۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے ۔ جب تک مرشد کامل اُس کو قائم نہ کرے اس کے واسطے مرشد کامل کی خاص اجازت درکار ہے ۔

مترجم حضرت غوث پاک شیخ محی الدین جیلانی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ اس امر کی کوشش میں رہے کہ تصور اسم اللہ قائم ہو ۔ جب حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت ہوئی ۔ تو آپ کو یہ تصور قائم ہوا ۔ اس کا تذکرہ ہم نے شرح فتوح الغیب کے ترجمہ کے اول میں مفصل لکھا ہے ۔ ناظرین ملاحظہ کریں ۔

پس اے طالب صادق! اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر وسیلہ مرشد کامل کے جو شغل و اذکار کر بیٹھتے ہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ اس واسطے ہر حالت میں مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ بغیر اجازت مرشد کامل کوئی امر نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ مفت میں عمر ضائع کرتا ہے ؛

چونکہ طالبان کامل مشاہدہ میں نور اللہ صاحب نور جلوہ کو شرم معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت جمال لازوال سے متصل اور مشغول رہتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ صاحب خلوت کو بسبب خطرات کے ہمیشہ نقصان رہتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ جل علا شانہٗ ارشاد فرماتا ہے ؛

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور کہا اس ایماندار نے، اے میری قوم! میری راہ چلو۔ (یعنی میں پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر) اے قوم! یہ جو زندگی ہے دنیا سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہ ٹھیراؤ یعنی ٹھیرنے کا گھر ہے اور جس نے بُرائی کی ہے ضرور وہ بدلہ پائیگا اس کے برابر اور جس نے بھلائی کیئی ہے یعنی نیکی کی ہے (عام اس سے) کہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتے ہوں) سو وہ لوگ بہشت میں جائیں گے جہاں بیشمار نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم! مجھ کو کیا ہوا ہے میں بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بُلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف، اور تم بُلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں اللہ سے اور شریک ٹھیراؤں اس کا جسکی مجھ کو خبر نہیں ہے، اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف، یہی ہوا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بُلاتے ہو، اس کا بلاوا کہیں نہیں یعنی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○ (سورۃ مؤمن پارہ ۲۴)	پھر جانا ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہیں دوزخ کے لوگ، سو آگے یاد کرو گے کہ جو میں کہتا ہوں تم سے، اور میں

سونپتا ہوں اپنا کام اللہ تعالیٰ کو، بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے +

تعریف کتاب

اس کے بعد حضرت مصنف اپنی کتاب محک الفقر کی نسبت فرماتے ہیں کہ میری یہ کتاب اسم اللہ کی تاثیر سے تمام پُر ہے۔ اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے موافق ہے جو شخص اس کو پڑھیگا۔ اور اس پر عمل کرے گا وہ عارف باللہ۔ اور جو کوئی اس کے معنی سمجھیگا وہ روشن ضمیر ہو جائیگا +

پس اے طالب صادق! روشن ضمیر سے ہماری یہ مراد ہے۔ کہ جو لوگ علم معرفت میں کامل اور اکمل ہیں وہ معرفت اور حقیقت کے بھیدوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ چونکہ حقیقتوں کے ہر ایک دقیق نکتہ اور محققوں کی تحقیق سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ نسخہ یعنی میری کتاب مشکل پسند آیات قرآنی اور ناسخ آیتوں کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کہ جس میں رمز و کنایہ اور اشارت با عبارت اور عبارت بہ عبارت مرقوم ہے۔ میرے نزدیک طالب صادق کو ہدایت کے واسطے ایک یہ ہی کتاب کافی و وافی ہے +

چونکہ یہ امر ثابت ہوا ہے کہ تمام عالم کا رہنما سوائے قرآن و حدیث کے اور کوئی عالم میں نہیں ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور تمام صاحب قلب والے اور صاحب فتوح والے اور تمام عارفوں اور عاشقوں اور واصلین الی اللہ اور کاملین لی مع اللہ کا مرشد کامل اور مکمل قرآن و حدیث ہے۔ اسی کے سبب سے لوگوں کو درجات علیا نصیب ہوتے ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں +

پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو حرص و ہوس سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب فنا فی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف ایک گوہر بے بہا اور عالم کی ہدایت کا گواہ ہے۔ جس کے پڑھنے اور سننے میں مشاہدۂ انوار الٰہی اور مقربان بارگاہی یعنی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے خود ارشاد باری عزاسمہ

ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ۔ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۔

یعنی اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے اُن کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات انہیں کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کرنیوالے ہیں ۔

اور ارشاد باری ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ وَلَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۔

یعنی خدا وند عالم اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے یعنی مت اتراؤ تحقیق اللہ تعالےٰ کو اترانے والے نہیں بھاتے ہیں ۔

اور ارشاد ہوتا ہے :- وَاَتْبَعْنٰھُمْ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ھُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۔

اور پیچھے کی اُن کے اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن اُن پر برا ہے ۔

وَ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۔

یعنی تو نے جو اُتاری میری طرف اچھی چیز میں اُس کا محتاج ہوں ۔

اور سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ ۔

یعنی سلامت رہو ہم نہیں چاہتے بے سمجھوں کو ۔

وَ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۔

یعنی تحقیق تو نہیں ہدایت کریگا اُس کو کہ دوست رکھتا ہے مگر اللہ، اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی زیادہ جاننے والا ہے، اور اُن کا جو ہدایت کے لائق ہیں ۔

اور ارشاد ہوتا ہے :-

وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۔

یعنی جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بات میں جب کہ خلق اُس کو مان چکی ہے (تو سمجھ لو) ان کا جھگڑا اچک گیا ان کے رب کے یہاں اور اُن پر غصہ ہے (اللہ کا) اور اُن پر سخت مار ہے خدا کی ۔

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ - فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ	یعنی واسطے اللہ تعالیٰ کے حمد ہے جو پالنے والا آسمانوں کا اور پالنے والا زمینوں کا اور پالنے والا عالم کے لوگوں کا ہے اور اسی کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ؕ

اور ارشاد ہوتا ہے :-

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ؕ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ؕ	یعنی جس دن ہم کہیں گے دوزخ کو تو بھر چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے۔ اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کے واسطے دُور نہیں ؕ

اور ارشاد ہوتا ہے

قولہٗ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۔	یعنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے اُس پر جو محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اُتارا گیا اور وہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے ؕ

اس کے بعد حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ مسئلہ رُوح اور نفس کی بابت فرماتے ہیں ؕ

مسئلہ رُوح اور نفس عقل اور علم میں

پس اے درویش! تجھ کو معلوم ہو کہ آدمی کے وجود میں پندرہ چیزیں ہیں - اور دو روح ہیں۔ ان میں ایک رُوح جمادی اور دوسری رُوح نباتی - اُن میں ایک رُوح سیر کرنے والی ہے - اور دوسری رُوح مقامی ہے - اور چار نفس ہیں (۱) نفس امّارہ - (۲) نفس ملہمہ (۳) نفس مطمئنہ (۴) نفس لوّامہ ہے - اور ایک دل ہے - اور حُبِّ دُنیا کو آتش حرص کہتے ہیں - اور دو عقل ہیں - ایک کا نام عقل کل ہے - اور دوسری کا نام عقل جزو ہے عقل جزو شیطان ہے جس کا تعلق نفسانیت اور ہوا وہوس کے ساتھ ہے ؕ

پس اے درویش! ہر ایک کو علم کے ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہیئے۔ اور علم کو اپنے ہمراہ رفیق بنانا چاہیئے ۔

علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق علم ظاہر سے ہے۔ دوسری کا تعلق علم باطن سے ہے۔ چونکہ علم ظاہری نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور نفس کی عقل جزو ہے اور علم باطن کا تعلق عارف باللہ اور رُوح کے ساتھ ہے اور ارواح کا تعلق عقلِ کُلی سے ہے ۔

پس اے طالبِ صادق! عالمِ رُوحانی کے رُو برو دم نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ نفسانی قیود میں مقید بہ قیدِ رُوحانی کے ہے ۔

اب یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ عالمِ نفسانی کیا ہے اور عالمِ روحانی کس کو کہتے ہیں یعنی واضح ہو کہ عالمِ نفسانی وہ ہے کہ جس کی صحبت اہلِ نفس مردہ یعنی دل ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو شغلِ اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہو۔ اور عرفانِ حق سے جُدا اور صفائی باطن سے بے خبر ہو ۔

عالمِ روحانی وہ ہے کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیا کی مجلس اقدس اس کو میسّر ہو۔ اور وہ عارف باللہ ہو اور مجلس باطن کی ہر ایک صحیح خبر دیتا ہو۔ اور اُس کا دِل ہمیشہ ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسُول اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو ۔

لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو، کیونکہ دونوں علم سالک کے مثل بال و پر کے ہیں اور جو کہ ان دونوں علموں سے بے خبر ہے وہ معرفت حق سے بے خبر ہے ۔

طلب خدا کا طریقہ

پس اے درویش طالب! اب میں تجھے بتاتا ہوں۔ کہ آدمی ایک دم میں کیونکر راہ معرفت اور مولے کی طلب کر سکتا ہے اور عارف باللہ ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل خدا کا کرم اور دوسرے مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو تصوّرِ اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دے تاکہ عارف باللہ ہو اور دل کو دست اور چشمِ باطن کو سر کے چشمِ ظاہر سے کھولے۔ یہاں تک کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جائیں۔ بلکہ چاروں روشن ہو جائیں۔ اور یہ امر غیر توجہ باطنی مرشد کے نہیں میسّر ہوتا۔ چونکہ مقامِ دل عالمِ وجدانی ہے کہ اس کو عین العیانی کہتے ہیں ۔

پس اے طالبِ صادق! اس مقام میں علم ظاہری اور باطنی جو کچھ علموں سے ہیں۔

سب روشن اور معلوم ہوں۔ تو دوسرے مدینۃ القلب میں مقام دل وجدانی عین العیانی مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے۔ چونکہ بعض کاملین سے ہے کہ سرّ سبحانی دماغ میں ہے کہ اس مقام کو بیت الروحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اس اسرار پر پہنچے وہ اسرار خدا کا اسرار ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا۔ وہ ہمیشہ دریائے رحمت یعنی نور اللہ و غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔ اور مشاہدۂ پروردگار عالم، ایک لحظہ اور ایک لمحہ اس کے دل و دیدہ سے فوت نہیں ہوتا ہے۔ اور بیہوشی سے مدہوشی میں نہیں آتا ہے ٭

بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ اس مقام وجود میں رُوح بادشاہ ہے۔ اور دل اُس کا وزیر ہے اور عقل اُس کی مصاحب ہے اور نفس مطمئنہ اُس کا رفیق اور حُبِّ دُنیا کی جڑ شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی اور حرص و ہوا اور کبر و نفسانیت اس سے جدا اور شیطان اس سے گریز پا ہوا ہو ٭

یہ مقام عارفوں کا ہے کہ معبود کے ساتھ ہمیشہ استغراق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس مقام میں توجہ اور تفکر اور دلیل اور عقل اور وہم اور خیال اور مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجاب اکبر ہیں۔ اس واسطے کہ عارف باللہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وحدت کے ساتھ غرق ہو، اور شوق کے ساتھ مسرور ہو، اور یا مجلس محمدی میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور اور تفکر کی جانب آوے یا دیوانہ و مجنون ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا رجوعات خلق کے مراتب میں لگے۔ اسی واسطے کہا ہے :-

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی	یعنی وہ شخص جو ارادہ کرے عبادت کا وصول کے حاصل ہونے کے بعد پس تحقیق اُس نے کفر کیا اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٭

یعنی جس کسی کو مجلس محمدی میں حضوری تمام ہو اس کو عبادت نوافل کی نہ سماوے اس واسطے کہ وہ فرض میں ہے یعنی توحید میں غرق ہونا۔ اور مجلس محمدی سُنّت ہے پس جو شخص کہ فرض و سُنّت سے فارغ نہ ہو، اُس کو عبادت نوافل کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی اللہ بس باقی ہوس ہے ٭

پس اے طالب صادق! جو کوئی تصور اسم اللہ کو نظر میں رکھے۔ اُس پر ہمیشہ اللہ کی

رحمت ہو۔ گو تصور والا اگرچہ ظاہر فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ لیکن یہ برکت اسم اللہ سے آخر کو اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور مرنے کے وقت تائب ہو ۔

قولہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔	یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو ۔

پس اے درویش! جو صاحب ہمیشہ اسم اللہ کا تصور رکھے ۔ اس کا خاتمہ بخیر ہو ۔

پس واضح ہو کہ طالب صادق کو تصور اسم اللہ کا مقام منتہی عارف باللہ کا ہے کہ نفس اس کا بیمار اور دل اس کا بیدار اور روح اس کی دیدار مولےٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کو آواز سرود وغیرہ کی پسند نہ آئے ۔ بلکہ ہر وقت دریائے وحدت میں مستغرق رہے۔ یہ ظاہر ہے ۔ کہ بیمار کو کوئی آواز اچھی معلوم نہیں ہوتی ۔ بلکہ اس آواز سے اس کی روح کو تکلیف ہوتی ہے ۔ صوفیہ کہتے ہیں زندگی کا سرور نفس ہے ۔ اور ماسوئے اللہ ہوس ہے ؎

خشم و شہوت بزیر پائے تو دار
تا شوی از حیات برخوردار

پس اے طالب صادق! جب کہ علما علم کی تحصیل سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مشرف ہوتے ہیں ۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم تجھ کو مبارک ہو ۔

پس اے درویش! علم سے تو کیا چاہتا ہے ۔ آیا قضا کا مرتبہ چاہتا ہے ۔ یا کوئی معرفت اور رضا الٰہی کو ڈھونڈھتا ہے ۔ اور جو درجات چاہتا ہے ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ہے یعنی یہ کتاب ہدایت ہے پرہیزگاروں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان غیب پر لائے ہیں ۔ یعنی جس سے انبیاء اور اولیا نے ہدایت پاکر معرفت حق اور فنا فی اللہ کی تلقین اور تعلیم حاصل کی ہے ۔ چونکہ کلام اللہ کا علم روز ازل سے ہے قولہ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، تم ہدایت نہیں کر سکتے ہو اس کو کہ دوست رکھتے ہو ۔ مگر

اللہ ہدایت کرتا ہے اس کو کہ جس کو چاہتا ہے +
اسی واسطے انبیاء اور اولیاء اور مومن اور مسلم، تقوے کی ہدایت روز ازل سے پا چکے ہیں۔ اور یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اپنے قلب سے تصدیق القلب رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحب یقین ہیں۔ اور مقام یقین میں مقام منتہی رکھتے ہیں +

اور قولہ تعالیٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنی عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آوے تجھ کو یقین +

مادرزاد اولیاء اللہ کو مطلق یقین ہوتا ہے اور یقین پورا معرفت اور ہدایت اور عبادت کا اخیر دم تک ہے، بلکہ جان کے لبوں پر پہنچنے تک ہے۔ اور قبر میں حشر و نشر میں ساتھ ہے +

اس کے بعد حضرت مصنف یقین کی تعریف فرماتے ہیں +

یقین کی تعریف

پس اے طالب صادق! اصل یقین بیّن ہے اور بیّن کا مقام عین العیاں ہے پس جس جگہ عیاں ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے، جس کے بیان کی حاجت نہیں ہے۔ چونکہ بعض اولیاء اللہ مادرزاد ولی ہوتے ہیں۔ اُن کو تلمیذ الرحمٰن کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مرشد کی حاجت نہیں ہے۔ کہ ان کو تعلیم خدا و رسول سے ہوتی ہے۔ ہاں لا تفاسی یا صحبت اُن کو اولیائے عصر سے ضرور ہوتی ہے۔ کہ جو تحقیقات علم کے واسطے ہے۔ اور یقین اور تعلیم ان کو عالم ازل سے ہو چکتی ہے۔ اور وہ ولی اللہ اور عارف ہدایت کے لائق ہے کہ جو از راہِ تصور اسم اللہ اور از راہِ تصور اسم محمدی دریائے وحدت میں غرق ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل کر کے تعلیم اور تلقین کرتے ہیں۔ اور خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مراتب پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کی اس قسم کی تحقیق نہیں کرتے اُن کو مرید کہنا چاہئیے +

پس اے طالب صادق! مرشد لائق وہ ہے کہ طالب کو طلب کے موافق دے اور اس کے مقاصد نہ پورے کر سکے وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسرے مرشد کی

تلاش کرے اور اس سے تعلیم اور تعلم حاصل کرے۔ ورنہ ہمیشہ ناقص رہیگا۔ چونکہ مرشد ناقص بہت ہیں، اُن سے تعلیم لینا ناجائز ہے۔ بلکہ مطلق حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بہت ہیں کہ جو دریائے معرفت کے تیراک ہیں۔ اُن کی تعلیم فرض ہے +

پس اے طالب صادق! طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ جو ناقص اور کامل کو پہچان سکے۔ کیونکہ جو مرشد ظاہر ہیں۔ اکثر نام اور نیکی کے ساتھ مشہور ہیں اور وہ باطن میں دُنیا کی طلب میں خوار و مُردار ہیں۔ اور ظاہر ذکر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یعنی جہر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ اور باطن کے تصور سے دِل میں نفاق رکھتے ہیں۔ ان کے واسطے کیا خوب کہا ہے ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر ۔۔۔ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چونکہ مرشد ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ مرشد کی مثال مثل عطار کے ہے نہ کہ جلاد کی کہ جو دُنیا کی طلب میں خوار و مُردار ہو۔ بلکہ مرشد وہ ہے۔ کہ طالب کو بغیر ریاضت کے ایک نظر میں شاہ راہ معرفت کی دکھاوے۔ کیا خوب کسی نے ہندی میں کہا ہے ؎

مُرشد ایسا چاہیئے جیسے دھوبی دھوئے
دیوے صابن گیان کا اور مَل مَل ڈالے دھوئے

بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جو لامکانِ قدس پر ایک دم میں پرواز کر سکے۔ یہ مرشد نہیں ہے کہ جس کی نظر مثل غلیواڑ کے ہمیشہ مُردار پر ہو۔ اور طالب وہی ہے کہ جو دیدار پروردگار کے لائق ہو۔ اور دُنیا اور اہلِ دُنیا سے ہمیشہ بیزار ہو۔ بلکہ جس کے چہرہ پر یہ باعث سعادت و عبادت زبانی کے چہرہ پر ضیاء ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ "صاحب دل زندہ اور ذاکر بیدار ہوتا ہے" جیسا کہ حدیث اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ یعنی دُنیا ایک یوم ہے۔ اور ہمارے واسطے اس میں روزہ ہے۔

حدیث اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْھَا طَاعَۃٌ یعنی دنیا ایک ساعت ہے۔ اور ہمارے واسطے اس میں طاعت ہے +

اور تفکر معرفت الٰہی کے ساتھ رکھنا اور ایسا تفکر اس لائق ہے۔ کہ جامہ کثیف نفسانی سے جو باہر ہو بلکہ جو جامہ رُوحانی میں داخل ہو۔ اور حدیث تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ یعنی تفکر ایک ساعت کا بہتر ہے

دونوں جہان کی عبادت سے ۔ کیونکہ تفکر نور ہے ۔ اور تفکر والا ہر وقت مشاہدہ اِلَّا اللّٰہ اور فنا فی اللہ میں غرق رہتا ہے ٭

پس مرشد صاحب تفکر منتہی وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو معرفت الٰہی کا مشاہدہ کرا سکے اور جو وصال کہ سالہا سال میں اُس کو میسّر ہو، وہ ایک ساعت میں میسّر ہو جائے ٭

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ اس علم سے عالم عامل نہیں ہوتا ہے۔ اس پر وبالِ آخرت ہے ۔ اور اُس ذکر سے کہ ذاکر جس سے مرتبۂ وحدانیّت کو نہ پہنچے ۔ وہ ذکر بدتر از گناہ ہے ۔ اور اُس فکر سے کہ نفس فانی نہ ہو، وہ فکر بے حاصل بلکہ خام خیال ہے ٭

اور اُس دعوت سے کہ مؤکل آواز نہ دے اور گنج بیرنج میں نہ پہنچے ۔ اور مجلس اقدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں نہ لیجاوے ۔ اور جو جواب باصواب روحانی یعنی الہام ربّانی نہ ہو۔ اُس دعوت سے رجعت اور جنون بلکہ بیجا صلی کمال ہو ۔ اور بُلانے والا اُس دعوت کے ساتھ جاہل محض ہے ٭

اے درویش! جس جسم میں کہ تاثیرِ اسم اللہ کرتا ہے وہ آدمی کسی وبال میں گرفتار نہیں ہوتا ہے ۔ بلکہ وہ ولی اللہ ہوتا ہے ۔ اور وہ جو تصوّر صاحب اسم اللہ سے ہو، اُس کا دیکھنا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔ یا تو وہ نور اللہ سے یا مجلس رسول اللہ سے ۔ اس وجہ سے کہ تصوّر والا اسم اللّٰہ کی وجہ سے مقامِ ناسُوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے ۔ بلکہ ہمیشہ وُہ مقام لاہوت میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے ۔ خواہ آپ کو جانے یا نہ جانے، کیونکہ اصل اس کی اسم اللّٰہ کے ساتھ وصل ہے ۔ اس واسطے کہ تصوّر اسم اللہ والے کو کیا قدرت ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لا سکے ۔ کیونکہ اسم اللّٰہ غیر مخلوق ہے ۔ یہی غیر ہے کہ تصوّر و عقل اور تصوّر والا مخلوق ہے ٭

اس کے بعد حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ ترتیب سلوک کی بابت ارشاد فرماتے ہیں ٭

مسئلہ ترتیب سلوک

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے ۔ کہ سلوک اوّل اور دوم کے سلک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اوّل مرتبہ کیلئے تلاوت قرآن و ورد و وظائف و نوافل و صوم و صلوٰۃ ہے ۔ اور دوسرے سلوک کی منتہی کہ جو ایک دم میں مجلس محمدی میں پہنچا دے ۔ اور دریائے وحدت میں غرق کردے ۔ یہ سلک منتہی اسم اللہ کے تصور سے ہے ۔ کیونکہ کاملین کے سلوک کا سلک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں تھا ۔ اس وجہ سے کہ محض عطائے الٰہی ہے اور جس کسی کو کہ حاصل ہووے ، ایسا غرق حضور اس کا ذکر مذکور کے نسیان سے ہو ۔ اس واسطے کہ حضور والے کا ذکر حضور دوسرا ہے ۔ اور مراقبہ حضور دوسرا ہے ، اور وصل حضور اور تصور حضور دوسرا ہے ۔ اور توجہ حضور اور وہم حضور اور خیال حضور اور مشاہدہ حضور دوسرا ہے ۔ اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے کیونکہ حضور والا ہر وقت اور ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے ۔

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے کہ مقام ناسوت اور لاہوت کی کیا پہچان ہے ، پس معلوم ہو کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناسوت کی مستی بالکل حرص و ہوا سے ہے ۔ اور مقام لاہوت میں نفس جا کر نیست اور نابود ہو جاتا ہے ۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہ نیست ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے ۔ اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہیئے ۔ کیونکہ مغز معرفت الٰہی تقوے سے ہے ۔

قولہ تعالےٰ ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔	یعنی پیدا کیا انسان کو اچھے اندازہ پر ۔

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قٰ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ۔	یعنی تحقیق ڈرنے والوں کو مراد ملتی ہے ۔
اور قولہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۔	یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی بغیر تقوے کے دعوے فقیری اور درویشی یعنی معرفت الٰہی کا کرے وہ جھوٹا ہے۔

تقوے کی تعریف

تقوے کے چار حرف ہیں یعنی ت، ق، و، ی۔ اب ان کی تشریح بھی ملاحظہ ہو۔ کہ ہر ایک حروف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقوے والے کو دو ت چاہئیں۔ ایک ت ترک کی۔ دوسری ت توکل کی۔ اور تقوے والے کو دو ق چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر۔ دوسرا ق قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ اور تقوی والے کو دو و چاہئیں۔ ایک و واحد کی۔ دوسری و وحدت کی۔ اور تقوے والے کو دو ی چاہئیں۔ ایک ی یگانہ بحق کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ تقوی یعنی پرہیزگاری عمل پوشیدہ، بے ریا اور عمل نیک اور صالح کو کہتے ہیں۔ اور عمل نیک یعنی پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے اور نجات اسم اللہ ذات یعنی تصور حق سے ہو کہ جو اسرار اصل اور تقوے کی ہے۔ کیونکہ راز باطن کا ریاضت باطل سے غارت ہو جاتا ہے اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس کو ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میسر ہو چونکہ یہ مراتب صرف تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔

ایسا متقی ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ کفار بھی ریاضت بہت کرتے ہیں۔ تو ہم کو اُن سے خلاف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مومن عارف کو راہ راز اسم اَللّٰه سے کھلتی ہے۔ اور اسم اعظم اور تقوے بغیر حضوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

یا ھوا بہر از حد اتقوے نما
بے ریا تقوے برو جانب خدا

پس اے درویش! جس کسی نے پایا، اسم اللہ سے پایا۔ چونکہ اسم اَللّٰه سے چار حرف نکلتے ہیں۔ یعنی اوّل اسم، اسم اللہ ہے کہ جو فضل اللہ سے ہے۔ جب اسم اَللّٰه سے الف دور کیا لِلّٰه رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب

لِلّٰہِ سے کام دو ہو الاہُ رہا کہ اس کا ذکر عطاء اللہ سے ہے اور جب لَہٗ سے کام دور کیا ھُو رہا۔ پس ذکر ھو عنایت اللہ سے ہے۔ پس واسطے مرد عارف کے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کافی ہے۔ یعنی اللہ بس باقی ہوس ہے ٭

دوسری تشریح اس کی یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر لِلّٰہ سے سرور اور ذکر لَہٗ سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر ھو سے مغفور ہے۔ یہ سب مراتب شریعت محمدی کی برکت سے ہیں۔ اور زیادہ خوبی اس تشریح میں یہ ہے۔ کہ ھو اسم مصنف کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے ٭

نمازِ استخارہ

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے کہ اب میں استخارہ کی بابت تجھ سے کہتا ہوں۔ کہ ایک شخص نے نماز استخارہ اس نیت سے پڑھی کہ میں کسی بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس بزرگ صاحب ارشاد نے اس کو خواب میں تلقین کیا اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین تھا ظاہر ہوا۔ اور اس شخص صاحب استخارہ کا اعتقاد بدست ہوا۔ اور وہ شخص اس بزرگ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اس بزرگ نے کہا کہ اے شخص فلاں جگہ باطن میں میں نے تجھ کو تلقین کیا تھا۔ یہاں تیرے آنے کی کیا ضرورت تھی پس اے طالب صادق! اس طریقہ کے ساتھ طالب اور مرشد دونوں ناقص ہیں ٭

جوابِ مصنّف

حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایسا ذکر طالب کا پائدار نہیں ہے۔ جب تک مرشد کامل اس طالب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں نہ لی جائے۔ اور اس کو بارگاہ رسالت پناہی سے تلقین نہ کرے۔ اور یا یہ کہ وہ شخص حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مقام باطن میں سند یافتہ نہ ہو۔ اور یہ باعث اس تلقین حضوری کے طالب کے وجود میں چار ذکر مجموعہ لازوال جاری ہو جائیں۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقام فنا فی اللہ کی سیر اور فنائے نفس کی لذت اور بقائے روح سے وصال نہ ہو جائے ٭

پس اے طالب صادق! جو مرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے، وہ ناقص ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ایسے مرشد کے دھوکے میں نہ آئے ۔

پس اے طالب صادق! یہ مرشد نہیں کہ جو ظاہر میں آدمی کی صورت اور باطن میں شیطان کی سیرت ہیں کہ جو دم کے روکنے کی تعلیم کریں۔ چونکہ جان ہوا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب حبس دم کیا جائے گا، تو رُوح کو تکلیف محسوس ہوگی۔ پس اس امر میں نہ پڑنا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار عام اس سے کہ کوئی ہو، دم کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا کی یاد سے کوئی دنیا میں خالی نہیں۔ کیا خوب کہا ہے ؎

ہر گیاہ کہ از زمیں روید | وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ذکر مقامات وجود

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ وجود انسان میں ذکر کے دو مقام ہیں۔ ایک کا مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق رُوح سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کا دل اور روح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے اور اسی کی تعلیم حاصل کرنا چاہئے۔ چونکہ مُردہ دل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل تصور اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے، زندگی میں اُس کی رُوح کو ذکر سے نسیان ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نور اللہ کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے ۔

قولہٗ تعالیٰ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى ۔ یعنی وہ شخص جو اس جہان میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا ۔

ہر کہ اینجا ندید محروم است
در قیامت ز لذت دیدار

پس اے طالب! دل عارف مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر اس کا مثل تیر کے اور فکر اس کی مثل کمان کے ہے۔ پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے ہمیشہ ذکر کے تیروں سے زخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے تمام وجود اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے

پس ایسا شخص ہمیشہ گریہ میں مصروف رہتا ہے۔ اور اگر فنائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اُس کی آنکھ سے خون آنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ذاکر کے وجود میں شیطان کا گذر نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ ذاکر خاصانِ خدا میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذاکر سے ہمیشہ شیطان بھاگتا ہے، جیسا کہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس ایسے ذاکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہجاتا ہے ۔

مترجم کہتا ہے کہ ایسا ذاکر ترکِ دُنیا اور ترکِ عقبےٰ اور ترکِ مولا اور ترکِ شرک سے گذر جاتا ہے بلکہ ذات رہجاتا ہے یعنی جس نے دونوں جہان کو ترک کر دیا تو اب فرمائیے وہ کیا رہا ۔

حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ اس جہان کی روٹی کھاتا ہے۔ لیکن اپنے مشاہدہ میں وہ اُس جہان میں یعنی باطن میں رہتا ہے ۔

مترجم کہتا ہے کہ اس کی ہر ایک خواہش، خواہش خداوندی ہوتی ہے۔ اور اس سے جس امر کا ظہور ہوتا ہے خواہ اس کو کرامت کہئے یا معجزہ یا الہام وغیرہ ۔

علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کی بحث

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ذاکر زندہ جاوید ہو جاتا ہے کہ جو مقام علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے درجات کیطرف کرکے حق کے ساتھ ہو اور اُس کے وجود میں باطل نہ رہے ۔

پس اے طالب! ایسا ذاکر غرق نور نوادرات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقام نوادر میں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت بدل جاتی ہے اور دل سلیم ہو جاتا ہے ۔

پس صوفیہ ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر تسبیح اور دل میں اللہ کی تصدیق ہوتی ہے اور اُس سے ماسوائے اللہ کی ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی رُوح کا مقام اُس پر کھلجاتا ہے۔ اور قرب الی اللہ کا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے یعنی مشاہدہ ربوبیت ہے ۔

پس ایسے طالب صادق! درمیان شریعت اور طریقت ستر ہزار حجاب ظلمانی ہیں۔ اور ایسے ہی درمیان حقیقت کے ستر ہزار حجاب قدرت کے ہیں۔ پس جو شخص کہ

طالب اللہ کو دو لاکھ ستر ہزار حجاب ظلمانی سے سات روز میں محض تصور اسم اللہ سے بے حجاب کر دے، وہ مرشد ہے۔

اور اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہوئے۔ کہ مقام طریقت میں مقامات ذکر اور فکر اور مکاشفہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مقام طیر اور مقام سیر اور مقام طلب ہیں۔ ان کا سیر طالب کو کرنا چاہیئے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی پختگی اور فراخ حوصلگی درکار ہے چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق اور فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات دوست اور مصافحہ سے بیعت ہے۔

پس یہ مقامات مقام باطن ہیں اولیاء و انبیاء کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت دور ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محاسبہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذاکر کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ تو بھی وہ مرتبہ حقیقت پر نہ پہنچیں۔ اور اگر ستر ہزار مذکورہ بالا اشخاص کو اور جو کہ الہام حقیقی کا حق رکھتے ہوں۔ ایک جگہ جمع کیا جاوے تو وہ مرتبۂ معرفت پر نہ پہنچیں کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوئے ہوں۔ اور اگر ستر ہزار معرفت والے عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو وہ عارفان باللہ اور معشوق اللہ کے مراتب پر نہ پہنچیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی القیوم اور موحد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے۔ کہ جو لقائے حضور کے ساتھ ہیں۔ چونکہ یہ مراتب مقام لا مکان کے ہیں۔ وہم اور فہم انسان میں نہیں آ سکتے۔ بلکہ جن اولیا کا ان مقامات علیا میں گذر ہے۔ اُن کا تعلق ذات سے ہے۔ شعر مترجم

ذات اقدس کے سوا اور ظہیری کیا ہے
نور ہی نور ہے اللہ ہے اللہ اللہ

یہاں ذات اقدس سے مراد ذات اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے چونکہ ؎

احد کو جو احمد میں دیکھا ظہیری
تو پردہ ہی پردہ تھا اور کچھ نہیں تھا

پس اے طالب! وہ جگہ لاحد و لاتعد ہے۔ یعنی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی شمار پس جو کوئی اس جگہ پہنچے وہ فقیر ہے ورنہ کور چشم ہے۔

عاشق اور عارف کی حالت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو عاشق اور عارف کی حالت بتلاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ عارف باللہ اور واصلین الی اللہ کے ابتداء اُن کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی ہے اور یہ آگ اُن کو ایسا جلاتی ہے۔ جیسے کہ خشک لکڑی کو۔ اوّل آگ ذکر کی ہے دوسری آگ فکر کی ہے۔ تیسری آگ شوق کی۔ چوتھی آگ مراقبہ کی۔ پانچویں آگ مکاشفہ کی۔ چھٹی آگ محاسبہ کی۔ ساتویں آگ حضور کی۔ اور یہ آگ دو آتش سے مِل کر جلتی ہے۔ یعنی اوّل آگ بھوک کی یعنی بھوکا رہنے کی۔ دوسری آگ پیاسا رہنے کی ٭

پس اے طالب! اگر عاشق مولا کی محبت کی آگ سے آہ کھینچے یا نظر قہر سے کسی سمت دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آنِ واحد میں جلجاوے۔ اور ہر ایک چیز بود سے نابود ہو جائے ٭

پس اے طالب مولا! اگر تو تمام دنیا کے زاہدوں کو جمع کرے۔ اور کسی عارف باللہ کی نظر اگر اُن پر پڑ جائے (تو انسان تو انسان پہاڑ تک جل اُٹھیں) ٭ ؎

ظہیری طور کا جلوہ نہیں تھا آہ تھی اپنی
کہ ہم نے عشق مولا میں کیا تھا نعرۂ جانکاہ

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اُن زاہدوں کی کیا قدرت ہے۔ کہ اُس عاشق کے سامنے دم مار سکیں۔ اس وجہ سے عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے اور علم تصوف ہر علم پر غالب ہے ٭

تصوف کی حقیقت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو تصوف کی حقیقت بتلاتا ہوں۔ کہ تصوف کیا چیز ہے (یعنی تصوف کے معنی)

پس اے طالب! تصوف کے معنی مطلق توحید جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے معنی تصوف کے صفائے دِل کے ہیں۔ اور تصوف کا علم چار سلک پر منسلک ہے۔ کہ

جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں ۔

اب ہر ایک سلک کی تعریف ملاحظہ ہو۔ یعنی اوّل مسلک سُلوک تصوّف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے۔ اور دُوسرا مسلک سُلوک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے، اُس کا تعلق مقام طریقت سے ہے۔ تیسرا مسلک سُلوک تصوّف میں حقائق نکات سے ہے، جس کا تعلق مقامِ حقیقت سے ہے۔ چوتھا مسلک سلوک تصوّف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقامِ معرفت سے ہے ۔

چونکہ علم تصوّف علم توحید سے ہے۔ اور علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے۔ اور علم فقہ کا تعلق علم حیا کے ساتھ ہے۔ اور علم حیا کا تعلق محبت مَولیٰ اور درد و محبّت کے ساتھ ہے ۔

اِس سے معلوم ہوا کہ علم تصوّف ہر علم پر اوّلے ہے۔ اس واسطے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے ۔

مترجم۔ پس جو انسان علم تصوف سے آشنا نہیں۔ وہ انسان نہیں چونکہ آیات اللہ اور کلمات اللہ سے مراد انسان ہی ہے اس وجہ سے کہ ؎

ہم جلوہ ریزی ہیں ظہیری جہاں میں ہم دور ہیں جمال جہاں آفرین سے کب

اور اے طالب صادق! جو کوئی علم تصوّف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ بدتر از شیطان ہے۔ بلکہ حرص و آز کا بندہ ہے اور ہرگز اُس کا یقین ذات باری پر نہیں ہے۔ چونکہ علم تصوّف کے جاننے سے اطمینان رحمانی ہے۔ اور نہ جاننے سے سراسر کار شیطانی ہے نعوذ باللہ منہا ۔

تصوّف کے حروف کے معنی

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو اے کہ مسلک سلوک معرفت مَولیٰ کی راہ ہے۔ پس جو کوئی طالب مولیٰ اور تصوّف سے واقف نہیں ہے۔ وہ سراسر گمراہ ہے۔ چونکہ تصوّف کے چار حرف ہیں یعنی ت، ص، و، ف، اب ان کے معنی ملاحظہ ہوں۔ یعنی تؔ سے مراد یہ ہے۔ کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔ اور ازواج محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو تصرّف کرے۔ اور حرف صؔ سے مراد

صراط مستقیم ہے یعنی سیدھے راستہ پر چلنا۔ اور حرف واو سے مراد، وعدہ خلافی نہ کرنا ہے۔ اور حرف ف سے مراد فتح الغیب اور فنافی النفس ہوتا ہے۔ پس جو کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوّف سے آشنا نہیں ہے ٭

دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں۔ کہ تصوّف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے اور الف سے مراد آیۃ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کلھا ہے یعنی سکھلا دیئے آدم علیہ السلام کو کل اسم ٭

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہاں کُل اسم سے مراد کُل علم اور کُل عقل اور کُل درجات ہیں۔ کہ جو قال سے حال کی طرف لیجاتی ہیں۔ کہ جن کے ظاہر اور باطن مراتب ہونے کے ساتھ ہیں جیسا کہ خود ارشاد ہوتا ہے:۔

قولہٗ تعالیٰ۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٭	یعنی تمام ہوا کلمہ تیرے رب کا از روئے صدق اور عدل کے اور اس کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ٭

پس اے طالب! عارف باللہ معرفت رحمۃ اللہ ایسا چاہیئے، جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس برس تک خدا کے ساتھ ہمکلام رہا۔ اور مخلوق جانتی تھی کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ چونکہ عارف کا قال اور ہے اور حال اور ہے جیسا کہ قصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا سورہ کہف میں ہے۔ کہ حضرت خضرؑ نے ایک کشتی کو توڑ ڈالا اور ایک جوان کو مار ڈالا اور ایک گرتی ہوئی دیوار گرادی ٭ پس حضرت خضرؑ کا کام راہ پر تھا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نظر گناہ پر تھی۔ پس اسی طرح عارف ہر حال اور ہر مقام سے خبردار ہوتا ہے۔ اور احوال ماضی و مستقبل اس کی نگاہ میں رہتا ہے ٭

صوفیہ کہتے ہیں کہ اسی واسطے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر ہے ؎

از نگاہِ نیم سوزش آہ من ۔۔۔ درمیانِ کفر و ایمان راہ من

اور حدیث اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اس کی موید ہے یعنی ایمان درمیان خوف اور

رجا کے ہے +

پس اے طالب صادق! افسوس ہے کہ تمام عمر میری بے خبری میں گذر گئی اور توحید سے آشنا نہ ہوا۔ چونکہ فقرا کو کسی وقت میں اطمینان اور سکونت نہیں میسر ہوتا۔ اس وجہ سے کہ ہمیشہ سیر اور سفر میں رہتے ہیں اگر ہزار کوئی اُن کی غمخواری اور دلداری کرے اور ان کو بطور نذر کے بھی کچھ دے۔ یہ جس جگہ رہیں مثل مسافروں کے رہیں اور ہر ایک حالت میں پریشان حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ۔ سے ہوتی ہے یعنی اللہ کے واسطے اُنس رکھتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے توحش کرتے ہیں اور ہمیشہ اُن کی نظر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ پر ہوتی ہے یعنی بھاگو اللہ کی طرف +

پس ایسے لوگ ہمیشہ مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شوق محبت اور معرفت الٰہی ان پر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ اور مکان ان کا مکان لامکان سے ہوتا ہے۔ اور انکی جان جانِ جاناں کی طرح لگی رہتی ہے۔ گو جسم ظاہر ان کا اس عالم اسباب میں ہوتا ہے +

اس سبب سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ دو گروہ کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے۔ ایک ظل اللہ یعنی بادشاہِ وقت۔ اور دوسرے ولی اللہ کہ جو اسرارِ الٰہیہ سے واقف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

نفس را رسوا کند بیراز گدا		ہر دمے قدمے رود بیراز خدا

اور بعض درویش کہتے ہیں کہ ہر محلہ اور ہر ایک شہر فقرا کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ فقرا کا پھرنا اور سیر کرنا خالی از حکمت نہیں ہے اس واسطے کہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَتِ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی فقیر کا قدم اور فقیر کی توجہ اور فقیر کا وہم اور فقیر کا قہر اور فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصل ان کی اسم اللہ کے وصل پر ہے۔ مثنوی

از علم عالم ترشد وصل حضور		از علم عالم نہ شد کشف القبور
تو علم مغرور و از حق دور تر		از علم عالم نہ شد صاحب نظر
در مطالعہ علم باشی صبح و شام		کس نیابد معرفت از علم نام
طلب مرشد راز کن باطن صفا		تا ترا حاضر کند با مصطفےٰ
ہر سبب علمے بود از قیل وقال		یہ بود لب بستہ خاموشی وصال

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ جو علم تقوٰے کے ساتھ ہے وہ اچھا ہے۔ اور آخرت کا توشہ ہے۔ اور جو علم زر کے جمع کرنے کے واسطے ہے۔ اور دنیا کی جس میں طلب ہے پس وہ ناجائز ہے۔ مصنّف کتاب کہتا ہے

اے عالم ناداں کہ تو درعلم غروری ۔۔۔ نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دوری
کشاف ہدایہ اگر امروز تو خوانی ۔۔۔ تا خدمت خاصاں نکنی ہیچ ندانی

پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضوری اس کی باطن میں معرفت مولٰے کی طرف لیجاوے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسّر آئے۔ چونکہ جو شخص خدا کے دوستوں کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے مصرعہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

یعنی خدمت کرنے سے عظمت ملتی ہے۔ اور خادم سے مخدوم ہوتا ہے اور جو کہ اولیاء اللہ کا منکر ہے۔ وہ رحمت حق سے محروم ہے **مثنوی**

وقت را ضائع مکن اے جان من ۔۔۔ اسم اللہ را مگو با ہر سخن
ہر کہ غفلت میکند اسم اِلٰہ ۔۔۔ ہیچ زیں ہرگز نباشد سر گناہ
فارغاں را اسم اللہ شد نصیب ۔۔۔ نفس شیطاں ذرنجند یا حبیب
باھو لیا اسم اللہ دل بکوش ۔۔۔ اسم اللہ را چہ داند خود فروش

اور اے طالب صادق حدیث ہیں سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ یعنی سردار قوم کا خادم فقراء ہے ✦

فقراء کے وجود میں چار دوست ہیں

پس اے طالب! آدمی کے وجود میں چار دوست ہیں اور ان کی دوستی کی سب کو ضرورت ہے اور انہیں چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی اوّل دوستی خدا کی۔ دوسری دوستی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دوستی قرآن کی۔ چوتھی دوستی فقراء کی ✦

اب ان کی تشریح ملاحظہ ہو۔ یعنی جو کوئی خدا کی دوستی کا دعوےٰ کرے وہ ذکر اللہ کے ساتھ مستغرق رہے اور فکر میں تمام ہو جائے۔ یہاں تک کہ خدا کے دوستوں کے

ساتھ بھی دوستی نہ رکھے جو کچھ ہو خدا کے ساتھ ہو ۔

مترجم دوسری دلیل خدا کی محبت کی یہ ہے کہ خدا کے دوستوں کی دوستی ہو تمام ہو جائے تو خدا کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے ورنہ اُس کا دعوے دوستی کذب و دروغ ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے

ظہیری خاتمہ یا نجم اُلفت ہے صحابہ کی ۔ دیا ابجشر باقی وہ خدا و بخشش جانیں

اور اے طالب! جو کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعوے کرے اور اُن کی آل واصحاب اور علمائے شریعت کے ساتھ دوستی نہ رکھے اُس کا دعوے غلط ہے ۔

اور جو کوئی قرآن کے ساتھ دوستی کا دعوے کرے اور اُس کے عمل کو درست نہ رکھے وہ گمراہ ہے ۔

اور جو کوئی فقرا کی دوستی کا دعوے کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے ۔ اور معرفت مولے کی طرف توجہ نہ کرے اس کی دوستی جھوٹی ہے بلکہ وہ کذاب ہے ۔

اب یوں سمجھنا چاہئے ۔ کہ خدا کی دوستی سے شیطان کی دشمنی ہے ۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے ۔

اور قرآن کی دوستی سے بے عمل کی دشمنی ہے ۔

اور فقرا کی دوستی سے اہل دُنیا کی دشمنی ہے ۔

قولہ تعالیٰ و اَمَّا مَنْ طَغٰی وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی
یعنی جس نے شرارت کی اور دُنیا کی زندگی کو اچھا جانا تو اُس کا ٹھکانا دوزخ میں ہے ۔ **مثنوی**

دیں علم مفروش شے دام گیر ۔ طالب دُنیا کجا باشد فقیر
علم را قدرے ندارد از طلب ۔ علم عالم چیست دانی بہر رب

علما اور فقرا کا فرق

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو وے کہ علما و فقرا میں کیا فرق ہے ۔ اس کی تشریح بھی تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی علما صاحب ادب اور صاحب شرع اور وارث انبیاء علیہم السلام ہیں ۔ اور فقرا تارک الدنیا فارغ عقبےٰ صاحب ذکر و فکر اور خلق مجسم اور

فدائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور غریق دریائے وحدت و معرفت کے ہوتے ہیں۔ اور علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقرا خدا کے ساتھ ساتھ اپنا حال بحال رکھتے ہیں۔ پس عالم مُبتدی کا علم ذکر ہیں اور فقیر منتہی کا حضوری میں معلوم ہوا کہ ابتدا میں ذکر حضوری کے واسطے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علما کے واسطے اعلےٰ درجات ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجے عطا کئے گئے اور اُن کے مرتبے خدائے تعالےٰ کے نزدیک بلند ہیں ۔

اب رہے فقرا کے درجات وہ قرب حق تعالےٰ کے ساتھ ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ یعنی یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جاوے یعنی اسم اللہ ذات کے ساتھ غریق وحدت ہیں ۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ درجات ذات کے واسطے ہیں۔ اور ذات خاص اولیائے اللہ کے نصیب میں ہے۔ پس جو طالب مولےٰ معرفت الٰہی کی طلب کرے، وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم فاضل اور متقی و محقق و محرم اسرار ہے۔ اور جو مولےٰ کی طلب نہ کرے وہ حرص و حسد و حقد و عجب میں مُبتلا ہے۔ اُس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہوشیار ہو ہرگز ہرگز وہ فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے ۔

دُنیا اور اہلِ دُنیا کی مذمّت اور مُصنّف کتاب کا جواب

پس اے طالب صادق! مصنّف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ وہ دنیا والے مثل استسقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دُنیا کی مثال دریا کی ہے کہ اُس کا پانی زہر آلودہ ہے پس جو پیاسا اُس پانی میں غوطہ کھائیگا اور وہ زہر آلودہ پانی پئیگا۔ اور زیادہ تر تشنہ لب ہو گا۔ اور یہ تشنگی اُس کو مثل جانکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دنیا کی تشنگی حشر کی تشنگی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اسی واسطے فقیر لوگ دُنیا کے زہر آلودہ کنارہ پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور اہلِ دنیا کو روکتے ہیں۔ کہ اس زہر آلودہ دریا کے پانی کو نہ پیویں جس سے کہ مر جائیں۔ پس جب کسی کو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ تو یہ خدا کی مرضی پر اُس کو چھوڑ دیتے ہیں ۔

پس اے طالب صادق! فقر کا دل اللہ کے ذکر سے سیراب ہوتا ہے۔ اور ان کو آبرو اور سرخروئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے ؎

طلب کن اللہ با مطلب قوی ۔۔۔ بے طلب اللہ بے مطلب روی

اقسام دوستی

اب اے طالب صادق! میں تجھ کو دوستی کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ کہ جو تین قسم پر ہے یعنی ایک دوستی جسمی ہے۔ دُوسری دوستی قلبی ہے۔ تیسری دوستی رُوحی ہے ۔

اب یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ دوستی جسمی کا تعلق زبان سے ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور علما کی دوستی۔ نہ وہ دوستی کہ جس میں قیل وقال ہو۔ بلکہ جس طرح دوستی حضرت یوسف علیہ السلام کی حضرت بی بی زلیخا کے ساتھ تھی ۔

اور قلبی دوستی کا تعلق مقام دل سے ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر اور فاقہ کے ساتھ دوستی تھی۔ اور آپ اس کو عزیز رکھتے تھے چنانچہ معرفت الٰہی نبی اللہ کو امر مبارک ہمیشہ فقیروں پر کرم کے ساتھ تھا۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام گروہ فقرا کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلکہ بعض صحابہ فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان فقراے مجنونین کی دلداری کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ان فقرا کی خداوند عالم بھی عزت کرتا ہے، پھر میں ان کو کس طرح عزیز نہ رکھوں ۔

اور اے درویش! تیسری دوستی روحی ہے۔ جس کا تعلق رُوح سے ہے۔ یعنی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی خدا کے ساتھ تھی ۔

اب جاننا چاہیئے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کو جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بارہ برس آپ کے گریہ و بکا میں گذر گئے ۔

روحی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کہ ان کے واسطے خدا تعالے نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن سے ہے قولہ تعالیٰ قُلْنَا یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ یعنی ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی کے ساتھ ابراہیم پر ۔

اور قولہ تعالےٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنی کہدو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے ہیں ✣

فقر اور معرفت کا بیان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں۔ کہ فقیر اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو شریعت کا عالم اور طریقت کا شہسوار ہو۔ اور مقام حقیقت کا ناظر اور مقام معرفت کا جاننے والا ہو۔ اور دُنیا کا بوجھ اٹھانیوالا ہو۔ جیساکہ حدیث میں وارد ہے۔ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ یعنی پاک ہے تو تیری معرفت جیسی کہ چاہئے۔ ہم نے حاصل نہ کی۔ چونکہ معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہا ہے جس کو سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہیں جان سکتا ہے ؎

دیدہ باید لائق دیدار او — ایں نہ دیدہ طالب مردار جو

اور دوسری حدیث میں ہے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ یعنی پاک ہے تو ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنا چاہئے تھی ؎

تو نمیدانی ز تو نزدیک تر — درمیاں خود پردۂ اے بے بصر

پردہ را بردار ول بیدار باش — راہِ عرفاں ایں بود ہشیار باش

پس اے طالب صادق! ابتداء فقر کی اسم اللہ سے ہے ✣

قولہ تعالیٰ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ✣ یعنی پاکی بول اپنے رب کی جو سب سے اعلےٰ ہے جس نے پیدا کیا اور پھر ٹھیک کیا ✣

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ✣ یعنی یاد کر اپنے رب کے نام کو صبح و شام ✣

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ✣ یعنی پاکی بیان کر اپنے رب کی کہ جو بہت بڑا ہے ✣

اور حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ ✣ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا پس تحقیق گُنگ ہوئی زبان اُس کی ✣

علماء کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء کی قسمیں بتاتا ہوں کہ علماء چار قسم کے ہیں۔ یعنی ایک علمائے عامل۔ دوسرے علمائے حامل۔ تیسرے علمائے شاغل۔ چوتھے علمائے کامل ہیں۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ یعنی علمائے عامل وہ ہیں۔ جو علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے حامل وہ ہیں۔ کہ جو علم کا بوجھ مثل گدھے کے اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور علم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور طلب معنے کی محبت نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے شاغل وہ ہیں کہ جو شب و روز علم کے مطالعہ میں اپنے اوقات عزیز صرف کرتے ہیں۔ اور علمائے کامل وہ ہیں۔ کہ جانوروں اور وحشیوں کی زبان جانتے اور سمجھتے ہیں ۔

پس مرشد کو لازم ہے۔ کہ ان چاروں اقسام کے علماء کو پہلے روز اسم اللہ کی تلقین کرے۔ تاکہ کشود باطن ہو ۔

رفت عمرش در مطالعہ روز و شب ۔۔۔ از مطالعہ کس نشد عارف برب

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ بغیر مرشد صاحب راز کے ریاضت اور تقوے اور نوافل اور روزہ و نماز وغیرہ بلکہ جلوت و خلوت اس کی بالکل حرص و ہوا سے ہے اس واسطے کہ تمام عبادت اس کی بے بنیاد ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل مثل آفتاب کے اسم اللہ سے بتوجہ مرشد برحق کے روشن اور منور ہو جائے ۔

مترجم یہاں توجہ سے اجازت مرشد مراد ہے۔ چونکہ بغیر اجازت مرشد کے عبادت میں لطف نہیں آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ حفاظ دن رات قرآن شریف قبروں پر پڑھتے ہیں، ان کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ان کو اس قرآن پڑھنے میں کچھ لطف آتا ہے ہم کو خود اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب تک ہم کو اپنے مرشد پاک سے قرآن شریف و اعمال و اذکار کی اجازت نہ تھی کوئی لطف قرآن شریف کے پڑھنے میں نہ آتا تھا۔ حالانکہ قرآن حفظ بھی کیا تھا اور اکثر اس کے پڑھنے کا ورد بھی تھا۔ پس جب سے حضرت مرشد پاک سے قرآن شریف و اعمال وغیرہ پڑھنے کی اجازت لی۔ اس وقت سے کچھ لطف ہی اور آگیا ہے۔ کہ ایک ایک آیت پڑھنے میں کلیجہ نکلا جاتا ہے۔ بلکہ ایک خاص قسم کی بیخودی ہو جاتی ہے۔ جس کی لذت کچھ دل ہی جانتا ہے ۔

پس اے طالب صادق! جب تک اسم اللہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ اس وقت تک اس کا نفس اس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ شغل اللہ دونوں جہان میں بہتر ہے اور جو اس سے خبردار نہیں ہے وہ دُنیا و عقبٰے میں برتر ہے۔ پس جو لوگ درم و دینار کے خواہشمند ہیں ان کا تعلق خدا کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے ٭

فقرا کی خدمت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو وہ مسئلہ بتاتا ہوں کہ جو فقیر کو بطور خیرات کے کچھ دے۔ اگر فقیر اس کو مخلوق کی طرف سے جانے تو نقصان ہے اور اگر خدا کی طرف سے سمجھے تو دلیل عرفان ہے ٭

مترجم حدیث قدسی ہے کہ ہر روز خداوند عالم آخر وقت شب کے چوتھے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اور اس وقت خود ارشاد فرماتا ہے کہ ہم بھوکے ہیں کوئی ہم کو کھانا کھلاؤ۔ ہم پیاسے ہیں کوئی ہم کو پانی پلاؤ۔ ہم ننگے ہیں کوئی ہم کو کپڑا پہناؤ۔ چونکہ ذات باری ہر ایک بات سے منزہ ہے، صرف اس میں اپنی مخلوق کی تعلیم ہے۔ کہ اے ہمارے نیک بندو ہماری مخلوق کے ساتھ ایسا کرو۔ جیسا ہماری مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرنا عین ہمارے ساتھ برتاؤ ہے۔ ہم تم کو اس کا بدلہ دُنیا و آخرت میں دینگے ٭

دُوسرے حکم خداوندی ہے کہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنی اے مخلوق میرے سائل کو مت جھڑک بلکہ نرمی سے سائل سے بات کر ٭

پس اے طالب! جو فقرا کہتے ہیں کہ ہم نے دُنیا کو ترک کر دیا ہے۔ گر مثل پروانہ چراغ کے اُس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور تعلقات دُنیا کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اس کے علائق کو تیغ ہمت سے کاٹا ہے۔ ایسے لوگ حرص و آز میں مبتلا ہیں ٭

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ حق تعالےٰ نے مومنوں اور عارفوں اور انبیاء اور اولیاء بلکہ جمیع مسلمانان کی رُوح کو محض عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے نہ زر و مال جمع کرنے کی غرض سے کہ جو لوگ طمع دُنیا میں مبتلا ہیں۔ وہ دُنیا و آخرت سے بے خبر ہیں ٭

فقرا کی پہچان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقرا کی پہچان بتلاتا ہوں، جس سے تم کو معلوم ہووے کہ اصلی فقرا کی پہچان کیا ہے ٭

اول۔ اس کے میں تین سبب تجھ کو بتلاتا ہوں :۔

اوّل۔ سبب یہ ہے کہ وہ باادب ہوں۔ یعنی خلاف شریعت ان سے کوئی امر سرزد نہ ہو ٭

دوسرے باحیا ہوں، جیسے کہ اپنی عبادت کو بھی پوشیدہ کرتے ہوں ٭

تیسرے دل ان کا اللہ کی محبت سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت اُن کے دل میں نہ ہو۔ اور گویائی ان کی وعظ و نصیحت کے ہو۔ بلکہ جو بات اُن کی زبان سے نکلے وہ مغز معرفت سے نکلے اور دل اُن کا مثل روز روشن کے منور ہو ٭

فقرا کے مقام

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو فقرا کے مقامات سے آگاہی دیتا ہوں۔ کہ ایسے درویشوں کے چار مقام ہیں ٭

اوّل مقام ان کا دل ہے جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں ٭

دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے سامنے وہ زبان اپنی نہیں کھولتے ہیں۔ بلکہ جو واردات اُن پر پڑتی ہے۔ وہ ساتھ حق کے ضبط کرتے ہیں ٭

تیسرا مقام ان کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گذر نہیں ہوتا ٭

چوتھا مقام ان کا مقام قبر ہے جہاں وہ آسودہ ہوتے ہیں ٭

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت دریافت کرنے کا نام ہے۔

شعر

ظہیری اپنی ہستی کو مٹایا آ کے تربت میں
مقام قبر کو محشر سے زائد ہم سمجھتے ہیں

اور اے طالب صادق! جو فقرا بہت کھاتے ہیں اور وہ سوتے ہیں وہ مُردہ دل ہیں اور خدا کی معرفت سے بے خبر ہیں اور جو درویش ہیں اُن کی یہ حالت ہے ؎

دایم با حق همدم بار ہا — نفس و شیطان در گریز خار ہا

گر کنم حق شرح وصفش را تمام　　　خواب وصل را عبادت ہر دوام

پس اے طالب یہ مقال ہر ایک کے لائق نہیں بلکہ ذکر اور فکر کے لائق ہے ؛

ذکرِ مراقبہ

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو طریقہ مراقبہ بتلاتا ہوں۔ یعنی مراقبہ بند کرنا دونوں آنکھوں کا ہے ذکر اور فکر کے غلبہ سے پس مراقبہ برق سے زیادہ تیز ہو اور صاحب مراقبہ ہوش سے بیہوش ہو۔ دونوں آنکھیں بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے تصوّر کی برکت سے یہاں تک کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کو دیکھے اور حقیقت رُوح کو پہچانے اور اُس سے مصافحہ کرے۔ بلکہ اپنے سوال کا جواب باصواب پائے اُس وقت مراقبہ سے باہر آئے ؛

پس ایسے مراقبہ کو مراقبہ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل ہے اور وصل ایسے مراقبہ کی تصور اسم اللہ سے ہے۔ اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت کے موافق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب و خیال کہتے ہیں۔ یعنی اس کا ابھی تک حبِّ دنیا میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تپا ہے۔ پس ایسا درویش جو کوئی بات کہے وہ کذّاب ہے ؛

اور اے طالب صادق! جو لوگ تصور اسم اللہ سے ذات کا مراقبہ کرتے ہیں اُن کا مشاہدہ شاہد حقیقی کے ساتھ ہے اور اُن کی حضوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ؛

پس جو کوئی مراقبہ والا انوار حقیقی کے مشاہدہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے محروم ہے۔ اور بے یقین اور بیدین ہے۔ کیونکہ اس کا دل شیطان کے خطرات سے خالی نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا ؛

پس اے طالب! جو علم عین العلیم سے ظاہر ہو وہ خاص ہے اور جو علم قیل و قال سے ہو وہ ناقص ہے۔ اور دوسرا علم قلب شناسی معرفت ربّ العالمین ہے کہ جو خاموشی احوال سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور ابتدائی مقال جس کی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے ہے یعنی جب ہم نے دعوےٰ کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں۔ پس یہ دعوےٰ ہوا کہ ہم نہیں ڈرتے مگر اُس سے اور ہم اُمید نہیں رکھتے۔ مگر اُس پر

پس جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے اُمید رکھیں۔ تو ہمارا دعوٰے بُرہان سے نہ رہیگا۔ بلکہ ہمارا دعوٰے جھوٹا ہوگا۔ اور ایسا دعوٰے کُفر و انکار کی حد تک پہنچیگا ؛

پس اے طالب صادق! اسی طور سے اگر مخلوق ہم کو دیکھتی ہے۔ تو اس کے روبرو ہم کوئی گناہ نہیں کرتے۔ اور خداوند تعالےٰ ہم کو دیکھتا ہے۔ ہم اس کے سامنے لاکھوں گناہ روزمرہ کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہم مخلوق سے ڈرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ پس جو مخلوق سے ڈرا اور خدا کا خوف نہ کیا وہ کافر ہے ؛

افسوس! اگر کوئی طبیب کافر ہم سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کو کسی چیز کے کھانے کو منع کر دیتا ہے تو ہم اُس چیز کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر وہ چیز جس کے منع کرنے کے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب نے یہ کہا کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ یعنی دُنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے اور دُنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے ؛

طلب مولٰی اور طلب دُنیا کی بحث

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو طلب مولٰے اور طلب دُنیا کی بحث بتلاتا ہوں جاننا چاہئے کہ فقر کی طلب اللہ تعالےٰ کی طلب ہے اور فقر کی طلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے اور فقر کی طلب اصحاب رسول اللہ کی طلب ہے اور فقر کی طلب اولیاء اللہ کی طلب ہے۔ اور علم و عمل کی طلب تقوٰے کی طلب ہے اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب قارون کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب نمرود کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب شداد کی طلب ہے۔ اور بعض کے نزدیک دُنیا کی طلب سراسر کُفر ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا معرفت الٰہی اور ذکر و فکر سے آشنا ہونا ہے ؛

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقر کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ یعنی بعضے فقیر دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں اور بعضے جاہل و نادار اور بعضے دیوانہ اور مجنوں اور بعضے افسانہ گو اور بعضے صاحب شوق اور بعضے صاحب عرفان ہوتے ہیں ؛

پس جو صاحب عرفان ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اسم اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کے غلبہ سے کسی وقت ان کو چین نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی لوگ روشن ضمیر اور صاحب کشف ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ ذکر کے ساتھ زندہ اور باقی رہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مصداق ہوتے ہیں یعنی مرنے سے پہلے مرجاتے ہیں ؂

اور بعضے درویش صاحب اشتیاق ہیں جو ہجر و فراق میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور اس سبب سے کہ عالم ازل میں خدا تعالےٰ نے اُن کی رُوحوں کو اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ پس وہ اس سبب سے بےچین ہیں۔ کہ ازل کے روز اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ اور دُنیا میں ہم سے حجاب کیا اور پھر آخرت میں دیدار کا وعدہ فرمایا ؂

مترجم شعر

دو عالم نظر میں سماتے نہیں ہیں — سوا آپ کے اور بھاتے نہیں ہیں
یہ کیسا ہے پردہ یہ کیسا ہے پردہ — نظر سے نظر کو ملاتے نہیں ہیں
نہ آؤ تصور بھی آنے نہ دوگے — ظہیری بھی دل کو لگاتے نہیں ہیں
تمہاری پرستش کو ہم چھوڑ دینگے — ہم اپنی خودی میں سماتے نہیں ہیں
ازل میں کیا ہوتا پردہ ظہیری — وہ دُنیا میں کیوں منہ دکھاتے نہیں ہیں

پس اے طالب صادق! جن فقرا نے ازل کے روز اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سن کر قَالُوْا بَلٰی کہا ہے ان کو دُنیا میں بھی دیدار خدا کا ملا ہے۔ اور اُن کو الہام ہوا ہے اور جن فقرا کو دنیا میں عالم خواب یا مراقبہ میں اللہ تعالےٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ وہ لوگ دُنیا میں اس کی لذت سے زندہ دل ہیں۔ اور اُن کا فرمودہ فرمودۂ حق ہوتا ہے۔ اس طرح کے فقرا کہ مشرف بہ دیدار ہیں۔ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا نتیجہ ہوتے ہیں اور بعض صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو علم لدُنی سے بھی کچھ حصہ ملتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ تلامیذ الرحمٰن ہوتے ہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ خدا کو ظاہری علم کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور بعض ان کو طالب مولےٰ کہتے ہیں۔ اور تارک اور فارغ دُنیا سے ایسے لوگ ہوتے ہیں ؂

خیر و شر کا مسئلہ

اور

اہل سنّت و الجماعت کی تحقیق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو خیر و شر کا مسئلہ بتاتا ہوں، جو یہ ہے کہ بعض بیدین یہ کہتے ہیں کہ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی بھلائی اور بُرائی سب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔

اب میں تجھ سے ان دونوں لفظوں کی شرح کرتا ہوں، یعنی خیر اور شرّ کی کہ یہ دونوں خدائے تعالٰے کی طرف سے ہیں۔ اس کے معنی یوں سمجھنا چاہئے کہ خیر سے خدائے تعالٰی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ کے پیرو کا نام سُنّت والجماعت رکھا۔ یعنی جو لوگ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جس راہ پر چلے ہیں۔ پس جو کوئی اُن کی راہ پر چلیگا وہ اہل سُنّت والجماعت سے ہوگا۔ اور خدائے تعالٰے نے خیر سے اسلام کو پیدا کیا۔ اور ذکر و فکر اور معرفت فقر اور فیض و رحمت کو اُس کے سپرد کیا۔ کہ اُمّتِ محمدیّہ اس سے فیضیاب ہو۔

شرّ کی حالت

پس اے طالب صادق! اب شرّ کی حالت تجھ کو بتلاتا ہوں۔ کہ شرّ سے خدائے تعالٰے نے کفر اور شیطان اور نفسِ امّارہ کو پیدا کیا ہے۔ اور شرّ سے دُنیا کی خواہش کو پیدا کیا ہے۔

پس اے طالب! اب تو خیر کو چاہتا ہے یا شر کو، اور بعض گروہ ایسے ہیں۔ کہ اُن کے دِل میں بیماری ہے، جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے:۔

قولہٗ تعالٰی۔ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ یعنی اُن کے دِل میں بیماری ہے
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ پس بڑھایا اللہ تعالٰے نے اُن کی بیماری کو۔

پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے:۔

قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔

یعنی بعضے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نہیں ہیں وہ مومن ۔

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۔

یعنی اور جس وقت جاتے ہیں اپنے دوستوں کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ہم ٹھٹھے بازی کرتے ہیں اُن سے ۔

پس ایسے لوگوں کی صورت اَور ہے اور سیرت اَور ہے۔ جن کی نسبت ارشاد ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۔

اور جس وقت کہا جاتا ہے اُن سے مت فساد کرو تم زمین میں (تو وہ لوگ) کہتے ہیں جز این نیست کہ ہم مصلح ہیں، خبردار ہو کہ وہ انسان فساد کرنیوالے ہیں مگر شعور نہیں رکھتے ہیں ۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفس امّارہ کی خواہش میں مبتلا ہیں۔ چونکہ نفس کا مقام دنیا ہے، پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے ۔ اور دل کا مقام عقبےٰ سے ہے پس جو لوگ اس کا تعلق رکھتے ہیں وہ لوگ نفس کو بہت سخت عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور چونکہ رُوح کا مقام حُبِّ مولےٰ ہے۔ پس اس گروہ کے دل میں درد اور محبّت ہوتا ہے ۔

اس کے بعد حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

مُحِبُّ اللّٰهِ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَمُحِبُّ الدُّنْيَا لَا يُحِبُّ اللّٰهَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ۔

یعنی اللہ تعالےٰ کو دوست رکھنے والا دنیا کو دوست نہیں رکھتا اور دنیا کا دوست رکھنے والا اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اُس سے ۔

اور جو لوگ دُنیا کا شکوہ کرتے ہیں، اُن کا شکوہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا ہے یا تو وہ دُنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دُنیا اُن کی نظر میں زشت رُو اور

بدصورت نظر آتی ہے یا دنیا اُن کے گھر میں نہیں آتی۔ اس وجہ سے وہ پریشان ہو کر دُنیا کی شکایت کرتے ہیں ؂

معرفت مولٰے اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معرفت مولٰے اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے یعنی ایک قدم عالم ازل سے اُٹھایا اور دُنیا کے سر پر رکھا۔ اور دُوسرا قدم دُنیا سے اُٹھایا اور عقبےٰ کے سر پر رکھا۔ اور عقبےٰ میں قیامت کے میدان میں صراط سے گذرا اور مقام بہشت کے دروازہ پر پہنچا۔ اور حق تعالےٰ کی ندا سنی کہ قولہ تعالےٰ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جا تو میری بہشت میں ؂

اور نیم قدم سے مراد لقائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے۔ پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے۔ کہ جو نفس کو راز رب العالمین کی تلوار سے قتل کرے۔ اور راز رب ریاضت سے بہتر ہے ؂

راز کیا ہے اور ریاضت کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ اور راز کیا ہے ؂

پہلے میں راز کو بتاتا ہوں کہ راز سے ہماری کیا مراد ہے۔ پس صوفیہ کے نزدیک راز اطمینان خاطر کو کہتے ہیں۔ کہ جو جمالِ یار کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت خلق کے ساتھ ہو۔ چونکہ صاحب راز کی نظر خدائے تعالےٰ پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ناظراں را بنظر باشد اِلٰہ   لعنتے بر بالِ دُنیا حشمت وجاہ

دوسرے، راز کا تعلق مقام فقر سے ہے جس میں سراسر راز اور اسرار ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ انسان خود راز حقیقت ہے ؎

شہ رگ نزدیک چوں گویند دور   یک دمے باحق بدم وحدت حضور

اور قولہ تعالیٰ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ؁	یعنی اور ہم بہت نزدیک ہیں اُسکی طرف شہ رگ سے ؁

اور جس کے نزدیک فقراوگ سیلے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو کچھ دُنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی ہے

فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز با خدا   احتیاجش کس نباشد منظرش مصطفےٰ

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ فقر ایک دریائے ناپیدا کنار ہے۔ بعض اس سے ثابت اُتر گئے۔ اور بعضے اس میں گر کر مر گئے ۔ شعر

ہر نقطرہ دعوائے کرد من بدریا یافتم   عین دریا یافتم خود گم بدریا یافتم

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ حکایت بیان فرمائی :۔

حکایت وزیر

بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وزیر کے دل میں ذوق الٰہی پیدا ہوا۔ اُس وقت اُس وزیر نے قلمدانِ وزارت کو رکھدیا اور خدمت بادشاہی کو ترک کر دیا اور بالا ستقلال کوچہ فقر میں قدم رکھا۔ پس ایک مُدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ! تجھ میں پانچ خصلتیں تھیں۔ جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا۔ اب میں اس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے ۔ دوسری یہ کہ تیرے رُوبرو تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خداوند کی خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا۔ تاکہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو تیسری یہ کہ تو تمام رات سوتا تھا۔ اور میں تیری محافظت میں پھرتا تھا اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے۔ اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری محافظت کرتا ہے چوتھی یہ کہ تو اب مر جائیگا، اب میں اُس خداوند کی خدمت میں ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے ۔ اور مجھ کو وہ اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے ۔ پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا۔ کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جائیگا تو تو مجھ کو سزا دیگا۔ اب میں اس خداوند عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر

کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جائے تو جس وقت توبہ کرتا ہوں وہ معاف کر دیتا ہے ⊹

جواب حضرت مصنّف کتاب! پس اے طالب! فقر کی راہ فیض ہے اور فیض عام ہوتا ہے۔ اور فیض عام دنیا کا شرک ہے بلکہ مطلق حرام ہے **شعر**

ترک دہ دُنیا بیا راہ خُدا ۔۔۔ فقر را ہادی است ہادی مصطفےٰ

پس معلوم ہو کہ علم شریعت لطف اللہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور کلام بزرگ سے کلام اللہ مراد ہے کہ جو ہر ایک بندہ مومن کا ذریعہ نجات آخرت ہے۔ اور نفس پلید نجس ہے، بلکہ دُنیا مردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مردار کا وسیلہ بنائے، خدائے تعالےٰ اُس کو دُنیا و آخرت میں خراب و خستہ کرے۔ چونکہ دُنیا اور اہل دُنیا ظالموں کی جگہ ہے جس کی نسبت لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ہے یعنی ظالموں پر خدا کی لعنت ہے ⊹

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دُنیا والے ظالم بلکہ اظلم ہیں جو ہمیشہ نفاق میں مبتلا رہتے ہیں پس فقرا جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں، حسد اور نفاق کی راہ سے کچھ نہیں کہتے ہیں پس جو اسلام کے نام سے سیراب نہیں ہیں وہ فقر محمدی سے بے نصیب ہیں ⊹

پس اے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کے برکات سے سیر نہ ہوگا۔ اور کلام پاک کی قدر نہ کریگا ہمیشہ وہ رنج و غم میں مبتلا رہیگا۔ اور چونکہ حضرت مصنّف کتاب اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ، نہ میں فقیر ہوں اور نہ میں کامل ہوں اور نہ میں عالم باعمل ہوں، بلکہ دُنیا مردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ چونکہ اقرار ہے مگر تصدیق نہیں، اگر تصدیق القلب ہوتی۔ تو بیشک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران اولوالعزم کے ارشاد کو بجالاتا، جو فرماتے ہیں یعنی ترک دُنیا ہر عبادت کی جڑھ ہے اور اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلودہ کرتی ہے نعوذ باللہ منہا۔ اور فرماتے ہیں کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے ⊹

کلمہ طیّب کے حروف کے معنی

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو وے کہ کلمہ طیب کے حروف بیس ہیں جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس وجہ سے کہ نقطے دروغ اور تہمت اور ظلم اور نفاق اور تکبر اور ہوا اور طمع اور

رشوت اور نفس اور حسد اور عجب و نخوت اور حرص و بخل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھیگا۔ بلا شک معنی متغیر ہو جائینگے۔ اور اس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہوگا۔ چونکہ قرآن پاک میں خدائے تعالے نے دنیا اور اہل دنیا کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا ہے اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جمع کرنے کا حکم فرمایا ہے، بلکہ دنیا کے جمع کرنے والوں کو بُرا فرمایا ہے۔ اور نہ کہیں حدیث میں اس کا اشارہ ہے +

پس اے طالب! دُنیا وہ ہے کہ جو یاد مولٰے کو دل سے بھلائے اور خدائے تعالے سے باز رکھے۔ اور ہمہ تن انسان دُنیا اور اہل دُنیا بن جائے۔ پس یہ خرابی کی بات ہے اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ دُنیا وہ ہے جو یادِ مولٰے کے سوا کسی کا دل میں نہ ذوق بخشے اور جو چیز کہ دل میں فرحت بخشتی ہے وہ چیز خدائے تعالے کی یاد سے باز رکھتی ہے اور جو باز رکھے وہ شکر ہے +

پس اے طالب! جو شخص کہ صاحب شکر ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ نیکی اور بدی اُس کے نزدیک سب برابر ہے۔ اس سے معلوم ہؤا کہ دنیا کا طالب ہمیشہ کفر و نفاق میں مبتلا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ نشہ شراب شکر جو اُمّ الخبائث ہے ہر وقت طالب دُنیا اُس سے بدمست رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو دار پر کھینچتا ہے۔ اور اے طالب صادق! جب ہم شراب کے تمام شکر کو جمع کریں۔ تو اُس سے سُکرات ہوتی ہے، پس یہی تلخی موت ہے یعنی سکرات۔ پس انسان کو چاہئے۔ کہ ہر وقت کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ کا خیال رکھے۔ کہ ایک دن ہم کو اس کا مزہ چکھنا ہوگا۔ پس لازم ہوا کہ جس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہادی بنالیا، ضرور وہ صراط مستقیم پر رہیگا۔ اور اُس کو معرفت کی لذت بھی اچھی معلوم ہوگی +

مترجم حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب زکریا علیہ السلام سے خدائے تعالے نے پوچھا کہ کہو اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو تو عرض کیا خداوندا وہی آرہ کہ جو تیری راہ میں میرے سر پر چلا تھا قیامت تک چلتا ہے + دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک دن بدن سے ایک کیڑا

گر گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر اُٹھا لیا کہ تو کہاں جاتا ہے کیونکہ تیرا رزق تو خدائے تعالےٰ نے میرے اوپر مقدر کر دیا ہے ٭

اور کتب سیر میں لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے جب خدائے تعالےٰ نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو عرض کیا کہ وہی خنجر کہ جو تیری راہ میں میری گردن پر چلا تھا یُوں ہی قیامت تک برابر چلتا ہے ٭

یہ تو سلطان العشاق کا تذکرہ تھا۔ اب میں ایک اور بزرگ کا واقعہ لکھ کر اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں کہ مامون رشید کو ایک رتبہ اس امر کا شوق ہوا کہ کسی سے دریافت کیجئے کہ بعد مرنے کے کیا حالت ہوتی ہے۔ اوّل یہ مسئلہ علماء سے رجوع کیا۔ جب انہوں نے کہا فقراء سے رجوع کیجئے تو بعد تلاش بسیار ایک درویش ملا۔ جب اُس سے یہ امر عرض کیا گیا۔ تو اُس نے دو تعویذ مرحمت فرمائے۔ اور کہا کہ اس میں سے ایک تعویذ تو اس صاحب قبر پر رکھنا جس کو قبر میں آئے ہوئے ایک شب گذری ہو۔ اور دوسرا تعویذ اس صاحب قبر پر رکھنا جس کو سالہا سال گذر گئے ہوں۔ جب ایسے مزار بھی میسّر ہو گئے تو دونوں تعویذوں کا امتحان کیا اول نقش ایک شب کے مُردہ کی قبر پر رکھا دیکھا کہ قدرت خدا سے وہ قبر فوراً شق ہو گئی اور صاحب قبر پریشان حال قبر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کے واسطے جلد بتاؤ کہ قیامت آگئی تاکہ میں اس عذاب سے نجات پاؤں جو لاکھوں برس سے مجھ پر ہو رہا ہے۔ لہذا فوراً وہ تعویذ اس کی قبر سے اٹھا لیا گیا اور صاحب قبر داخل قبر ہو گیا اور بحالت اصلی قبر ہو گئی۔ جب دوسرا تعویذ سالہا سال کی قبر پر رکھا گیا تو اس سے بھی بطریق مذکورہ صاحب قبر باہر آیا اور کہنے لگا۔ کہ آپ نے مجھ کو اس وقت کیوں تکلیف دی ہے میں ایک خاص کام میں مشغول تھا یعنی میرا صاحب آیا تھا اور اس کا موتیوں کا ہار مجھ سے ٹوٹ گیا تھا وہ یہ کہکر چلا گیا کہ جب تک موتی نہ چُن لو گے ہم ہرگز تمہارے پاس نہ آئینگے اور ہمارا ملنا ایک خاص لذت پر تم سے منحصر ہے اور وہ لذت ذائقۃ الموت ہے۔ لہذا اسی امید میں برسوں سے ٹھیرا ہوا ہوں کہ دیکھئے کب وہ لذت میسّر آتی ہے۔ کہ جو ذریعہ وصل معشوق ہے ٭

پس اے طالب صادق! اگر تو بری باتوں کو ترک کر دیگا اور سچے دل اور پاک نیّت سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیگا۔ تو خزائن برکات خداوندی تجھ پر خود بخود کھل جائینگے۔ چونکہ کلمہ طیبہ کے حروف مثل دریا کے ہیں۔ اور ہر لفظ مثل جناب کے آپ رحمت میں ڈوبا ہوا ہے پس جس نے صدق دل سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور فوراً اس کو دروازہ

بہشت کھل گئے۔ چونکہ یہ کلمہ عصمت خداوندی ہے ؂

پس جاننا چاہیئے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جب کلمہ طیبہ کو پیدا کیا۔ تو پہلے تو دست کا م زبان کے قدرت نے پڑھا۔ بعدہٗ اسی کلمہ طیبہ سے وصل محمد رسول اللہ کو کیا اور نام اس کا صورت محمدی رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن نازل کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کی اصل خاص کلمہ طیبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب و کلام اسی کی شرح ہے۔ اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں خدا کے ساتھ اخلاص اور موجب ذکر یہی کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور یہی رحمت اللہ اور برکت اللہ ہے۔ اور اسی پر ایمان اور اسلام ہے۔ اور یہی جانکنی کے وقت پڑھا جاتا ہے تاکہ مشکل آسان ہو۔ چونکہ یہ شیطان کا حصار ہے۔ جس جگہ اس کا گذر ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیبہ دوزخ سے بچنے کی سپر ہے۔ اور یہی کلمہ بہشت بریں کی نہروں پر پہنچانے والا ہے۔ اور اسی کلمہ میں تمام دنیا کے علم داخل ہیں ؂

علم کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو علم کے معنی بتاتا ہوں اس وجہ سے کہ العلم دالستق ہے۔ جس کے معنی جاننے کے ہیں۔ پس سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے علم کو جانا ؂

یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا۔ اس کا جواب یہ ہے یعنی خداوند عالم عزاسمہٗ کا علم سب سے اول از ابتدا تا انتہائے کلمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے جانا اسی وجہ سے پاس فقر اختیار فرمایا۔ اور ذکر اللہ اور معرفت کے طریقے اہل دنیا کو سکھلائے۔ پس جو لوگ کہ ازل میں ایمان لاچکے تھے۔ انہوں نے تصدیق کی۔ اور جو مردود ابدی تھے انہوں نے تکذیب کی ؂

پس اے طالب! ان عالموں سے جو بےعمل ہیں مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ جو لوگ علم محمدی کے جاننے کو خلاف کہتے ہیں۔ اور دنیا کے علموں کا پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کافروں کی رسموں کو قبول کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ؂

پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل امر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے مسلمانان

درگور اور مسلمانی در کتاب ؂

پس صوفیہ کے نزدیک انسان کے دو علم ہیں۔ ان میں سے اول علم عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ہے یعنی سکھلائیں انسان کو وہ باتیں جو نہ جانتا تھا ؂

اور دُوسرا علم وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا یعنی سکھلائے حضرت آدم کو کل چیزوں کے نام ؂ پس جس کسی کو یہ دونوں علم معلوم ہوں، وہ پورا عالم ہوسکتا ہے۔ چونکہ علم کیا ہی ایک نکتہ باریک ہے جس کی باریکی معرفت ہے۔ پس معرفت ہر علم کے ساتھ ہے۔ پس کتابوں کے پڑھنے سے عالم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ قیل و قال کی بحثوں میں بے طلب ہونے سے رہجاتا ہے۔ اور آج کل کے مسلمانوں نے جس کا نام ترقی رکھا ہے۔ دراصل وہ دنیا کی ترقی ہے۔ جس کی نسبت وعید ہے یا آجکل کے علماء نے اپنا یہ شعار کرلیا ہے۔ کہ جس پر چاہا کفر کا فتوٹے دھر گھسیٹا۔ وہ اس مسئلہ تک کو نہیں جانتے۔ کہ مسلمان کو کافر کہنا کب جائز ہے۔ عام اس سے رافضی ہوں یا خارجی۔ زندیق ہوں یا مرتد۔ عالم ہوں یا جاہل سب اسی بلا میں مبتلا ہیں ؂

مترجم :-

آپس میں تم ہیں جو یٹی مذہب پہ ہو رہی ہیں   سب مبتلا ہیں اس میں لکھے پڑھے جہاں ہیں
کیا اُن سے قومی حالت سنبھلیگی جو جہاں ہیں   جو قومی عزتوں کو خود کرتے رائگاں ہیں
آپس میں اہل ایماں سب متفق ہیں باہم   ہیں خود ہی میزباں سب اور خود ہی مہماں ہیں
جب ایسے متحد ہوں ہم سب کے سب مسلمان   پھر دیکھنا ہماری کیسی ترقیاں ہیں
باغوں کو دے کو پانی سینچا جنھوں نے سب   محروم اس سے جن میں پتے نہ ٹہنیاں ہیں
خود رو سے ہوگئے ہیں سینچا نہیں کسی نے   جس طرح سب نے دیکھیں جنگل کی جھاڑیاں ہیں

کہتا ہے یہ ظہیری حالی نے سچ کہا ہے
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے۔ کہ علم میں کے حرف ہیں یعنی عین اور لام اور میم ہیں ؂

معنی حروف علم۔ اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی

علم سہ حرف است عین و لام و میم   عالم آں باشد بود مرد فہیم

علم سہ حرف است عین و لام و میم — از علم عالم شود مرد حکیم
علم سہ حرف است عین و لام و میم — از علم عالم شود با دل سلیم
علم سہ حرف است عین و لام و میم — از علم عالم شود مرد کریم
علم سہ حرف است عین و لام و میم — از علم عالم شود رہ مستقیم
پس ازاں حرفے بشرفے مصطفےٰ ست — کہ حقائق بردہ سرّ اللہ است

پس اے طالب! آگاہ ہو کہ اس جگہ نہ کافذ ہے اور نہ سیاہی بلکہ سراسر وحدت حق ہے

ظہیری نہانی عیاں جانتے ہیں — جو رازِ حقیقت کو جاں جانتے ہیں

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو تاکہ تاثیر حروف کے پڑھنے پر منحصر ہے۔ پس جس شخص نے علم توحید کو محض خدا کے لئے حاصل کیا۔ تو اس سے خواہشات مِٹ جاتی ہیں۔ اور علم معرفت کھُل جاتا ہے۔ اور جس نے دُنیا کے لئے علم حاصل کیا۔ تو اُس کو دُنیا مِل جاتی ہے۔ مگر خدا کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور دُنیا کے حاصل کرنے میں کسی درویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہیں، وہ سوائے خدا کے ذکر کے اور کچھ نہیں کرتے۔ آخر کو یہی لوگ حیات جاودانی پاتے ہیں ✦

پس اے طالب! فقیر کو دُنیا اور اہلِ دُنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکہ ہو بلکہ یہ اہلِ دُنیا کو عدو اللہ جانتے ہیں اور بے عمل عالموں کو دُنیا اور اہلِ دُنیا کے ساتھ محبت ہوتی ہے، جس محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستہ سے۔ پس یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ✦

اور اے طالب! جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامرد ہے اور جس نے علم کو جانا اور عمل کیا وہ مرد دانا ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ پایا اور دنیا کو جمع کیا وہ دُنیا سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔ اور جس نے دُنیا کو آراستہ کیا۔ اُس نے شیطان کو گویا معزز کیا۔ اور جس نے شیطان کو عزت دی۔ تو اُس نے گویا اپنے نفس کو عزت دی۔ اور جس نے نفس کو عزت دی، اُس نے گویا ہوا کو عزت دی۔ پس وہ خدا کے دیدار سے محروم ہُوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ کی محفل اقدس سے محروم رہا ✦

قولہٗ تعالیٰ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یعنی ذلت ہے مومنوں کو اور عزت ہے کافروں کے واسطے ۔

دوسری حدیث میں وارد ہے اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالْفَحْلِ وَ الْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَّ لَا اَحَدٌ یعنی طامع عالم کی مثال مرد عنین کی ہے کہ دیکھنے کا تو مرد ہے مگر دراصل نامرد ہے اور سننے والے کی مثال عقر یعنی بانجھ عورت کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے۔ مگر بچہ اُس کے پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

پس اے طالب! اس کے متعلق حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ بعض عالم باعمل علم کی قید میں رہتے ہیں اور بعض نہیں۔ پس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے ۔ وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے جو کچھ علم کہتا ہے ۔ وہ عالم وہی اس کا حکم بجالاتا ہے ۔ اور خدا کے حکم کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے ۔ اور اس کو باطل کی طرف نہیں چلنے دیتا ہے ۔ اور حق بخشتا ہے ۔ اور جس کسی کو علم راہ بے علمی میں مقید کرتا ہے ، پس وہ عالم ہرگز خدا کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا ہے۔ بلکہ اس کو وہی علم دُنیا اور اہلِ دُنیا کی طرف لے جاتا ہے اور تمام فسق و فجور میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

پس اے طالب! علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں ۔ اگر کسی نے خدا کو جانا وہ عارف باللہ ہوا۔ اور علم اس کا رُوح کے ساتھ حق کا یار ہوا ۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو عالم جانا وہ دُنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ اسی واسطے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کہا گیا ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ یہی ہستی حجاب اکبر ہے۔ اگر بیس حصہ علم ہو اور ایک حصہ حلم ہو پس اگر دونوں کا وزن کیا جائے ، تو حلم کا پلہ بھاری نکلیگا۔ اس واسطے کہ حلیم خدا کا نام ہے اور اُسی حلیم سے حلم ہے ۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ کُنْتُ الْحِلْمِ ۔ یعنی علم نتیجہ حلم کا ہے ۔

پس اے طالب! جو عالم کہ علمائے کلام ربانی سے ہیں ۔ وہ عارف کلام اللہ ہیں ۔ جو وہ پڑھتے ہیں قدرت اُن کو سُنتی ہے اور جو عارف باللہ ساتھ حق کے ہیں وہ خاموش ہیں ۔ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا ، پس زبان اس کی گنگ ہوگئی ۔ اس واسطے ذاکر رب اور مقرب رب ہمیشہ خاموش رہتے ہیں ۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے مرتبے زیادہ ہوتے ہیں ۔ جب پردۂ حجاب علیحدہ ہو جاتا ہے ۔ اُس وقت فقیر کو مقام خاص میسر ہوتا ہے ۔

پس جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور تجلیات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور حلاوت ایمانی میسر ہوتی ہے، اس واسطے کہ قرآن کی ابتدا تلاوت ہے اور انتہا حلاوت ہے۔ پس ہر ایک حرف قرآن کا شیطان کے واسطے تیر کا کام دیتا ہے اور عارف کو ہر ایک حرف اس کا غرق دریائے رحمت الٰہی کرتا ہے اور شیطان سے امان پاتا ہے۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام میں پہنچتا ہے یعنی مرنے سے پہلے آپ نیست و نابود ہو جاتا ہے ۔

استغراق کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تم کو استغراق کے اقسام کی خبر دیتا ہوں۔ کہ یہ دو قسم ہے۔ ایک استغراق ذات اور مجلس محمدی ہے۔ اور دوسرا حجاب ذات و صفات جس کی نسبت حدیث شریف میں اشارہ ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور اسی کی طرف اشارہ خدا وند عالم کا ہے قولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَبَّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا یعنی یاد کر اپنے رب کی صبح و شام، پس یہ ذکر سے بھی خفیہ تر بند کیا اور کل لسانہ کی تصدیق قلب کے ساتھ کی، کیونکہ ذکر قلب سے ہی خفا پوش ہے بلکہ ذکر قلب کا اہل قلب کے آگے ظاہر ہے ۔

طالب کی قسمیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو طالب کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ یعنی طالب تین قسم کے ہیں (۱) طالب دنیا (۲) طالب مولےٰ (۳) طالب عقبےٰ۔ پس اب یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ دنیا کے طالب کو دنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمامی اوامر و نواہی کی آلودگی اور رجوعات خلق کی خواہش ساتھ خلق کے ہو۔ اور خدا سے دوری ہو۔ اور طالب عقبےٰ کو محض عقبےٰ کی طلب ہو ۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عقبےٰ کیا چیز ہے، صوفیہ کہتے ہیں کہ عقبےٰ سے مراد طالب کی درجات جنت اور کھانا اور پانی اور تماشے بہشت کے ملنے کا نام ہے۔ جس جگہ حور و قصور اور کوثر و تسنیم ہے۔ یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان چیزوں کو دیکھے اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام عمر اس کو بھوک اور پیاس کم لگے۔ بلکہ ان حور و قصور

خیال میں اپنی زندگی گذاری اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ یعنی بیشک ڈرنیوالوں کو مراد ملتی ہے اور (اُن کے لئے) باغ ہیں +

اور طالب مولےٰ کو معرفت مولےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری درکار ہوتی ہے۔ جس وقت طالب مولےٰ خواب سے بیدار ہوتا ہے، صاحب ترک اور صاحب توکل کَلَّ لِسَانُہٗ کا مصداق ہوجاتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ طالبُ الدُّنیا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ یعنی دنیا کا طالب مخنث ہے اور عقبےٰ کا طالب خموشی کے ساتھ مذکر ہے نہ خروش کے ساتھ متفکر با وجودیکہ عارف کی توجہ ہمیشہ متوجہ ہو اور استغراق ساتھ حق کے ہو +

پس اے طالب! عارف کامل وہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے عارف کو حکم پہنچے کہ اس آدمی سے بات کر، اس سے اس وقت عارف ہم کلام ہو ورنہ نہ ہو۔ اور عارف کی زبان بریدہ صُمٌّ بُکْمٌ بغیر حکم رب کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عارف بغیر حکم ربی کسی شخص سے ہمکلام نہیں ہوتے ہیں شعر

عارفاں ہم سخن دائم با خدا — دہن خود را بستہ اند بہر از خدا

پس جاننا چاہئے۔ کہ ذکر توفیق الٰہی سے ملتا ہے۔ اور معصیت و بدعت و گمراہی سے علیحدہ کرتا ہے اور مقامات طریقت و حقیقت اور معرفت کی خبر دیتا ہے اور دل کی محبت کا میل اور سیاہی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا ذکر اس طریقہ کے ساتھ صاحب توفیق کو میسر ہوتا ہے۔ اور زندیق فناء النفس کرنیوالے اور ہوا و ہوس سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدۂ حقیقی اور حق نما مقرب الی اللہ کو کہتے ہیں۔ کہ جو باطن میں صفائی کے ساتھ ابنیاء و اولیاء کی مجلس میں جاتے ہیں اور صورت سے ستر اسرار ہوتے ہیں، اور سیرت سے حیات جاودانی پاتے ہیں۔ دوسرے صوفیہ کہتے ہیں کہ صاحب مراقبہ کی مثال مثل بلی کے ہے کہ چوہے کے مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں رقیب ہے +

پس اے طالب! اُس شخص کو مراقبہ کی حاجت نہیں ہے کہ جو ظاہر و باطن میں ہمیشہ مع اللہ میں اور مقام قرب میں رہتے ہیں۔ اُن کو مراقبہ اُن کی نیت کے موافق اُن کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور روز مرہ خدا اور رسول کے پیغام لاتا ہے بلکہ پیغام صحیح ذکر اللہ

کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس ایسے شخص کو اکثر آدمی دیوانہ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ یگانہ اور اہل دُنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے ؎

دمبدم دیوانہ باہشیار باش
طلب مولےٰ طالب دیدار باش

اور مثنوی ہے **مثنوی**

ذکر سری رُوح آید در قلب
عارفاں را کشف گردد راز رب

ہر کرا شد ذکر رُوحی در دماغ
خواب غفلت رفت سوزش در دماغ

یا الٰہی سوز دہ ایں سوز بہ
گر کسے از سوز تو سد من بدہ

انتہائے عارفاں ست غرق نور
نیست آنجا عقل و فکر با حضور

ذکر و فکر و علم ہر سہ شد حجاب
آب با دریا رسد دریا آب

فی امان اللہ وحد نورش خدا
نور سرش راز وحدت کبریا

ذکر و فکر و صحو و سکر و باخیال
باز دارد غرق وحدت از وصال

کرد دعوے مدعی با خویشتن
جان مردہ زندہ نفسے قرن

عارفاں را چشم از دل با بصر
چشم ظاہر داشتن چوں گاؤ خر

کے تواند کشت نفس دیو زشت
داد آدم را بلاکت در بہشت

آفریں صد آفریں بر نفس یار
نفس را توفیق بخشد کردگار

سر نور حق بود اسرار دار
ہر کہ صاحب راز نورش بے نیاز

تا توانی سر رازش را بپوش
معرفت حق کے رسد این خود فروش

سر قرآن است رازش مصطفےٰ
سر بنوی کس نگفتش جز اللہ

عقل کل کی تعریف

اے طالب صادق! اب میں تجھ کو عقل کل کی تعریف بتاتا ہوں یعنی جس کسی کے دل میں جوش ہو و لب بستہ خاموش ہو۔ اس کو عقل کل کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ عبادت کے ساتھ خاموشی میں رہتا ہے۔ اور دل میں ولولہ و بیج رکھتا ہے، اور جس میں یہ صفت نہ ہو۔ وہ ناقص ہے ٭

اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ یک لسانہ کی خاموشی میں ستر ہزار حکمت ہے اور

ہر ایک حکمت میں ستر ہزار حکمت معرفت ہے اور اسرار الہٰیہ پوشیدہ ہیں اور صاحب دل ہر وقت مثل دریا کے موج موج رہتا ہے ۔

فضائل برکات لفظ اللہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو فضائل و برکات لفظ اللہ کا موازنہ اور ثواب کتاب تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن شریف سے کر کے بتلاتا ہوں ۔ کہ جو ثواب تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن میں ہے ۔ وہی ثواب سورۂ فاتحہ ام الکتاب میں ہے ۔ اور جو برکت اور ثواب سورۂ فاتحہ میں ہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے ۔ اور جو برکت اور ثواب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے ۔ وہ ثواب تکبیر اولےٰ یعنی اللّٰهُ اَكْبَرُ میں ہے ۔ پس جو برکت اور ثواب ان ہر چہار رکعت میں ہے وہی برکت اور ثواب تکبیر تحریمہ میں ہے ۔ اور جو تکبیر تحریمہ میں ہے وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے ۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو جامعیت اور جامعیت اسم اللہ میں داخل ہے ۔ وہ محض ذکر اسم اللہ تعالےٰ میں ہے ۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ یعنی البتہ ذکر اللہ تعالےٰ کا برتر اور بہتر اور زیادہ عزت والا اور بڑا بزرگ ہے ۔

پس اے طالب! اگر تمام مخلوق کے جن و انس اور وحش و طیر و چرند و پرند لفظ اللہ کی تمام برکت اور ثواب کو بیان کر سکیں تب بھی نا ممکن ہے کہ ایک شمہ اس کی برکت کو بیان کر سکیں ۔ پس جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ اور معرفت اللہ اور فقر سے منکر ہوا ۔ پس وہ کافر ہے ۔ یعنی سب کتابوں سب فرشتوں سب پیغمبروں سب اصحابوں سب عالموں اور سب فقیروں سے منکر ہے ۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و رسالت سے برگشتہ ہے ۔ اسی وجہ سے کافروں یہودیوں اور نصرانیوں نے اللہ تعالےٰ کے نام سے انکار کیا ہے ۔ اور مسلمان اُن کے دشمن ہوئے ہیں ۔ اور دار الحرب سمجھ کر اُن سے جنگ کرتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ، دار حرب کے کفار کو قتل کرو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے ۔ اور

جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ کو گالی دے تو معلوم ہو کہ وہ شخص گروہ یہود و نصاریٰ سے ہے اور جنگ اس سے واجب ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول نہیں۔ اور جو کہ ذکر اللہ اور اسم اللہ کو برا کہے۔ گویا کہ اس نے قرآن اور جملہ اصحاب کو برا کہا پس وہ شخص زمین میں زندہ دفن کرنے کے لائق ہے یا اس کو قتل کریں۔ کیونکہ وہ شخص مردود اور مرتد ہے۔ نعوذ باللہ منہا ۔

ادب اسم اللہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو ادب اسم اللہ کا بتاتا ہوں۔ یعنی جو کوئی ادب اسم اللہ اور ادب کلام اللہ اور ادب نبی اللہ اور ادب اصحاب رسول اللہ اور ادب شریعت اور ادب علماء اور ادب فقرا کا نہ کرے وہ ملعون اور بیدین ہے نعوذ باللہ منہا ۔

مطلب یہ ہے کہ خاموشی والا کراماً کاتبین کے دفتر سے خلاص ہے۔ اور اس کے دل پر اللہ کی رحمت کی نظر ہے۔ اور عام لوگوں کو خاموشی کے مراتب کب میسر ہو سکتے ہیں۔ صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ خاموشی انبیا اور اولیا کا نتیجہ ہے ۔

پیدائش نور محمدی کا مسئلہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو پیدائش نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بتاتا ہوں۔ کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ عالم ارواح کو پیدا کروں۔ پس سب سے پہلے روح پرفتوح حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا کیا۔ اور خود ہی اس نور پاک کا والہ و شیفتہ ہوا اور حبیب اللہ کا خطاب دیا اور اسی نور سراپا ظہور کو مخاطب فرما کر لفظ کُنْ فرمایا۔ اور پھر اس سے ہژدہ ہزار عالم کو عرصہ ظہور میں لایا۔ اور تمام جن و انس اور ارواح و ملائک کو پیدا کر کے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فرمایا جس کے جواب میں سب نے لفظ بلیٰ کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا۔ اور بعض نے دل سے کہا۔ اور بعض نے نہ زبان سے کہا اور نہ دل سے کہا پس جس نے اقرار ساتھ تصدیق کے کیا وہ مسلمان ہوا۔ اور جس نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا وہ زندیق ہوا۔ اور بعض ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا کے مصداق ہوئے۔ یعنی پھر ایمان لائے اور پھر

کافر ہوئے۔ اور جس گروہ نے کہ دل سے کہا پس وہ دُنیا و آخرت میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہنے والا ہوا۔ اور اُس کا خاتمہ بخیر ہوا۔ اور جس گروہ نے نہ دل سے کہا نہ زبان سے پس وہ دُنیا و آخرت میں مرتد رہا۔ اور اُس کا خاتمہ کفار کے ساتھ ہوا چونکہ مسئلہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہے یعنی زبان سے اقرار ہے اور دل سے تصدیق اس کی ہے ✦

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ جب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب رُوحیں لفظ بلیٰ کہہ چکیں۔ اور اُن میں سے مشیت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ مسلمان ہیں۔ پس اُس وقت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اُن رُوحوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ارواح مومن و کافر۔ اب جو چاہو وہ کرو اور مجھ سے کچھ طلب کرو۔ اس وقت سب ارواح نے کہا۔ خداوندا، تجھ کو ہم تجھ سے مانگتے ہیں ✦

پس اُس وقت حق تبارک و تعالےٰ نے تین پیالے اپنی یدِ قدرت سے پُر کئے۔ پس ایک پیالے میں دُنیا۔ اور اُس کا حسد و بغض و کفر و نفاق و کبر و عُجب بھرا۔ اور اُس کو ہفت رنگ کیا۔ اور تمام دنیا کی زیب و زینت سے اُس کو آراستہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کو مثل دُلہن کے بنا دیا۔ اور اُس پیالے کو ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس اُس سے نو حصّہ ارواح اُس پیالے کا مزا چکھ کر مست ہو گئیں۔ اور خسرالدنیا والآخرہ ہوئیں اور دُنیا میں پل گئیں ✦

پھر خداوند عالم نے اُن ارواح سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا چاہتی ہو کہ جو تم پر بخشش کروں۔ ارواح نے کہا کہ خداوندا تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس حق تعالےٰ نے دوسرا ساغر تقوےٰ اور ریاضت اور محنت گوناگون سے پُر کر کے اُس میں نعمائے جنّت و حور قصور سے آراستہ کر کے ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس نو حصے رُوحوں نے وہ ساغر بہشتی نوش کیا۔ اور حور قصور کی خواہشات میں مُبتلا ہو گئے ✦

تیسرا پیالہ ارواح انبیاء اور اولیا اور فقرا و عرفا [illegible] نے پیا۔ جس میں ذکر و فکر اور شوق اور وصال اور احوال فنافی اللہ اور بقا باللہ اور آتش عشق سے پُر تھا۔ اور جو کمال [illegible] اور ولایت اور جمال و جلال کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات کے ساتھ انوار [illegible] تجلیات گوناگوں کے مشاہدہ کا ساغر یک رنگ تھا اس کو وہ مشتاق لقا

اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے۔ اور دنیا اور جنت اُن پر حرام ہوئی ۔

مترجم اس کے متعلق ایک حکایت حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی بدایونی زری زربخش کی لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا کہ اے نظام الدین تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو یا عاشق الٰہی۔ آپ نے عرض کیا کہ میں کل اس کا جواب عرض کرونگا۔ اس میں آپ کا یہ مطلب تھا کہ میں حضور والدہ علیہا الرحمۃ سے اس کا تذکرہ کرونگا جو فرمائینگی وہ عرض کرونگا۔ جب آپ خواجہ صاحب کے یہاں سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لائے تو دہلی کے بازار میں ایک فقیر ایک دکان پر بیٹھا ہوا ملا۔ اس نے با آواز بلند کہا۔ کہ نظام الدین کل کیا جواب دوگے۔ آپ نے کہا کہ والدہ صاحبہ سے دریافت کر کے عرض کرونگا۔ اس پر فقیر بولا کہ بابا کل ہم بھی تجھ کو اس بات کا جواب دینگے۔ جب آپ مکان پر تشریف لائے اور حضور والدہ صاحبہ سے وہ حال عرض کیا کہ میں کل جواب دینے کا وعدہ کر کے آیا ہوں حضور مجھ کو جو فرمائیں وہ میں عرض کروں اس پر حضور کی والدہ نے فرمایا۔ کہ اچھا بیٹا کل ہم بھی جواب دینگے آخر کو آپ خاموش ہو گئے۔ جب صبح ہوئی اور آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو حضور کی والدہ نے فرمایا کہ بیٹا تم پہلے اس فقیر کے پاس جاؤ۔ دیکھیں وہ تم کو کیا جواب دیتا ہے اس کے بعد میں تم کو جواب دونگی جب آپ اس فقیر کی تلاش میں بازار تشریف لیگئے۔ تو اس دوکاندار سے کہ جس کی دوکان پر وہ فقیر بیٹھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ وہ فقیر رات کو مر گیا۔ ابھی ابھی اس کی لاش سڑک کے حبنگی گھسیٹ کر لیگئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک گڑھا میں وہ لاش پڑی ہوئی ہے اور بہت سا کیچڑ پانی اس پر پڑا ہے۔ آپ نے اس لاش کو دیکھ کر فرمایا کہ واہ آپ تشریف لیگئے اور ہمارے سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ آپ نے دیکھا کہ اس لاش کو جنبش ہوئی اور فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے اور کہا کہ اے نظام الدین دیکھا تم نے یہی عشاق کی حالت ہے۔ جواب **شعر**

لوگ پکاریں ہیں مجھے کوچۂ جاناں والے ادھر آ بھی اے اوچاک گریباں والے

جاؤ اور تم مرتبہ معشوقی اختیار کرو۔ عذاب کے لئے کہیں عشاقوں کے دفتر میں اپنا نام نہ لکھوا لینا ورنہ میری سی حالت ہو جائیگی۔ یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ جب حضرت محبوب الٰہی صاحب مکان پر تشریف لائے اور کل ماجرا حضور والدہ صاحبہ سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہی بات میں تم سے کہنے والی تھی کہ عشاقوں کے لائق تمہارا ظرف نہیں ہے بلکہ تم تو معشوق ہی ہو۔ جب آپ نے دوسرے دن جا کر حضرت خواجہ قطب الدین سے عرض کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو عروجِ فقر

ہیں داخل ہو کے مقام محبوبیت عطا فرمایا +

اس حکایت سے ہم کو یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ جو لوگ طالب مولےٰ ہوتے ہیں وہ ہرگز دنیا تو دنیا جنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ وہ مولےٰ کی طلب ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور مقام جنت کو بدتر از گناہ جانتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر نے حضرت محبوب الہٰی سے فرمایا۔ اور مقام عشق کی کیفیت آپ کو دکھا دی۔ اسی واسطے عشاق اپنے آپ کو ہر وقت مقام عاشقی میں رکھتے ہیں اور جو واردات اس عاشق پر گذرتی ہے وہ سب اس معشوق حقیقی کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ میری اس غزل سے ظاہر ہے اور جس کا اس جگہ لکھنا میں مناسب سمجھتا ہوں اور جو یہ ہے:۔ **غزل مقام توحید**

تو کس کا مثل تو یوسف کے پیراہن میں تھا — اے زلیخا ہاتھ کس کا تھا جو اس دامن میں تھا
جلوہ آرا وہ حریم خاطر روشن میں تھا — جو شعلۂ نور او رخ طور کی چلمن میں تھا
اپنے سر پہ آپ کیوں فرہاد تیشہ مارتا — دست شیریں کا اشارہ پردۂ آہن میں تھا
تو نہ کرتا قتل تو بھی کھینچ کے آتی تیغ تیز — زور بقضا طپس کا میری رگ گردن میں تھا
ایک جانب تیر مژگاں اک طرف سے تیغ تیز — دل کو جب دیکھا تو اپنے حلقۂ دشمن میں تھا
سائلان قبر کو ہم نے دیا رو کھا جواب — خاک لیتے کیا ہمارے گور کے دامن میں تھا
فتنۂ آفاق تھا یا آفت پیر و جوان — وہ تمہاری کھیل کا انداز جو بچپن میں تھا
تو نے لیکر کیا کیا سے دست طوفان فنا — نقد حیرت جو حباب بحر کے دامن میں تھا
شمع کی حاجت نہ تھی ہم کو ظہیری قبر میں — آفتاب داغ ہجراں سینۂ روشن میں تھا

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ پس اے طالب صادق! عارفوں کو خاموشی کی عادت اسی سبب سے ہے کہ وہ اس ساغر وحدت سے ہر وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں۔ اور کوئی ساتھ خاموشی کے ہشیار رہے اور کوئی مست و سرشار ہے۔ پس ان کا لطف بقدر ان کی استعداد کے ہے۔ وہ ہر وقت حضور میں حاضر ہیں۔ اور بقدر مراتب قہر بہ قہر اور فیض بہ فیض ہیں۔ پس ہر ایک کے واسطے جو کچھ ان کے لائق تھا۔ وہ عالم ازل ہی میں مقدر ہو چکا۔ اسی کی مؤید حدیث اَلْآنَ کَمَا کَانَ ہے۔ اور دوسرا قول اللہ تعالےٰ کا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ یعنی کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے +

پس انسان کو نعمت اللہ تعالےٰ سے انصاف کرنا چاہیئے جیسا ارشاد ہے

قولہٗ تعالیٰ۔ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ۔	یعنی نیکی کر جیسے کہ اللہ نے نیکی کی تیرے ساتھ ۔
اور حدیث اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی ۔	یعنی دنیا حرام ہے عقبیٰ والوں پر اور عقبیٰ حرام ہے دنیا والوں پر اور عقبیٰ حرام ہے طالب مولےٰ پر ۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ دُنیا کا ذکر وہ شخص کرتا ہے کہ جو دُنیا کی طلب میں ہوتا ہے۔ پس جو لوگ دُنیا کے ذکر میں رات دن مشغول ہیں وہ اس واسطے مشغول ہیں۔ کہ دُنیا ان کی معشوق ہے۔ پس وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے ہیں۔ اور بیقرار ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں۔ پس فقیر کو چاہیئے کہ کبھی دنیا کا نام نہ لے اور نہ کبھی دنیا کا ذکر کرے۔ اس واسطے صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ محض دنیا کے نام لینے سے چالیس روز تک سیاہی اس کے دل سے نہیں جاتی ہے۔ خواہ اتفاق سے فقیر دنیا کا نام لے یا ارادت سے نام لے۔ اور جو کوئی مولےٰ کا نام ایک بار بھی محبت سے لے، تو ستر برس تک اُس کے دل میں روشنی رہتی ہے اور جس کو دنیا کا تقرب ہے۔ وہ خدا سے دُور ہے ۔

پس اے طالب! اگر تو کسی فقیر کو باعزت دیکھے اور اس کی خانقاہ یا درجات دُنیا کی منزلت میں مصروف پائے تو جاننا چاہیئے۔ کہ حقیقت میں وہ ابھی گمراہی کے جنگل میں ہے پس دنیا کو جو شخص ترک کر دیتا ہے تو وہ گویا نفس کی خواہش کو ترک کر دیتا ہے اور نفس کو قتل کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ تُقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَنْفُسَکُمْ ۔	یعنی قتل کرو اللہ کی راہ میں اپنے نفسوں کو پس صوفیہ اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں ۔

مثنوی

اے زمن وابستہ جائے مردمن ۔ اندرون تستم تو ئی با ماسخن
آنچہ خواہی خواستی از من طلب ۔ ہر زہ گرد مگذار و گردیدن کلب
بہر رزق غم مخور اے مبتلا ۔ کم نمے باشد زاندازہ ہماں روزیئے ما

پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہیئے کہ عالم ظاہر اَور ہے اور عالم باطن اَور ہے۔ اور عالم مستی اَور ہے اور عالم ہشیاری اَور ہے۔ یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح مست کو ہوشیار کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے یا ہشیار کو مست کی صحبت سے عار ہوتی ہے

جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہیگا۔ تو اُس کی نظر شرفت بادشاہ پر رہیگی پس اسی طرح فقیروں کی نظر شرفت اللہ پر رہتی ہے۔ اور یہ لوگ ماسوئے اللہ کو ترک کر دیتے ہیں +

مثنوی معنوی

بند بگسل باش آزاد اے پسر | چند باشی بند سیم و بند زر
ہر کہ را جامہ زعشق چاک شد | او زحرص و عیب کلّی پاک شد
ہر کہ او از ہم زبانی شد جدا | بے زباں شد گرچہ دارد صد نوا
حضوری ذکر او مذکور باشد | وجودِ عارفاں پُر نور باشد

پس اے طالب! اسی واسطے ان پر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہنا چاہئے۔ اور حضرت ابودردا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول وہ چیز جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جاویگی وہ حسن خلق اور سخاوت ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے جب ایمان کو پیدا کیا۔ تو ایمان نے کہا کہ الٰہی مجھ کو زبردست کر اس واسطے کہ میں حق عظیم کے ساتھ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان حُسن خلق اور سخاوت کے ساتھ مضبوط کیا +

مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ اخلاق سے مخلوق کے سامنے پیش آنا اخلاق محمدی ہے اس جگہ اخلاق کے معنی کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جو آئمہ عشرہ میں ایک تھے ان شہر بغداد میں ایک حمام کی ایک جانب بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک لشکری آیا اور اس نے ان کو اس جگہ سے اُٹھا دیا اور کہا اے اسود (یعنی آپ بہت سیاہ رنگ تھے اس وجہ سے اسود کہا) میرے سر پر پانی ڈال اور مجھے نہلا دے۔ یہ سنکر فوراً امام علیہ السلام نے اس کے سر پر پانی ڈالا کہ اتنے میں ایک اور شخص وہاں آیا کہ جو امام علیہ السلام کو جانتا تھا۔ اس نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ایک چیخ ماری۔ اور کہا اے جندی تو ہلاک ہو کہ تو ابن بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خدمت لیتا ہے۔ پس وہ لشکری آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں نے تم سے پانی ڈالنے کو کہا تھا تو تم نے کیوں نہ انکار کیا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ یہ اخلاق محمدی کے بالکل خلاف تھا اور دوسرے انما المثوبۃ یعنی یہ کار ثواب تھا۔ اور میں نے نہ چاہا کہ جس کام میں مجھے ثواب ملے اس میں تیری نافرمانی کروں۔ یہ حکایت اخلاق محمدی کے متعلق تھی۔ تو اب اس زمانہ میں لیم تو ناممکن ہے۔ بلکہ آجکل ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے سیدزادے معمولی بلکہ بدترین لوگوں کے یہاں خدمتگاری

پر ذکر رکھے جاتے ہیں۔ اور اُن سے طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہیں ۔

اب رہی سخاوت در اصل سخی بھی کچھ اور ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی فضیلت قرآن و حدیث میں ہے۔ در اصل یہ بات ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن درین است

روپیہ جیب ہے۔ اس کا تعلق ساتھ دل کے یعنی گوشت دل کا ٹکڑا دیدینا آسان مگر روپیہ دینا مشکل ہے ۔

پس اے طالب! جب حق تعالےٰ نے کفر کو پیدا کیا۔ تو کفر نے کہا کہ خداوندا تو مجھ کو قوی کر خدائے تعالےٰ نے کفر کی خواہش قبول کی اور اس کو بدخلقی کے ساتھ متصف کیا ۔

فقیر مفلس ہے

اب اے طالب صادق! تجھ کو میں یہ بتاتا ہوں کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقیر کی ملکیت میں ایک درم بھی ہوگا تو میدانِ حشر میں اس درم سے اس کی پیشانی پر داغ دیا جائیگا۔ جیسا کہ حدیث اصحاب صفہ میں ہے۔ پس معلوم ہو کہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درم ہو تو وہ بخیل ہے۔ اور اُس کا اللہ تعالےٰ پر بھروسہ اور سہارا نہیں ہے ۔

مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا اصحاب صفہ سے انتقال ہوگیا۔ جب لوگوں نے اُس کو تجہیز وتکفین کے واسطے نکالا تو اُس کے اسباب سے درم نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل قیامت میں اس درم کا داغ اس کی پیشانی پر دیا جائیگا۔ اور یہ شخص دنیا مُردار کے گروہ سے اٹھایا جائیگا، چونکہ اس کا بھروسہ خداوند علام الغیوب پر کافی نہ تھا ۔

اور صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ جس کے ترکہ سے ایک درم نکلے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ وہ دنیادار ہے۔ اس کے بعد حضرت مصنّف صاحب نے یہ حکایت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ السامی کی لکھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ کو نماز نوافل میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوراً نماز کو توڑ دیا اور اپنے یاروں سے فرمایا۔ کہ آج ہمارے گھر سے دنیا کی بُو آتی ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ حضور ہم تو سخت بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک حبہ تک ہمارے پاس کیا ہمارے گھر بھر میں نہیں ہے بلکہ ہم بھوک کے سبب سے خود جاں بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید نے فرمایا کہ میرے خطرے

حکمت سے خالی نہیں ہیں۔ لہذا گھر کو جھاڑو سے صاف کرو۔ جب خدام نے مکان کو جھاڑو دیکر صاف کیا تو ایک پلنگ کے نیچے کچھ چھوہارے کی گٹھلیاں نکلیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے گھر میں اس قدر متاع ہو وہ گھر تاجر کا ہے +

اس کے بعد حضرت مصنّف فرماتے ہیں کہ فقیر مفلس ہے۔ اور مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ اس واسطے کہ حدیث اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ یعنی مفلس خدا کی پناہ میں ہے+ اس سے معلوم ہوا کہ فقیر ہونا آسان کام نہیں۔ پس خدا جس کو چاہے فقیر کرے +

پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے اور فقر سبکسار ہے اور نہ زیر بار دنیا ہے مردار ہے پس اللہ بس باقی ہوس ہے +

اور حدیث میں جو ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ +	یعنی جس کے واسطے مولےٰ ہو اُس کے واسطے کُل چیز ہے +
اور دوسری حدیث میں وارد ہے حدیث اَلدُّنْیَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰی لَكُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ +	یعنی دُنیا تمہارے واسطے اور عقبیٰ تمہارے واسطے ہے لیکن مولےٰ میرے واسطے ہے +
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ +	یعنی ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا وکیل ہے +
اور قولہ تعالیٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی +	یعنی بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی +

عشاق کا مقام اور حِصّہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو عشاق کا مقام اور حِصّہ بتاتا ہوں یعنی

حدیث۔ لَوْ كَانَتِ النَّارُ نَصِیْبَ الْعَاشِقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِهٖ وَاشْتَوْقَاهُ وَلَوْ كَانَتِ الْجَنَّةُ نَصِیْبُ الْمُشْتَاقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِهٖ غَوْغَاوَیْلَاهُ +	یعنی اگر دوزخ عاشقوں کا حِصّہ ہوتا تو اس کا جمال یار کے وصال کے ساتھ شوق کرتے اور اگر جنت مشتاقوں کے حِصّہ میں ہوتی تو اُس میں بغیر جمال یار کے شور مچاتے +

اسی واسطے خداوند عالم فرماتا ہے :۔

قولہ تعالیٰ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ	یعنی ان لوگوں پر اللہ کا سلام بولا ہوا رحیم

جو نہایت مہربان ہے ۔

پس اے طالب صادق! اس شخص کو خدا کا دیدار نہیں مل سکتا کہ جو تارک الصلوٰۃ ہے اور نہ جس کے دل میں سخاوت اور ذکر خدا ہے ۔ چنانچہ حدیث میں ہے ۔

حدیث ۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَاِنَّ السَّخَاوَتَ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبُ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

یعنی تحقیق بھلائیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو اور تحقیق سخاوت دور کرتی ہے برائیوں کو اور تحقیق کلمہ طیبہ دور کرتا ہے برائیوں کو ۔

پس جیسا کہ صاحب بقا بسبب خبر لقائے نعمائے بہشت کو فراموش کرتا ہے ۔ اسی طرح دنیا اور لذات دنیا کو بلکہ ماسوائے اللہ کو ترک کرتا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا ۔ کہ مولےٰ کی طلب سے مراد دیدار ہے ۔

شرم بایداز خلائق خوب بایداز خدا   ہر کہ را ملّت نہ باشد او ز کسب از حق جدا

پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو وہ کسب سے خدائے تعالےٰ سے حاصل کرے یعنی معرفت الٰہی باطن کے ذکر سے حاصل کرے ۔

مترجم کہتا ہے کہ صوفیہ کو دو طریقہ سے علم باطن حاصل ہوتا ہے ایک وہبی دوسرا کسبی ہے ۔ پس جو علم وہبی ہوتا ہے وہ پیدائشی ہوتا ہے اور کسبی، کسب سے حاصل ہوتا ہے جس طرح علم ظاہر بغیر پڑھنے کے حاصل نہیں ہوتا ہے ۔ اور وہبی سے مادرزاد ولی ہوتا ہے جس طرح خواجہ شمس تبریز وغیرہ ۔ مگر وہبی کم اور کسبی زیادہ لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اور مرتبۂ تکمیل میں دونوں برابر ہوتے ہیں ۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ کسبی محنت سے اور وہبی کو فضل الٰہی ملتا ہے ۔

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب نے چند شعر ایک غزل کے لکھے ہیں جو یہ ہیں :۔

اے مرد دیں میداں بیا گر سر رود رفتن بدہ   با عشق در میدان بیا گر سر رود رفتن بدہ
در کنج با جاناں نشیں گر عاقلی گم شو دریں   عشاق را مردن ہمیں گر سر رود رفتن بدہ
مرد زاں روز ست نگر جان خیزد و سر   ہرگز نشایم رد دگر گر سر رود رفتن بدہ

پس اس سے معلوم ہوا ۔ کہ عاشق کا طعنہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے ۔ وہ شوق مشاہدہ کے ساتھ ہے ۔

زاہدا از بیم دوزخ چند ترسانی مرا — آتشے دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

عاشق کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تجھ کو عاشق کی تعریف بتلاتا ہوں کہ عاشق اس کو کہتے ہیں کہ جو ساتھ حق کے ہر وقت مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قہر اور جلال کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اسم اللہ کی گرمی سے، اگر فقیر چاہے تو مشرق سے مغرب تک ایک آن واحد میں جل جاوے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی کو خدائے تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے ملک میں اختیار دے۔ اسی قدر مہربانگی اس پر زیادہ ہو۔ جس طرح کہ درخت پتھر کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے اور شرح حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ سے ظاہر ہے یعنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسم اور جوہر اور ذات خدا غیر خدا غیر مخلوق ہے۔ اور اُن کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک اور کفر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے تَفَكَّرُوْا فِيْ نِعْمَآئِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ یعنی فکر کرو اُس کی نعمتوں میں اور مت فکر کرو اس کی ذات میں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جس طرح معرفت وحدت اللہ اور تفکر اور تصور باسم اللہ اور تلاوت کلام اللہ ہے ۔

پس مسلمان آدمی وہ ہے کہ جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصف بنائے اور جو گناہ کو یاد کرے اور خدا کو فراموش۔ پس یہ بھی گناہ کبیرہ ہے ۔

پس طالب کو چاہئے کہ اس آیت کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ بلکہ ہمیشہ توبہ میں مشغول رہے اور خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے۔ اور اُس سے فضل کا خواستگار ہو ۔

قولہ تعالیٰ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

یعنی اور بعضے مانے اپنے گناہ اور ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد، پس شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اور دوسری آیت قولہ تعالیٰ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی اُن کے مالوں سے صدقہ لو کہ اُن کو پاک و صاف

وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؀

کرے اور اُن پر نماز پڑھو واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری صلوٰۃ اُن کے واسطے تسکین ہے۔ اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے ؁

اور تیسری آیت قولہ تعالےٰ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؀

یعنی کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور صدقوں کو قبول کرتا ہے اور تحقیق اللہ تعالےٰ توبہ کا قبول کرنے والا ہے ؁

ے
ہر کہ را توفیق یاری از خدا — قتل سازد نفس را از سر ہوا
نفس دشمن جانِ من ایمانِ من — ایں چنیں دشمن بود در جانِ من
ہر کہ اندر خانہ سوزد نفس را — اژدہن دوئی نیا ید چوں چرا
پس بخور پس نوش دراہ راز گیر — مرد یا قوتی کہ بر نفسِ امیر
اسم اعظم راز اسم ھو بیاب — اسم یاھو چیست یعنی گنج وہاب

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے۔ کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیب و مستغرق فنا فی اللہ ذات سے مراد ہے۔ چونکہ ے

ہر کہ آمد بذات فانئے او — کے ابوئے صفات بیند او

یعنی کلمہ طیب سراسر تاثیر رکھتا ہے ادھر اقرار زبانی ہوا۔ اُدھر تصدیق قلبی ہو گئی پس جس وقت تصدیق درست ہوئے، اس وقت کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک ولی کی رُوح کے ساتھ مُصافحہ اور ملاقات رُوحانی ہو جاتی ہے بشرطیکہ توفیق حق رفیق ہو اور اس وقت ولایت اولیاء اللہ کے مراتب پر مثل حضرت رابعہ بصری و حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچ جاتا ہے۔ یوں تو کلمہ پڑھنے والے بہت ہیں مثل یزید علیہ اللعنۃ کے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچا۔ اور اس نے کلمہ کی تصدیق کی، پس وہ مطلق صادق ہوا اور کلمہ طیبہ اس کے وجود میں یک سر تاثیر کر گیا۔ لہٰذا طالب کو چاہئے کہ کلمہ پڑھنے میں توقف نہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو سکے کلمہ طیب پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ جان کا مونس ہے اور یہ کلمہ ایمان کے ساتھ ہے خواہ طاعت میں ہو یا معصیت میں ہو۔ چونکہ

بخاری شریف کی حدیث میں ہے :-

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَاحِسَابٍ وَّ بِلَاعَذَابٍ ۔

یعنی جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بس داخل ہوا جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کلمہ طیبّہ کی وہ شخص جان سکتا ہے جو کہ معرفت الٰہی پر پہنچا ہو۔ اور یا یہ کہ دوزخ کی آگ سے باہر آیا ہو اور نجات پاگیا ہو۔ اور یا کلمہ طیبہ نے اُس کو دنیائے دنی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمۂ طیبّہ نے اس کو مجلس محمدی میں پہنچایا ہو ۔

کلمہ طیّبہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو کلمہ طیبہ کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ کنہ کلمہ طیبّہ کی وصال ہے اور انتہا کلمہ طیبّہ کی مشاہدہ الٰہی ہے۔ پس اس سے معلوم ہؤا کہ رسم کے موافق کلمہ پڑھنے والے کلمہ کو نہیں جانتے اگو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں مگر وہ کلمہ اُن کے حلق کے اندر سے نیچے نہیں اُترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبانی اُوڑ ہے۔ اور تصدیق اُوڑ ہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہوگئی۔ وہ صاحب معرفت الٰہی ہے۔ اور اُس کی روح زندہ اور اس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاق ہیں وہی اس کلمہ کی تعریف کو جان سکتے ہیں اور اس کے ساتھ واصل حق ہوتے ہیں ۔

پس اے طالب صادق! جس طرح حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی ایک تو حاجی جان و دل کے کعبہ کے۔ دوسرے حاجی آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اس کو یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ کعبۂ دل رب جلیل کا بنایا ہؤا ہے اور کعبۂ گل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہؤا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

دلم با کعبہ شد قبلۂ حاجات | بقبلہ سجدۂ از بہر حق ذات
دو دل حاجی نگر دو باجایش | کہ دل با قبلہ قبلہ باجوایش

پس جاننا چاہیئے کہ طواف کعبۂ گل سے الہام ہوتا ہے اور طواف کعبۂ دل سے معرفت الٰہی تمام ہوتی ہے ؎

ور کعبۂ خدا نیست خدا لا مکان است | گر خواہی دریافت خدا زندہ بجان است

پس اے طالب! زندہ جان کونسی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہووے کہ یہ تاثیر تصورِ اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے سرپردہ چشم کھل جاتا ہے۔ اس وقت ایک دم اُس کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا۔ اور اس کا مقام فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ہوجاتا ہے۔ چونکہ ؎

محبت است کہ یک دم نمے نہد آرام وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

مقام سُکر کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ مقام سُکر اور مستی حق تعالےٰ سے دُوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہوشیاری سے خدائے تعالےٰ کی نزدیکی ملتی ہے اور قرب حضوری ہوتی ہے اور خاص الخاص ذکر اللہ سے پس سُکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سُکر اور مستی میں رہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کی آواز اس کے کان میں جاوے پس جو فقیر کہ اس حالت کے ساتھ مقام سُکر میں مست اور بیخود رہے یعنی کہ ہر وقت وہ تجلیات الٰہیہ میں مستغرق ہو، تو اُس پر نماز اور روزہ ساقط ہوجاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجذوب حضور ہوتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں مجنون اور فاترالعقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استغراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو۔ تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں۔ جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے +

احکام شریعت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو احکام شریعت بتلاتا ہوں یعنی کہ ہر ایک بندۂ مومن کو چاہئے کہ جب کوچۂ درویشی میں قدم رکھے تو پابندئ شریعت کے ساتھ رہے۔ اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے۔ اور صحبت علماء و فقرا کو اختیار کرے۔ پس جس امر کے واسطے شریعت کا حکم ہو۔ اس کو اختیار کرے اور جس سے شریعت منع کرے اس سے بیزار رہے۔ اور درمیان میں اُس کے کوئی حجت شیطانی اور نفسانی کو دخل نہ دے مثل شرک اور کفر اور فتنہ و فساد کے۔ جس طرح کہ حب نفاق اور کبر اور عجب در الفاظ ناشائستہ

وغیرہ مثل اس کے ۔

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ شریعت کونسی چیز کو حکم دیتی ہے، جس کی اطاعت تجھ پر فرض ہو۔ پس تجھ کو چاہیئے کہ تو دین رسول اللہ کو کلام اللہ اور حدیث اور فقر محمدی اور صبر اور شکر اور ترک اور توکل اور اطمینان اور رغنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مضبوط کر اور ثابت قدم ہو ۔

قول مصنف اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ طَالِبُ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ زَاھِدٍ وَّ حَافِظٍ وَّ عَابِدٍ یعنی علم کا طالب ہزار زاہدوں اور حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ ذکر اور فکر، طریقت اور حقیقت اور معرفت اور مشاہدہ نور اللہ اور مجلس محمد رسول اللہ تک پابندی شریعت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایک خطرات شیطانی سے دوسرا استدراج پریشانی سے۔ جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے ؎

ہر کہ باھو میرود عارف خدا ہر کہ بے ھو میرود آں سر ہوا
ہر کہ باھو ہست آں با راز شد لاتخف لاتحزن زحق آواز شد
نام باھو مادر باھو نہاد زانکہ باھو دائمی باھو نہاد
پردہ باھو راز وحدت را تمام عارفاں را ختم از ھو والسلام

بیانِ دعوتِ تکثیر و کیمیائے اکسیر

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو دعوت تکثیر اور کیمیائے اکسیر کی تعریف بتاتا ہوں۔ یعنی اکثر آدمی ہیں کہ جن کو ان دونوں مہموں کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایک دعوت تکثیر، دوسرے کیمیائے اکسیر کی۔ پس معلوم ہو کہ ان کا مطلب خلق کا تسخیر کرنا ہے۔ پس دعوت تکثیر والے کو چاہیئے۔ کہ پہلے مرشد کامل سے علم نقش دائرہ اور عدد حساب ستاروں اور برجوں اور موکلوں کے قید میں لانے کا طریقہ حاصل کرے۔ اور اسم اعظم کی زکوٰۃ دے۔ اور ترک جلالی و جمالی کا کرے۔ اور کیمیائے اکسیر کو طلب کرے۔ کیونکہ شروع میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے میں رجعت اور غم اور خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور

طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع اور دل حاضر ہو جاتا ہے اور حضور کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے اس کے بعد یہ برکت تصور تاثیر روشن ضمیر اور دعوت علم تکثیر اور علم کیمیائے اکسیر اور علم تفسیر اور علم معرفت میں صاحب نظیر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے ہیں اور فقیر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ امتحان ہوتا ہے اُس وقت حال کھلتا ہے ۔

ذکر چار قسم کے ہیں

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ ذکر چار قسم کے ہیں۔ اُن میں **اوّل ذکر** رسم کے موافق ہے جس میں دم کا باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ لپیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ کہ مردہ دل ہیں۔ وہ اللہ کے ذکر سے بے خبر رہتے ہیں اور تفکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دل کی زبان سے ہے پس اس ذکر میں طیر اور سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دنیا کی عزت اور ناموس کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذاکر نور معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے ۔

دُوسرا ذکر قلبی ہے جس میں نظر مرشد کی توجہ سے دل میں جنبش آتی ہے - اور قلب زندہ ہوتا ہے اور سلطان الاذکار ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور ماسوے اللہ کی طلب اُس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور اس طریق سے ذاکر خام الہام مذکور پر نہیں پہنچتا ہے۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے جیسا کہ دیگ کا جوش۔ لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے ۔

تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متحرک ہوتا ہے اور دن رات آنکھوں میں نیند سی رکھتا ہے اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا ہے۔ اسی طریقہ سے ذاکر پریشان اور مجنون ہو جاتا ہے اور مشاہدۂ وصال حقیقی سے محرُوم رہتا ہے ۔

چوتھا ذکر تصور اسم اللہ ہے جس سے مشاہدہ اور تجلیات مطلق حاصل ہوتی ہے۔ یہ مقام توحید کا ہے۔ جس میں الا اللہ کی آواز اُس کے وجود میں ہویدا ہوتی ہے اور اُس کی تاثیر سے ذاکر کا وجود پاک نُورٌ علیٰ نُور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا اور

بینا نور اور اُس کا دل نور اور اُس کی نظر نور اور اس کا وہم نور اور اس کا خیال نور اور اس کا کلام سراسر نور اور توجہ پُر نور ہو جاتی ہے۔ اور اسی طریقہ سے اس کا وجود کامل اور مکمل ہو جاتا ہے ؎

پس ہر ایک ایسا ذاکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلس قدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتا ہے۔ اور جب کہ وجود نور اور وجود جسد حضور اور جثہ ظاہر اور جثہ باطن ایک وجود ہو جاتا ہے اور چشم ظاہر اور چشم باطن ایک ہو جاتی ہے تو دونوں آنکھوں میں ایک ہی نور ہو جاتا ہے، اس کو مراتب باطنی کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری عزّ اسمہٗ ہے:۔

قولہ تعالیٰ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ؎

یعنی خداوند تعالےٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیگا ؎

صوفیان مراتب کو خلاصہ فقر محمدی فی امان اللہ کہتے ہیں۔ کہ جو منتہی اولیاء اللہ کا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے:۔

قولہ تعالیٰ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؎

یعنی اولیاء اللہ کو کچھ خوف و غم نہیں ہے ۔ ان کے ہمیشہ مدنظر اللہ ہے اور وہ ہر حقیقت سے خبردار ہیں

پس مرشد کامل اور مکمل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو پہلے روز بغیر رنج اور بغیر ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے وجود با وجود کو پُر انوار کر دے۔ اور حرص و حسد اور کبر و عُجب اور ریا کو اُس کے وجود سے دُور کر دے۔ اور جو مرشد کہ پہلے روز طالب مذکور کو نور حضور کے مقام میں نہ پہنچا دے۔ اُس کو مرشد نہ کہنا چاہئے ؎

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مرشد ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں ہے۔ اور دُنیا اور اہل دُنیا سے دل سرد رکھتا ہو۔ بلکہ تائب دُنیا ہو۔ اور ہر وقت اُس کو مجلس قدس محمدی میسّر ہوتی ہو۔ اور بعض کو تصوّر اسم اللہ سے وہ خزائن کہ جو زیر زمین ہیں، روشن اور واضح ہوں۔ بلکہ ظاہر ہو جائیں۔ اور وہ سوائے اللہ تعالےٰ کے حکم کے کسی چیز کو بنظر خریداری نہ دیکھے ؎

اور بعض کو تصوّر دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استغراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ

ہمیشہ لاکلام ہو۔ اور اسرار باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو ۔

اسم اللہ ذوق بخشد باوصال　　　بے زباں گوید سخن بس قیل و قال

اور بعضے تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں ہو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ اور حرم کعبہ اور پیش نظران کے تجلی شمسی اور قمری میدان ازل کی رہتی ہے۔ بلکہ عرصہ گاہ محشر اور عرصات ابد اور دروازہ بہشت کو مثل روضہ منورہ کے جس کے دروازہ پر بخط جلی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے دیکھتے ہیں۔ اور اس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی کلمہ طیب اور اسم اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا توفیق کے ساتھ قوی ہے کہ اسم اللہ اس کا رفیق ہے ۔

اسم اللہ رہبرست در ہر مقام　　　از اسم اللہ یافتند فقرش تمام

پس اے طالب! واضح ہو کہ فقر قرب اور وجد اور دیوانگی کے ساتھ اور مجنون کے ساتھ دوسرا ہے اور نظر مذکورہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشائے آسمان اور زمین اور طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی اور مصافحہ ہر دلی دینی اور چیز ہے اور نظر سے آتش اور گرمی جو ذکر اللہ سے پیدا ہو۔ اور طالب اللہ اس میں جلکر مرجا وے دیگر شے ہے۔ اور نظر رجوعات مخلوقات اور ترقی درجات اور دنیا کا عزو جاہ اور چیز ہے۔ پس اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احمق اور نادان اور مردہ دل کے روبرو کہ جو خدا سے غافل ہو ظاہر کرنا موجب نقصان کا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس کسی نے پہچانا اپنے پروردگار کو وہ ہمیشہ اپنی زبان کو گویائی سے بند رکھتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے وہ حق کہتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی عارف ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے۔ اور ناسوت کی قیل و قال سے لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور شنوائی عارفوں کو پسند خاطر نہیں ہوتی۔ بدیں وجہ کہ عارف سوزش عشق اور حرارت حیرت کے ساتھ رہتا ہے۔ جیساکہ حدیث میں ہے

اَللّٰھُمَّ زِدْنِی تَحَیُّرًا یعنی اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحیر کہ یہ حیرت حضوری سے ہے اور حیرت کا مقام بھی چند قسم پر ہے ؛

مقاماتِ حیرت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مقاماتِ حیرت کی سیر کراتا ہوں ۔ پس جاننا چاہیئے ۔ کہ حیرت کا مقام حرزِ جان ضروری ہے ۔ اور حیرت روح مغفوری ہے ۔ اور حیرت سرِّ مطلق حضوری ہے ۔ اور جذب وجد سروری ہے ۔ اور حیرت نفس کے واسطے لذت اور طلب دنیا اور عزت وجاہ کی مغروری ہے ۔ اور حیرت وصال اللہ اور مغز معرفت و حقیقت ہے پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف باللہ کا دل جب کہ ذکر کے ساتھ گویائی پکڑتا ہے ۔ تو گویائی مطلق سے زبان اُس کی مُردہ ہو جاتی ہے ۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ اور یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ ہو جاتا ہے ؛

پس عارف کی پانچ قسمیں ہیں ایک عارف عالم رب کا ہے ۔ **دوسرا** عارف زاہد جو رب کے واسطے عبادت کرے **تیسرا** عارف متقی کہ جو رب کے واسطے تقویٰ اختیار کرے ۔ **چوتھا** عارف ذاکر کہ جو رب کے واسطے ذکر کرے ۔ **پانچواں** عارف عابد کہ جو رب کے واسطے عبادت کرے ۔ تو اب یُوں سمجھنا چاہیئے ۔ کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ اللہ کے واسطے عبادت نہیں کی ۔ اور عالم نے علم پایا نہ اللہ کی معرفت ۔ اور زاہد نے بہشت پایا نہ خدا کی معرفت ۔ اور ذاکر نے ذکر سے سوختگی اور شوق پایا نہ معرفت ۔ اور مذکور نے قرب وصال پایا نہ معرفت حق ۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض سے ہے ۔ اور صاحب مشاہدہ ہمیشہ اسم اللہ کی ذات میں غرق رہتا ہے ۔ جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ ہے ؎

دو چشم پوش وجاں از جاں بدر کن ۔۔۔ بہ سیر سے لامکاں سیرے سفر کن
بچشم سرِّ حق معراج دیدہ ۔۔۔ چنیں مرد خدا با حق رسیدہ
دو چشم کور کے بیند صفائی ۔۔۔ دل از خطرات گرداند جدائی

پس اے طالب صادق! جب فقیر سا تھ معرفت حق دل کی آنکھ کھولتا ہے ۔ تو ہر وقت مشاہدہ دیدار کے ساتھ رہتا ہے ۔ اس وجہ سے کہ زندہ دل آدمی ہمیشہ بیدار ہوتا ہے

جیسا کہ حدیث میں وارد ہے تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ یعنی میری آنکھ سوتی ہے۔ اور میرا دل جاگتا ہے ٭

پس جاننا چاہئے کہ طالب مولےٰ کی طلب میں جان کے فدا کرنے کو ہر وقت طیار رہے۔ چونکہ مرشد کامل ایک دم میں معرفت پروردگار سے فیضیاب کر دیتا ہے۔ پس جو طالب صادق نہیں اور مرشد کامل نہیں ہے۔ وہ دونوں جہان میں ذلیل اور خوار رہتے ہیں اور معرفت پروردگار سے دور رہتے ہیں ٭

مقام ہمہ اوست

پس اے طالب صادق! جس طالب کا وجود باوجود ہوا وہوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ مقام ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ سے دل اس کا سربسجود رہتا ہے۔ چونکہ ؎

فرض وسنت واجب وہم مستحب		دل نماز دائمی از بہر رب

پس اے طالب! جو کوئی ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ تو باطن کے مسلک سلوک میں اُس کو فاضل اور فیض بخش معرفت الٰہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہ عرف کے ساتھ متعلق نہیں ہے۔ بلکہ عرفان حق کے ساتھ ہے۔ پس جس کسی کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اس کو اس مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس واسطے کہ راہ معرفت میں گفت وشنود نہیں ہے۔ اور نہ اس کا اس سے تعلق ہے۔ پس جس کسی پر خدائے تعالےٰ کی مہربانی ہوتی ہے۔ وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے ؎

مسئلے آنکہ باشد لازوالے		نہ آنجا ذکر وفکر نے وصالے
بود غرقش بوحدت عین آنی		فنا فی اللہ اسرار نہانی

یعنی تفرقہ کی مصیبت سے باہر ہو۔ اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ وُہ ہے ٭

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے غلط کہا۔ عارف باللہ ہونا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ عارف باللہ اور غوث اور قطب اور ابدال اور اخیار کے مرتبوں پر نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ ؎

نفس نتواں کشت با عقل و شعور | عارف از نفس بر آیت غرق نور
شہ رگ نزدیک شد رحمٰن مرا | چوں نہ دم نعرہ بہ فنسر یادم چرا
ایں بود تعلیم و تلقین از خدا | با دلیلش با نبیؐ حق رہنما
عاقبی گم شو در یں گمنام باش | از علائق دور شو آرام باش
عارف باللہ بجز مولےٰ مجو | ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو

پس اے طالب صادق! جو شخص کہ عارف باللہ ہو۔ وہ مراتب غوثیت اور قطبیت اور ابدال اور اوتاد اور اخیار کے مرتبوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مراتب مذکورہ بالا مولےٰ سے جدا ہے۔ اور غرق مع اللہ ہونا دلیل یکتائی ہے۔ اور ہر مرتبہ کمتر ہے بس مرتبہ مولےٰ ادنےٰ اور بہتر ہے ۔

اب میں اے طالب! تجھ کو بتلاتا ہوں کہ بہتر اور کمتر کون مراتب ہیں۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ جو عارف باللہ کے ساتھ مقید ہے وہ بہتر ہے اور جو رجوعات خلق کے ساتھ ہے۔ اور مریدوں اور کشف و کرامات کے طالبوں کے واسطے ہے، وہ کمتر ہے اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جُدا ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اور تعین استدراج پر ہوتا ہے کہ جو بدترین غلاظت ہے ۔

پس اے طالب! میں نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا ۔

چونکہ نفس امّارہ کو ذائقہ کی قوت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ہمیشہ اس میں مبتلا رہتا ہے۔ بلکہ نفس امّارہ کے واسطے پیشہ گناہ مطلق راہ ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر آدمی رات دن طاعت و عبادت میں رہتے ہیں۔ جیسے نماز اور روزہ بلکہ قائم اللیل اور صائم الدہر بھی بعض ہوتے ہیں، مگر نفس امّارہ اُن کا اس پر بھی گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ بلکہ گناہ کی طلب میں دن رات لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی خصلت گمراہ ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیق حق رفیق ہوتی ہے، وہ اس کو مغلوب کر لیتا ہے ۔

اور بعض آدمی علم فقہ اور مسائل اور ریاضت اور تقوےٰ اور تلاوت قرآن اور حدیث کے مطالعہ میں دن رات رہتے ہیں۔ ان کا بھی نفس امّارہ گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ چونکہ اُن کے دل میں دُنیا کی طلب اور نفس امّارہ کی خواہش ہوتی ہے اور شیطان اُن کے

ہمراہ ہوتا ہے ۔

اور اکثر آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور فکر و ذکر اور مراقبہ و محاسبہ اور مکاشفہ اور کشف القلوب اور کشف القبور میں رہتے ہیں۔ اور مراتب غوثیت اور قطبیت کا رکھتے ہیں جب بھی نفس امارہ ان کا گناہ سے باز نہیں آتا ہے اور ہمیشہ گناہ کی طلب میں رہتا ہے کیونکہ نفس امارہ کی نظر ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مارتا ہے۔ اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضوری اور قرب کا ملتا ہے اور تجلیات الٰہی پیدا ہوتی ہیں مثل شعلہ اسم اللہ کے ذات مطلق سے اس وقت عارف باللہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اس مقام پر نفس کو گریہ وزاری ہوتی ہے۔ اور گناہوں سے باز آتا ہے۔ اور قدرت الٰہی کا الہام بغیر کام و زبان کے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس نے نفس کو حکم ہوتا ہے۔ کہ اب تو مسلمان ہوا۔ پس اس وقت نفس مسلمان ہوتا ہے اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار ساتھ تصدیق قلب کے کرتا ہے۔ اور گناہوں سے باز آکر نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ اور راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دین محمدی کے ساتھ مراتب ولی اللہ میں منتہی ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقام معرفت الٰہی کی منتہی میں پہنچاتا ہے اور رب کو نفس مقام امتحان انتہائے الہام ربانی سے پہچانتا ہے۔ کیونکہ اس مقام میں معرفت نہیں رہتی ہے۔ اور نفس نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر نفس کے گرو نعمائے بہشت اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جائے تو اور اگر تمام دنیا کی زیب و زینت جمع کر دی جائے تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا ہے ۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو مرشد طالب کو پہلے روز میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ وہی مرشد لائق ہدایت کے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ وجود آدمی کا مثل گلستان کے ہے اور اس کے وجود میں خزانہ دل ہے اور اس گنج پر نفس مثل سیر طلسمات کے ہے۔ پس اس سیر طلسمات کو صاحب طلسمات ہی جان سکتا ہے اور اس کی آتش عشق میں جل سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم بھی مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ سے غافل نہ رہے۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور مرشد خاموشی ہے ۔

عارف باللہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب مَیں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ عارف باللہ کس کو کہتے ہیں پس معلوم ہووے کہ عارف باللہ کی صفت مثل مسکین کے ہے۔ اور مسکین اس کو کہتے ہیں کہ جو خاکسار ہو۔ اور اس کی ملک اُسی قدر خاک ہو کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو بھی کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب دیتے ہیں ٭

پس غریب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں غیرت اور غصہ اور غضب اور غرور اور دُنیا و آخرت کا غم سوائے ماسوئے اللہ کے اور کچھ نہ رہے۔ پس جو کوئی اِن صفتوں کے ساتھ موصوف ہو، وہ عارف باللہ اور معرفت مولےٰ کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ صوفیہ اُس کو خضر باطنی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ خضر علیہ السلام کی حیات بسبب پینے آبحیات کے ہے اور خضر باطن کی حیات آب حیات اسم اللہ اور محبّت ذات سے ہے پس اے طالب! جس نے یہ بادۂ توحید پی لیا وہ ولی اللہ ہو گیا۔ اور حدیث قدسی اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ کا مصداق ہو گیا۔ یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔ پس سوائے میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ اور مخلوق خضر یعنی اللہ کی طالب ہیں ہے۔ شعر

ہر یکے بگذار و بگذر زاں چہار ۔۔۔ وز دوئی بگذشت یکتا مرد کار

پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے۔ وہ وہم اور فہم میں نہ سماوے اور اس کی نہایت لانہایت ہو پس اس کو عارف مادر زاد کہتے ہیں۔ کہ جو مہد سے لحد تک اور ازل سے ابد تک عینہ بعینہ فنائے نفس اور بقائے رُوح کے ساتھ لباس فقر پہنے ہوئے ہے ٭

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ فقر اور شجاعت اور سخاوت اور مصلحت ہر ایسے آدمی کی کہ جس کا وجود کرم کے کرم اور حیا کے ساتھ باحیا ہو ٭

اب مَیں اے طالب! اس کی شرح کرتا ہوں کہ شرح عارف باللہ کی یہ ہے کہ آدمی نے طاعت کے سبب سے نفس کو پہچانا۔ اور نفس کی شناخت والا ہوا۔ مگر خدا کا عارف نہ ہوا ٭

اور نفس کی شناخت سے آدمی صاحب دِل ہوا۔ مگر عارف حق نہ ہوا ٭

اور دِل کی شناخت سے صاحب رُوح ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہُوا ٭

اور رُوح سے صاحب سِرّ ہوا، مگر خدا کا عارف نہ ہُوا ٭

جیساکہ حدیث قدسی میں ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ یعنی آدمی میرا بھید ہے اور مَیں اُس کا بھید ہوں ٭

پس یہ چاروں مقام تن اور طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کے مطابق اس مقام میں نفس کی شناخت اور تحقیق کی۔ اور جب نفس کو تحقیق کرلیا۔ تو نفس فانی ہوا۔ جیساکہ حدیث میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا پس تحقیق اُس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا ہے

خلق را طاعت بود از کسبِ تن　　　عارفاں را ترکِ تن طاعت بود

پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتہائے ناری ہے۔ اور طلب میں رجوعات خلق اور شہرت اور خواری ہے اور جب اشتہائے ناری اور غوغا اور خواری سے باہر ہوا۔ پس وہ مرتبہ ربوبیت معرفت الٰہی میں داخل ہوا۔ پس اس مقام میں عارف باللہ کا نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور دل اُس کا صاحب مشاہدہ ہوجاتا ہے ٭

شرح النفس

پس نفس کی شرح، دونوں جہان میں اس سے زیادہ بدبلا اور کمتر نہیں ہے۔ پس جس کسی نے خدا کو پہچانا، ہمیشہ وہ نفس کو ذلیل اور خوار رکھتا ہے۔ اور آپ کو خودی میں گم کرتا ہے۔ اور جس کسی کا نفس رفیق ہوا، وہ نفس میں اسیر ہُوا۔ اور ہوا و ہوس کے ساتھ مست ہوا ٭

پس صوفیہ اس نفس کو سرکش اور خود پسند کہتے ہیں اور مخلوق کے نزدیک آدمی کی صورت ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک مثل خوک اور خرس اور سگ دیوانہ اور بوزنہ کے ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے، پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے۔ پس شیطان سے صاحب نفس اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے پس طالب حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہلِ نفس سے دُور رہتا ہے پس اللہ نہیں

باقی ہوس +

ذکر پاس انفاس

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ نفس اُن فقیروں کا کہ جو ذکر اللہ اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اور اخلاص کی مثال یوں سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح کاغذ اور حروف اور سطور اور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقیروں کا دل حضوری میں ہو۔ اُن کا دفتر معرفت نور الٰہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائک نہیں لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں۔ اور دُنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے +

پس معلوم ہو کہ عارف معشوق اللہ کی مثل ہیں۔ بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ عشق اللہ کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں۔ اور اُن کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ اور حجاب نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ کا دل پُرنور ہوتا ہے اور عارف باللہ ہمیشہ حضوری حق میں رہتا ہے +

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ غلبات کے سبب سے شوق کی آگ ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے۔ اور عارفوں کا وجود ذکر اللہ اور اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارف لوگ ہر وقت اسم اللہ سے برانگیختہ رہتے ہیں۔ پس کسی آدمی کو قدرت نہیں کہ اسم اللہ پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم اللہ ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ مولٰے کی طلب میں طالب ہے +

طالب کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ طالب کس کو کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ طالب اس کو کہتے ہیں جو دونوں جہان کے مراتب کو طے کرلے اور مقام حق میں مستغرق ہو۔ اور جو طالب کہ معرفت الٰہی میں بصارت رکھتا ہو پس وہ طمع نہ رکھے اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے نفس اور شیطان اور دُنیا گویا ان تینوں کو آزمائش کے واسطے

پیدا کیا ہے۔ اور ہلیت اور قہر کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے ۔

نفس نیکو بد بود ہم ہادی و ہم یا ہوا ۔ نفسِ عارف نفس رہزن با خبر شو با ھوا

اور آدمی کو عزت اور بزرگی اور قرب اور نعمت خداوند تعالےٰ کے دیدار اور نعمائے بہشت اور قرب حضوری اور نوراللہ اور وصال اللہ کی تجلیات اور ولایت وہدایت اور فضل و عنایت کے مرتبے سب نفس کی برکت سے ملتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نفس نہ ہوتا۔ تو خدا تک کوئی نہ پہنچتا۔ اور حق تعالےٰ کی معرفت کسی کو نصیب نہ ہوتی ⁂

پس نفس مونس اللہ تعالےٰ کے نزدیک رہا۔ اور آزاد ہوا۔ اور نفس امّارہ معذّب اور دشمن اور خونخوار ہوا۔ اور نفس غوث اور نفس قطب اور نفسِ عارف باخدا ہوا اور نفس امّارہ کافر اور نفس فرعون ہوا۔ اور نفس شیطان باعث ہوا و ہوس کا ہوا ⁂

نفس کی خصلتیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو نفس کی خصلتیں بتاتا ہوں، یعنی نفس کی چار خصلتیں ہیں۔ جو چاروں نفسوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ پس جن کو کافروں اور منافقوں اور کاذبوں کے ساتھ دوستی ہو، اُس کا نفس امّارہ کفر کی عادت رکھتا ہے ⁂

اور جس کو مولےٰ کی طلب ہو اور ہمیشہ وہ طلب میں مبتلا رہے اور دُنیا کو ترک کرے تو اس کا نفس ضرور مومن ہے اور عارف باللہ ہے ⁂

اور جس کسی کو علم کی طلب اور اُس پر عمل اور تقوےٰ اور ریاضت میں ہمیشہ کوشاں ہو، اس کا نفس مسلمان ہے ⁂

اور جس کسی کو ہمیشہ خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجا میں ہے، پس اس کا نفس صدیق ہے ⁂

پس اے طالب! اگر نظرِ تحقیق سے دیکھا جائے تو نفس اگر نیک ہو تو دونوں جہان میں نفس کے برابر کوئی بزرگ اور بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بد ہو، تو دونوں جہان میں اُس سے بدتر اور کہتر کوئی نہیں ہے۔ اشعار

گنج را بیرنج از دل یافتم ۔ صد ہزاراں گنج در دل ساختم

وز ہزاراں چلّہ یک دم سوز بہ ۔ روز و شب سوزش بود لب بستہ بہ

عارفاں را تقوائے ز توفیق شد ۔ از فنائے معرفت تحقیق شد

عارفاں را تقوئے شد از صدق دیں تقوئے غوغا ظاہر خلق شد مبیں
دل بہ دریائے محیط است کبریا موج دم قطرہ است گو ئو بے بہا

پس اے طالب! عارف باللہ کی روح نور اور سِر نور اور اسرارِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ عارف باللہ ساتھ بقا باللہ کے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ یعنی اُس کے وجود میں ہوس نہیں رہتی ہے۔ بلکہ اُس کے وجود میں طلب طالب اور محبت مرید کی ہو جاتی ہے۔ پس یہ مراتب جو بیان کئے گئے عارفانِ حق کے ہیں مثل حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بایزید کے۔

اور اے طالب! تو نے ابھی تک یہ نہ جانا کہ تیرے وجود میں نفس یزید ہے۔ اور رُوح تیری بایزید ہے۔ پس جو کوئی یزید کا دوست ہے وہ بایزید کا دشمن ہے کیونکہ دُنیا والے مثل یزید لعین کے ہیں اور فقر محمدی والوں کی مثال بایزید سے ہے۔

پس اے طالب! اس راستہ میں مرشد کامل وہ ہے۔ کہ جو حق کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور سوائے طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدہ غرق مع اللہ مذکور حضور حق کے طریق لاسوئے اللہ کے اور کوئی ذکر نہ رکھتا ہو۔

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر این است ہمہ خلاصۂ فکر

پس اے طالب! یہ مذکور بے زبان ہے کہ جو حضورِ دل سے تعلق رکھتا ہے اس وجہ سے کہ کلام اور نطق سے یہاں پر ایک حرف زبان پر نہیں لاتا ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ پر عمل ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس کی جو اصل ہوتی ہے وہ اسی طرف رجوع کرتا ہے۔

حکایت۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر فروشوں کے محلہ میں جا کر رہا۔ اور ہر طرف سے اُس کے دماغ میں عطروں کی خوشبو پہنچی، جس کی وجہ سے اس کے ہوش جاتے رہے۔ اور وہ شخص بیہوش ہو گیا۔ اور یہاں تک اُس خوشبو نے اس کے دماغ میں سرایت کی، کہ اس کی حالت مثل سکرات کے ہو گئی۔ جب اہل محلہ نے یہ خبر سُنی۔ تو سب اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور عطر و گلاب اُس پر چھڑکنے لگے۔ اور کسی نے لخلخہ سونگھایا، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ اور بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں گذر ہوا۔ اور اُس حکیم سے اس شخص کی حالت بیان کی گئی۔ حکیم صاحب نے نبض کو دیکھ کر

یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بدبودار چیز سونگھاؤ۔ چنانچہ جب وہ غلاظت اور بدبودار چیز اُس کی ناک پر رکھدی، اُسی وقت وہ شخص ہوش میں آگیا۔ اور بالکل تندرست ہوگیا ✦

اس کے جواب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بدبودار چیز سے مراد گندگیٔ دُنیا ہے اور اس کی شرمندگی ہے۔ اور عطر سے مراد بندہ گئے موٹے ہے کہ جو مرد خدا کے ہیں وہ عطر فروشوں کے کوچہ میں رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوشبو سے سرمست رہتے ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ؎

نیم نظر فقیر بہ از کیمیا ٭ زاں نظر واصل شود عارفِ خدا

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجاب ظلمانی اور شیطانی مثل تار عنکبوت کے ہیں کہ جو دل کے آس پاس تنے ہوئے ہیں۔ اور ان وساوس و خطرات کی پیدائش آب منی سے ہے۔ جن کے سبب سے حضرت آدمؑ اور حواؑ میں جھگڑا بہشت میں ہوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کے سبب سے وہ دونوں بہشت سے علیحدہ کئے گئے۔ چونکہ ابلیس خبیث ہے۔ پس اُس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک درونی ہے ✦

اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں کہ دو لاکھ ستر ہزار زنار عُجب اور کبر اور حسد اور بغض اور نفاق اور قہر اور غضب اور حرص اور کفر اور شرک حجاب شیطانی کے پردے ہیں ✦

اب یُوں سمجھنا چاہیئے کہ حجاب شیطانی کے پردے اور کفر نفسانی کے زنار علم، اور فضیلت اور مسائل فقہ اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ اور نماز اور روزہ اور ریاضت اور تقوے اور وعظ اور حدیث اور وظائف وغیرہ سے نہیں علیحدہ ہو سکتے جب تک کہ تصور کامل اسم اللہ کا نہ ہو۔ اور توفیق رفیق مرشد کامل اکمل کی نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ اسم اللہ کا تصور کیا جائے اور باطن میں ذکر الا اللہ ہو ✦

صوفیہ کہتے ہیں کہ سوائے اس صورت کے اور کوئی صورت ان حجابات کے نکلنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصور دل کی آتش کو اس قدر روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجاب شیطانی اور زنار نفسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مرشد کامل فنافی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا وسیلہ نہ ہوگا۔ یہ مراتب ہرگز نکلے نہ ہونگے ✦

پس جو کوئی اِن مراتب پر پہنچے اور حجابِ شیطانی اور زنّارِ نفسانی کو نہ توڑے۔ پس وہ شخص مُسلمان اور درویش نہیں۔ اور جو سوائے اس کے دعوےٰ کرے کہ مَیں عارف باللہ ہوں اور پکّا اور سچا مُسلمان ہوں، وہ شخص کذّاب ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری عزّ و اسمہٗ ہے،

قولہ تعالیٰ۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔ یعنی جس کا سینہ کھولا اللہ نے اسلام پر یعنی مُسلمانی پر، سو وہ اُجالے میں ہیں اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے ان کو جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے، وہ پڑے پھرتے ہیں بہکے ہوئے۔ یعنی مردہ دل آدمی ذکرِ شیطانی کے باعث ہوتا ہے۔ اور زندہ دِل آدمی ذکرِ اللہ اور تصوّرِ اسم اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ سوائے حق کے دوسرے شخص سے بات کرنا اپنا نقصان جانتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنَ الشَّیْطَانِ الْجِنِّ یعنی آدمیوں کا شیطان زیادہ سخت ہے جنّوں کے شیطان سے ۔

آدابِ خاموشی

پس اے طالب! عارف باللہ کا ہر شخص یعنی شخص غیر سے ہم کلام نہ ہونا آدابِ خاموشی ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ جو عارف باللہ حق کی معرفت پر پہنچے اُس کا نشان یہ ہے کہ اُس کو سرود کی آواز بُری معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ خوش الحانی کے ساتھ ہو۔ لیکن اُس کو وہ آواز مکروہ معلوم ہو ۔

اس کے بعد حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ جاننا چاہیئے۔ کہ فقیر از راہِ حسد نہیں کہتا بلکہ بطورِ حساب کے کہتا ہے کہ علم کے معنی جاننا علمِ فقہ اور مسائل فرض اور واجب اور سنّت و مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا حلال و حرام اور مکروہات کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کا جاننا ہے ۔

علم کے کیا معنی ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ علم کے کیا معنی ہیں۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ علم کے معنی وہ ہیں کہ جو آداب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نگاہ رکھے۔ اور علم کے معنی وہ ہیں کہ آداب شریعت اور آداب علماء کو نگاہ رکھے۔ اور اِن سب کا تعلق اعمال ظاہر عبادت کے ساتھ ہے۔ جس طرح کہ ظاہر ایدن عبادت اور طاعت کے واسطے ہے اور نجات جس کا مقصود اصلی ہے۔ اور نجات کا مقصود اصلی معرفت مولےٰ اور حُبِ ذات ہے۔ جس طرح کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے حُبِ مولےٰ کے سبب سے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کہا یعنی اے رب دیکھ مجھ کو میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں۔ اُس ذات سے تجلّی ہوئی۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور کوہِ طور جل کر خاک ہو گیا ۔

اور اسی حب مولےٰ کی طلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں لگی ہوئی تھی۔ اور یہی حُبِ مولےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باعث معراج ہوئی تھی ۔

عالم مولےٰ کی طلب نہیں کرسکتا

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ عالم فاضل مولےٰ کی طلب نہیں کرسکتا۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی تمام عمر کو علم کے مطالعہ میں صرف کیا اور اُس کے بعد حضرت علم کے رُوبرُو التماس کی کہ اے کلام ربّانی مجھ کو معرفت مولےٰ اور تجلیاتِ الٰہیہ بطریق باطن تعلیم کر اور حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ پُر انوار سے مشرف فرما۔ تو علم کی طرف سے کوئی جواب باصواب نہیں ملتا۔ اس وجہ سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے۔ اور سوائے اِس کے کہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اَور ہے اَور علم حال اَور ہے پس مرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر ۔

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ علم وہ ہے۔ کہ اُس سے معلوم کے مقام پر پہنچے ۔

معلوم کیا ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معلوم کیا ہے۔ اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس معلوم ہو کہ علم جب کہ وجود میں داخل ہو۔ اس وقت وجود میں جہل اور شرک اور کفر اور عجب حجابات ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں ۔

اور علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس اس کا محکوم ہو جاوے ؎

آخریں بر نفس مرکب زیر بار | مے رساند معرفت با کردگار

اور علم فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۔ یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چاہو اس کی طرف وسیلہ ۔

اور اے طالب صادق! یہ جو اکثر آدمی کہتے ہیں۔ کہ قرآن اور فقہ اور مسائل کو وسیلہ گردانا چاہئے۔ وہ بھی حق کہتے ہیں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ کہ جو غیر مخلوق ہے۔ اور مرشد ہادی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں پس جن لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بمرتبہ ولایت اور ہدایت کے سلسلہ کو ابدالآباد تک جاری رکھتے ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ مرشد اہل ہدایت ہے۔ اور ذکر اللہ کے وسیلہ کو طلب کرنا فرض اور واجب اور سنت مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے :-

حدیث مَنْ لَمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ فَرْضَ الْوَقْتِ ۔ یعنی جو کوئی فرض دائمی کو ادا نہ کریگا خدا تعالےٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہ کریگا ۔

قولہ تعالیٰ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَائِمُوْنَ ۔ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم ہیں ۔

فرض ظاہر اور فرض باطن

پس اے طالب! اب میں تجھ کو فرض ظاہر اور فرض باطن سے آگاہ کرتا ہوں پس تجھ کو معلوم ہو کہ ایک فرض ظاہر ہے اور ایک باطن۔ پس دونوں متفق درجہ قبولیت کے

ہیں۔ ان میں سے ایک فرض وقتی ہے۔ اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کرینگے۔ اور ایک فرض عمری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اوپر ہے یعنی ایک بار کلمہ شہادت کا کہنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام ورد زبان کرنا اور تصدیق رسالت کرنا۔ پس اس کی گردن سے یہ فرض ساقط ہوا ؎

اور دوسرا فرض عمری یہ ہے کہ سن بلوغ کے بعد ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا بشرط استطاعت، پس یہ فرض بھی ساقط ہوا ؎

اور فرض وقتی سے مراد نماز پنجگانہ ادا کرنا ہے۔ اور فرض ماہی مراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض سالی سے مراد مال نصاب سے زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے۔ اور فرض فصلی سے مراد ہر فصل سے غلہ سے دسواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ہے پس اے طالب! یہ فرض ظاہر کے ہیں۔ جو بیان کئے گئے ؎

اب میں تجھ کو باطن کے فرض بتلاتا ہوں۔ کہ باطن کے فرض کتنے ہیں۔ پہلا فرض ذکر خفی ہے۔ پس ذکر خفی اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اس ذکر ظاہری کو ترک کرے۔ اور ذاکر کے ذکر کو زیادہ تر اُٹھاوے۔ اور سوتے جاگتے اُس سے غافل نہ ہو۔ اِس ذکر سے مراد ذکر پاس انفاس ہے۔ اور حدیث میں ہے:۔

حدیث قدسی جَعَلْنَا الشَّیْخَ الْکَامِلَ نَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَیْخَ النَّاقِصَ غَاسِلَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانِ ؎

یعنی ہم نے شیخ کامل کو انسان کے واسطے نفع پہنچانے والا بنایا جیسے کہ ہم نے نبی آخر الزمان کو بنایا۔ اور شیخ ناقص کو انسان کے واسطے نقصان پہنچانے والا بنایا جیسے کہ شیطان ؎

اسی واسطے کہا گیا ہے **شعر**

مرد مرشد میبرد در ہر مقام　　مرشدے نامرد طالب زد تمام

اور فرض دوسرا یہ ہے کہ حاجی بغیر حجاب کعبہ دل کے گرد جو ہمیشہ طواف کرے اور جواب باصواب پاوے۔ اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزی کے ساتھ نماز دائمی ادا کرتا ہو۔ نہ ہستی اور حرص کے ساتھ مشغول ہو۔ اور چوتھا فرض، روز حساب تک دنیا سے روزہ رکھنا ہے یعنی پابندیئے شریعت کے ساتھ گذر جائے۔ اور پانچواں فرض وجود کی زکوٰۃ کا دینا

ہے یعنی اپنے آپ کو فدیہ خدا کرے۔ اور اپنے حال کو اِلَّا اللّٰہ کی راہ میں ساتھ معرفت حق کے صرف کرے۔ اور اسرار الٰہیہ سے واقف ہو ❊

علما و فقرا کا فرق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء و فقرا کا فرق بتلاتا ہوں۔ کہ اُس شخص میں جس نے علما کی تعلیم سے علم حاصل کیا ہو۔ اور اس شخص میں جس نے فقرا کی تعلیم و تلقین سے علم معرفت سیکھا ہو! کیا فرق ہے؟ پس تجھ کو معلوم ہو کہ علما علم کے طالب ہوتے اور فقرا مولے کے طالب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

علم نہ علم است کہ بر ارباب جاہ — جادوست آں زپئے تسخیر شاہ
خواجہ بتکرار رسے زاں رود — تا شدش خوکہ بہ سلطاں رود

صوفیہ کے نزدیک علماء کے سر پر علم کا نام ہے اور علم کا جاننا یعنی اپنے مدعا کا جاننا نفس کے تابع کہا گیا ہے۔ یعنی طاعت حق میں نفس کو تابع کرنا محض معرفت الا اللہ سے ہے ❊

پس جس کسی نے علم کو اس کے سوا جانا وہ عالم باعمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو جاہل کہیں گے۔ اور فقیر کے سر پر اللہ کا نام ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ ماسوی اللہ کے گرد خط کھینچ اور ہستی و مرگ کے میدان میں آ ❊

پس اے طالب! جو علما کہ دانستن کے صیغہ میں ہیں وہ دانستن میں ہی رہتے ہیں۔ اور جو فقرا کہ طالب مولے ہیں، فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ بقا باللہ میں ذات ہو جاتے ہیں۔ جس طرح قطرہ دریا میں ملجاتا ہے ❊

پس اے طالب صادق! یہ فرق محض بزرگی اور وسیلہ کے سبب سے ہے۔ یعنی مرشد کامل صاحب معرفت مولے، حیات اور ممات میں وسیلہ نجات ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے :-

حدیث۔ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْحِبْرَ السَّمِیْنَ وَبَیْتَ اللَّحِمِیْنَ ❊

یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ دشمن رکھتا ہے۔ دانشمند فربہ کو کہ اس کے گھر میں ہمیشہ گوشت پکاویں نفس کی لذت کے واسطے ❊

جسم کے اقسام

پس اے طالب باب میں تجھ کو جسم کی تقسیم بتلاتا ہوں۔ صوفیہ کے نزدیک جسم دو قسم ہے۔ پس ایک وہ ہے کہ جو طاعت اور شغل اللہ کے ساتھ ضرب لاالٰہ اللہ میں مشغول ہو۔ اس جسم کو جسم نوری کہتے ہیں۔ اور دوسرا جسم وہ جسم ہے۔ کہ جس میں دنیا کی حرص میں مبتلا ہو۔ اور خواہش دنیا میں ذلیل اور خوار ہو۔ پس وہ جسم ناری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نور جنت اور ہے اور نار جہنم اور ہے ؎

تقسیم علم

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو علم کے اقسام بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیے کہ علم تین قسم ہے۔ ایک وہ کہ جس کا تعلق قیل و قال سے ہے اور جو کسب سے علماء کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کلام اللہ مغفور ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا بھی مغفور ہے اور جس طرح علم فقہ فرض اور واجب اور سنت و مستحب ہے۔ الٰہی مقام فقر اور معرفت رب کو جس کسی نے پایا پس علم فقہ سے پایا۔ اور در اصل علماء صاحب ادب اور صاحب فضیلت کا نام ہے ؎

دوسری قسم علم فیض کی ہے کہ جو شعراء کو حاصل ہے کہ وہ خال و خط اور مطرب و ساقی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصور خیالی معشوق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے۔ اور مردہ دل لوگ محض شعر کے سننے پر مرد ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کہا گیا ہے ؎

علم را تحقیق کردم از علم علم خاص از من خلق باسلم

یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہو گا۔ اسی قدر قرب اللہ تعالےٰ کی معرفت کی طرف لیجاتے گا ؎

اور تیسرا علم عارفان باللہ کا علم لدنی ہے۔ پس یہ عالم فضل اللہ کے ساتھ ہمیشہ مد نظر خدا کے رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جدا رہتے ہیں وہ خوار ہوتے ہیں ؎

فقہ کے تین حرف ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ فقہ کے تین حرف ہیں۔ تاکہ تجھ کو معلوم ہووے کہ تین حرفوں سے کیا مراد ہے یعنی ف، ق، ہ۔ پس ف کے حرف سے فضیحت مراد ہے اور ق کے حرف سے قباحت اور ہ کے حرف سے ہوائے نفس پرور مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہے۔

فقر کے بھی تین حرف ہیں

اب اے طالب صادق! میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ فقر کے بھی تین حرف ہیں یعنی ف، ق، ر۔ پس عالم فقہی حرف ف سے فنائے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کا تابع و فرمانبردار ہوتا ہے۔ اور سوائے عبادت کے جو سرمایۂ ایمان اور سعادت بالیقین ہے کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقوے کو ساتھ ارادت کے اختیار کرتا ہے۔ اور حرف ق سے عالم فقہی کا قوی دین ہونا اور دین کو مُلک دُنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مراد ہے۔ اور حرف ر سے عالم فقیہ کا ہونا ساتھ ہدایت اور وعظ و نصیحت کے مراد ہے یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہوا اس کو عالم باعمل کہہ سکتے ہیں۔ اور وہی شخص صاحب تقوے ہو سکتا ہے۔ کہ جس کی ذات مثل آبحیات کے ہوتی ہے۔ اور مخلوق خدا اس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے۔

اور اے طالب! پس جو کوئی ساغر معرفت کو نوش کرتا ہے وہ ابدالآباد تک نہیں مرتا ہے بلکہ زندۂ جاوید ہوتا ہے۔ اور یاد رہے کہ ذکر اللہ مثل باران رحمت کے سرایک زمین پر برستا ہے اور اس کے برسنے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اُس باران رحمت سے مستفیض ہوتا ہے۔ ولیکن کھاری زمین میں خار و خس پیدا ہوتے ہیں اور جو زمین خالص ہوتی ہے اس پر گلاب اور چنبیلی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف فرق اپنے اپنے ظرف کا ہے۔

اعتقاد من بس است پیر من خس است

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ" اعتقادِ من بس است و پیرِ من خس است"، اس کو یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ ہر ایک کام کے واسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ عام لوگوں کے واسطے جدا اور خاص لوگوں کے واسطے جدا ہوتا ہے۔ پس جب کہ میرا پیر منتہائے مقام معرفت میں حق ہے تو اعتقاد میرا بس ہے یعنی کافی ہے۔

شعرا کی قسمیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شعرا کی قسمیں بتاتا ہوں یعنی شعرا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو معرفت الٰہی اور نعت رسالت پناہی کو ہمیشہ کہتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت دارین جانتے ہیں۔ اور سوائے اس کے دوسروں کی مدح میں اپنے لب نہیں کھولتے ہیں۔ پس ایسے شعرا کے واسطے یہ حدیث ہے۔

حدیث۔ اِنَّ تَحْتَ الْعَرْشِ کَنُوْزٌ وَمِفْتَاحُهَا لِسَانُ الشُّعَرَاءِ۔ یعنی تحقیق عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے اور اس کی کنجی شاعروں کی زبان ہے۔

شرح تفکر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شرح تفکر بتلاتا ہوں، یعنی تفکر کے چار حرف ہیں ت، ف، ک، ر، پس ت کے حرف سے ترک ہوا ہے۔ اور ف کے حرف سے فنائے نفس ہے۔ اور ک کے حرف سے کرامت روح ہے۔ اور حرف ر سے رازِ حق مراد ہے۔ جس میں یہ حرف نہ ہوں وہ تفکر سے خالی ہے۔ اب میں تجھ کو اس کا نشان بتلاتا ہوں کہ جو دونوں جہان سے مبرا ہے۔

اسی وجہ سے فقیر کا اصل خطاب قتال ہے کہ وہ اپنے نفس کو قتل کرتا ہے۔ اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں طالبوں کے حالات سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لائق ارشاد کے ہیں۔ اور مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد

ساتھ ان صفتوں کے موصوف ہوتا ہے جس کی مثال آفتاب سے ہے کہ اس سے تمام عالم فیض پاتا ہے اور آفتاب اپنے آپ کو سب جگہ پہ موجود رکھتا ہے اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض پہنچانے والا تمام عالم کا ہے ۔

کتاب محک الفقر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو اپنی کتاب محک الفقر کی کیفیت بتلاتا ہوں کہ یہ کیا کتاب ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ یہ وہ کتاب ہے کہ کسی کی قدرت ہے۔ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ یعنی یہ کتاب تذکرۃ الاولیا ہے۔ یعنی یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک وحدانیت کی راہ ہے۔ پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ اور یہ کتاب نزھت الارواح ہے یعنی دانا اور خبردار راہ۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعے سے انسان کبر و ھوا سے محفوظ رہتا ہے ۔

پس اے طالب صادق! جب کہ خدا تیرے ساتھ ہے تو تو کسی دوسرے سے خوف نہ کر اور کسی سے امید مت کر یعنی جو کوئی خدا کو اپنے ساتھ جانتا ہے پھر وہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتا

پس جس کسی دوسرے کو جانا اور پہچانا تو وہ خدا سے بیگانہ ہوا پس مرد وہی ہے کہ خدا کو یکتا اور یگانہ اور حاضر و غائب یکساں جانے جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے جان و مال تک کو دریغ نہیں کرتا۔ بلکہ ہر دم اپنے آپ کو فدائے مرشد قرار دیتا ہے اور ہر دم مرشد کا جلوہ پیش نظر رکھتا ہے۔ آخر کو فنافی الشیخ ہو کر خود شان مرشد بن جاتا ہے اور پھر اُس شان میں فنا ہو کر مقام فنا فی الرسول حاصل کرتا ہے۔ اور آخر کو فنافی اللہ ہو جاتا ہے ۔

پس اے طالب! مرشد کامل وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظر کامل سے معرفت تک پہنچائے۔ اس کے بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں۔ تو دونوں خام خیال ہیں ؎

از وصال مست باشد لازوال ابتدائے مست باشد بے وصال

پس جاننا چاہیئے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ ہمیشہ معرفت کے دریا میں غرق رہتا ہے اور خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے اور ایسا مرشد کہ جو آدمی کے وجود میں داخل ہو اور اُس سے باہر آئے، پس ایسا مرشد مُردہ دل طالب بنایا ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا فاضل ہو۔ صوفیہ ایسے مرشد کو شیطان کہتے ہیں۔ یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اس کے دل پر انگشت شہادت اسم اللہ لکھدے اور توجہ باطنی سے طالب میں ایسی آگ پھُونک دے کہ ظاہر میں اس میں بخار سا معلوم ہو۔ اور اس کے تمام جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے قلب میں خود بخود ذکر اللہ پیدا ہو جاوے۔ یہاں تک کہ وہ جاں بلب ہو جائے۔ بلکہ وہ طالب اُس وقت یہ کہنے لگے کہ یا مرشد مجھے اندرونی آگ جلائے دیتی ہے۔ اس کے بعد مرشد کامل کو چاہیئے۔ کہ توجہ کے ساتھ دوسرے مرتبہ میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اُس کے قلب کو پارہ پارہ کر ڈالے۔ اور قلب کے کھولنے میں روشنضمیری سے کام لے۔ جس وقت طالب کے دل کی آنکھ کھُل جائے۔ اس وقت وہ طالب روشنضمیر اور صاحب معرفت اور صاحب جمعیت خاطر ہو جائیگا اور سر سے قدم تک طالب اللہ پرنور ہو جائیگا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگیگا +

پس اے طالب صادق! ایسے طالب کے وجود میں شیطان نہیں داخل ہو سکتا ہے اور وہ طالب نفس اور شیطان کی خرابی سے امان میں ہو جاتا ہے +

پس اے طالب! یہ مراتب جو میں نے بیان کئے ہیں سو یہ مراتب طالب مع اللہ بااخلاص کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ باطنی سے اس طریقہ کے ساتھ ایک ساعت میں مقامِ وصال میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے بعد ظاہر میں طالب کے ساتھ ہم سخن ہوتا ہے اور اس کا آداب ظاہری اور قیل وقال شریعت محمدی کے موافق ہوتا ہے۔ پس اے طالب! جو مرشد ان صفات سے موصوف نہ ہو اس کو مرشد نہیں کہ سکتے ہیں +

عالم باعمل کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو عالم باعمل کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ عالم باعمل وہ ہے کہ اوّل سے آخر تک جو قید علم کے ساتھ ہو اور اس کا اُس پر عمل ہو۔

اور علمِ مناظرہ اور ہر طامعہ سے علیحدہ ہو ؞

پس ابتداءِ علم کی الف سے ہے اور یاء سے کہ جو تمام برکت اور عظمت کی انتہا ہے۔ اور انتہائے علم ی اور ی سے یگانہ ہونا مراد ہے کہ جو معرفت مولےٰ کے ساتھ ہو۔ ان علماء کی شان اعلےٰ اور اولےٰ ہے ؞

فقیر کامل

پس اے طالب! فقیر کامل وہ ہے کہ جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو بلکہ دُنیا و آخرت میں اللہ کو بس اور ماسوائے اللہ کو ہوس سمجھے ؎

مست راہشا نگر داند وصال
مست مطلق وہم باشد و خیال

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اے خام! وہم اور خیال کو ترک کر اور معرفت اور وصال کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ پروردگارِ عالم کے دیدار پُر انوار کے لائق ہو ؎

طالباں را با طلب مطلوبِ خویش
ہر طالب آئینہ بنمود پیش
زنگ و روئے خویش بیں در آئینہ
رو نما آئینہ طلب در آئینہ

طلبِ مولےٰ

پس اے طالب! مولےٰ کی طلب بہت مشکل امر ہے اور نفس کی مخالفت ایسی ہے جیسے کہ سر کو پتھر مارنا۔ پس نفس کے ساتھ جنگ مشکل ہے ؎

حربہ جنگی احت است از بہر تن
نفس تو ئی نفس خود را خود بزن
کے تواند کشت نفسِ خویش را
خویش کشتن ابتدا درویش را
ایں نہ درویش اند با خود خود پسند
بلکہ آں باشند کہ در عالم بزند
بہر لقمہ نان ہر دم انتظار
ایں چنیں درویش بسیار اند خوار
با دلِ ریشیدہ درویشے کجا
رسوا کر دند نفس را بہر از خدا
بے نیاز گنج در رنج و ذائقہ
ذائقہ لذت دہد یا فائقہ
با فضل با رحمت درویش کو
ہر کہ باشد غیرِ حق از دل بشو
رو سیاہی بہتر آں درویش را
بہر لقمہ ناں دو اند خویش را

بہر درویشاں خلق قائم مقام　　　ایں مظلوم اند لائق وہ طعام

صفت درویشی

پس اے طالب صادق! صفت درویشی کی اب میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ قرآن شریف میں جو آیت صفت درویشی کی بابت ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا یعنی کھانا کھلاتے ہیں اپنی حب کے موافق مسکین اور یتیم اور اسیر کو ❖

دنیا کی زندگی مثال مقام سجین ہے اور معرفت الٰہی کی مثال مقام علیین ہے

پس اے طالب! جان کہ جب اولیاء اللہ کے دل میں حب مولٰے جاگزین ہو جاتی ہے اور غلبات سکر اور معرفت الٰہی کے سبب سے ہر دم موت کی اُس کو تلاش ہوتی ہے۔ تو دُنیا کی زندگی نظر میں مقام سجین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفت الٰہی اُس کو مقام علیین کا لطف دیتی ہے ❖

پس اے طالب! جس کسی کو مرنے کے بعد مقام علیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور اولیاء اللہ کی صحبت میسّر ہوتی ہے۔ تو اُس کو دُنیا کی زندگی خراب معلوم ہوتی ہے اور عالم ناسوت کی طرف اُس کی رُوح متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ چونکہ دُنیا کی زندگی جب اُس کی نظر میں سجین سے زیادہ سخت ہے۔ تو علیین کی زندگی تو اُس کو بدرجہ اولٰے اچھی اور بہتر ہوگی۔ اور صوفیہ کہتے ہیں کہ بعض عشاقوں کو بجز دیدار کے کوئی مقام اچھا نہیں معلوم ہوتا خواہ علیین ہو یا سجین ہو ❖

اولیاء اللہ کی قبر

پس اے طالب! اس طریقہ مذکورہ سے اولیاء اللہ کو قبر میں مُردہ مت سمجھ۔ کیونکہ قبر ان کے واسطے سونے کی جگہ ہے جیسے نوم العروس ہے یعنی قیامت تک ایک لحظہ اُن کو مثل خواب کے ہے۔ پس جس کسی کا وجود بذکر اللہ خاک کے نیچے سوتا ہو تو اُس کی قبر کی آراستگی اور نقش و نگار قبر کی کیا حاجت ہو ❖

اور اگر اولیاء اللہ کو موت میں زندگی اور موت مثل خواب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا لطف نہ ہوتا۔ تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے۔ اسی واسطے زندگی میں مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا کے مصداق ہو جاتے ہیں ؎

دُنیا داروں کی قبر

اور اے طالب! دُنیا والوں کی موت ایسی ہوتی ہے، جیسے کُتّے، بِلّی مرجاتے ہیں اور ان کو کسی گڑھا میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ عذابِ الٰہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ گو اُن کی قبروں پر نقش و نگار ہوں۔ مگر وہ نقش و نگار اُن کو کچھ فائدہ نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی وجہ سے وہ اَور معذب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے قبروں کے پختہ ہونے کو منع فرمایا ہے۔ بلکہ خام قبر کی فضیلت بتلائی ہے کہ شاید اس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے یا کسی اولیاء کا قدم اس پر پڑ جائے۔ جس کے سبب سے اس سے تخفیف عذاب ہو جائے اور مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ ہے ؎

آں روز یاد کن کہ بیارے تو کس نباشد — جز عمل و ایمان او دیگر بکس نباشد

باھو بکس نباشد بیکبار گفتن اللہ — اللہ کہ بس تراشد خطے بخش مع اللہ

مولیٰ کے حروف کے معنی

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مولیٰ کے حروف کے معنی بتلاتا ہوں یعنی مولیٰ میں چار حرف ہیں م، و، ل، ی، پس مولیٰ کا طالب وہ ہو سکتا ہے کہ جو چار چیزوں کو اختیار کرے۔ یعنی م سے موت کو اختیار کرے یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا اور بار بار موت کو یاد کیا وہ زندہ جاوید ہو۔ اور حرف و سے واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشہ خلوت اختیار کرتا ہے۔ اور حرف ل سے دُنیا پر لعنت کرتا ہے۔ اور حرف ی سے یگانہ خدا سے ہوتا ہے ؎

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ طالب مولیٰ ہے اور یہ امر بھی جان لے کہ مولیٰ کا راستہ اور فقر محمدی کا طریقہ علم سے نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ علم ایک نقطہ ہے جیسا کہ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ کہا گیا ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم

بیان کر چکے ہیں یعنی جس نے حرف عین سے علین نہ جانا اور مقام عینیت کو نہ پہچانا وہ شخص اندھا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ؎

ہر کہ اینجا ندید محروم است   در قیامت ز لذت دیدار

اور حرف ل سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لا یحتاج نہ ہونا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ جاننا۔ اور م سے اپنے آپ کو مردار دنیا سے علیحدہ نہ کرنا اور نفس کا مبتلا ہونا ہے +

فقرا کہتے ہیں کہ جو کوئی حضرت علم کے فرمودہ کو بجا نہ لاوے وہ حرف عین سے عاق اور حرف ل سے لادین یعنی بیدین ہے اور بیدین اُس کو کہتے ہیں کہ جو رشوت خوار اور سود خوار ہو۔ جس کے سبب دنیا میں ذلت اور عاقبت میں خواری ہو۔ اور حرف م سے مردود فی النفس ہو ؎

علم از عین است عیش عین بداں   نے ہزاراں علم از قراں بخواں

جیسا کہ سورہ علق سے اشارہ ہے کہ نور محمدی نور حق سے پیدا ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ علق کی سب سے اول تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اور اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے بے کام اور بے زبان کے تعلیم فرمایا۔ اور اس کے بعد غار حرا میں وحی کا نزول ہوا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالےٰ نے اپنے علم اور کلام اور اسرار معرفت سے آگاہ فرمایا۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سے ممتاز فرمایا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ کی تعلیم فرمائی +

صوفیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالےٰ نے سورہ اقراء کو تعلیم فرمایا۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کھل گئے اور مقام قاب قوسین اور سدرۃ المنتہےٰ آپ کی نظر سے گذرا، اور خدائے تعالےٰ سے آپ بے حجاب ہوئے۔ اور اب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے کوئی سورہ اقراء کو پڑھے تو وہ اسم اللہ اور ذکر اللہ اور معرفت اِلَّا اللّٰہ میں پہنچ سکتا ہے مگر پڑھانے والا کامل بلکہ مکمل ہو۔ اور ہمیشہ حضور علیہ السلام کی صحبت کا جلیس ہو۔ نادوشنا کا یہ کام نہیں ہے۔ کہ طوطے کی طرح سے پڑھا دے

پس اے طالب! جاننا چاہئے کہ تمام قرآن سورۂ اقرأ میں ہے۔ چونکہ تمام قرآن اقرأ میں ہے اور اقرأ نص ہے پس جو کوئی سورہ اقرأ کے خلاف کرے وہ شیطان ہے ۔

اس وجہ سے کہ قرآن بسم اللہ کی بے سے شروع ہے اور والناس کے س پر ختم ہوتا ہے پس یہ دو قولانے سے بس ہوتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہوئے کہ قرآن دو جہان کے واسطے بس ہے۔ باقی باللہ بس اور ماسوئے اللہ ہوس ہے

قرآن کی صفت

اے طالب صادق! بحر قرآن کی گہرائی کی ابتداء ب سے ہے۔ اس قرآن کی ابتدا کے دریا میں اسم اعظم مثل موتی کے ہے۔ پس جو عالم اور فاضل صاحب تحصیل کہ قرآن کے دریا میں غوطہ زن نہ ہو۔ اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہ پاوے اور قرآن کے انتہا سے معرفت الہٰی کے سر یعنی س سے صاحب اسرار اور عالم فاضل نہ ہو۔ اس کو عالم اور فاضل کس طور سے کہہ سکتے ہیں ؎

از پیمبر باھُو را تلقین شدہ ۔۔۔ با ہدایت راز رحمت دین شدہ
شد اجازت باھُو را از مصطفٰے ۔۔۔ خلق را تلقین بکن بہر خدا
چوں یتیم طالباں را ز طلب ۔۔۔ طالب دُنیا بود از اہل طلب
کم کسے طالب زبہر راز رب ۔۔۔ ذکر و فکر و غرق وحدت با ادب
ہر کہ طالب ھُو بہ یاھُو یار شد ۔۔۔ رفت حجب لائق دیدار شد
ہر کہ طالب ھُو زِ باھُو بر سید ۔۔۔ ماسوائے اللہ غیر را ہرگز ندید
ہر کہ طالب ھُو بہ ھُو بہ بیں ۔۔۔ از تصور ھُو شود حق الیقین
ہر کرا باھُو طلب اللہ کند ۔۔۔ در مقام غرق فی اللہ جاں دہد

مقام معرفت

اے طالب صادق! جان کہ معرفت اور فقر کی ابتدا ذکر اور فکر اور مراقبہ اور مکاشفہ اور منزل اور مقامات اور کشف اور کرامات اگرچہ تجلیات نور کے لئے خون جگر کا پینا بہت دشوار ہے۔ مگر معرفت پر ابتدا نہ کی جیسا کہ قبض اور بسط

اور سکر اور صحو ہمیشہ خون کھانا عشق کی آگ میں جلنا۔ مولیٰ کی محبت کی آگ میں مبتلا ہونا واسطے طلب دیدار کے مشتاق اور پریشاں رہنا۔ اور دن رات انتظار کرنا۔ آخرت کے وعدہ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اس پر وارنا۔ یہ سب معرفت الہٰی اور فقر کی ابتدا ہے۔ اور انتہا فقر کی یہ ہے کہ مشاہدہ ربوبیت کا اللہ کے نور کے غرق سے ان انوار سے کرے کہ ان سے ذوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہوتا ہے۔

فقر را در یاب بایک دم قدم ابتدا و انتہا فقرش ختم

اے عزیز جان کہ اللہ تعالےٰ غیب ہے اور ایسے ہی اس کی معرفت آدمی کے وجود میں غیب ہے۔ اور ذکر خفیہ بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کا انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس کسی کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب وجود باطن میں ظاہر ہو۔ خدائے تعالےٰ کی بخشش اور فضل سمجھنا چاہیئے۔ اور جو اس پر نہ اعتبار لائے کافر ہے اللہ تعالےٰ کا قول ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت روز ازل سے ہے۔ نہ علم کے پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ کا فضل ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا نتیجہ اللہ ہے اللہ بس اور ماسوئے اللہ ہوس ہے۔

علم با عمل است بشنو ہوشمند نیست بر تو کتب خواندن فرض چند
زاں علم عالم شوی صاحب شعور علم یک حرف است روشن ہم چو نور
نظر مولےٰ سے برد با مصطفےٰ واقف اسرار گردد از الٰہ
ختم گردد علم و علم ہر مقام ایں چنیں تحصیل عارف شد تمام
رفت عمرش در مطالعہ با قلم معرفت حاصل نشد افسوس ہم

اے طالب حق! بے معرفت کا علم شیطان ہے اور جو کہ مولےٰ کی طلب نہ کرے حیوان ہے ان اوقات پر لعنت ہے کہ بلا مشغولی ذات اسم اللہ کے غفلت میں گذرے۔

در تفکر طیر و سیر و ہر مقام ہر کہ اندر تفکر مرد خام

منتہی کا تفکر پہنچنا ہے بہت مشکل ہے۔ تفکر کی راہ میں مرشد کامل اور فقیر دستگیر کامل چاہیئے
اور نیز شرح تفکر کی یہ ہے کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر اور فکر
کے ساتھ تفکر بخشا اور صاحب تصور اور تفکر آپ سے بیخود ہوا۔ اور مراقبہ میں کہ مثل خواب
کے ہے، دونوں جہان کی زینت یعنی دنیا اور عقبےٰ کی صاحب تفکر کے آگے لائی گئی اور
صاحب تفکر اللہ کا اشتغال اور اسم اللہ کا اور نور اللہ کا دونوں جہان سے بہتر جانتا ہے
اور اس کے مقابلہ میں دونوں جہان کو بہت چھوٹے سمجھتا ہے۔ تو نور خبیر مطلق آدمی مخلوق
کو ایسا اپنی طرف کھینچتا ہے کہ غیر کی طرف سوائے اللہ کے جانے نہیں دیتا۔ اُس کا اختیار
حق الحق کے مختار کے ساتھ آمنّا و صدقنا پکارتا ہے۔ اور جو کوئی منکر ہووے وحدت باقی
سے مشرک ہوتا ہے اور تفکر نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ اور تفکر صورت کا سردار ہے
جیسا کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے نور اللہ سے۔ اور اولیاء اللہ کو بعد مرنے کے وہ
صورت جسم سے نکلتی ہے بلکہ اپنے جنازہ کو اپنے اہل جنازہ کے ساتھ بلاتی ہے اور
سوائے عارفان اللہ اور اولیاء اللہ کے اُس صورت کو کوئی نہیں جانتا ہے اور ایمان
کی صورت جس کسی کی روح پاک کے ساتھ ہے۔ اُس کو حساب لینے والے سے کیا ڈر ہے
جیسا کہ قول اللہ تعالےٰ کا اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنی
خبردار ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ پر نہ خوف ہے اُن پر نہ وہ غم میں رہینگے + اور حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت سر تفکر ہمیشہ معراج میں حضور میں صورت
شجرۃ النور مغفور کی کہ خلق اللہ کے ساتھ مشہور تھی +

اے طالب صادق! عجیب بر عجیب مت بیجا کہ یہ راہ محمدی ہے۔ جو شک لاتا ہے۔
کافر ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ اور جو کوئی ایمان اور صورت نور اللہ پر ایمان اعتبار
کے ساتھ نہ رکھے، شاید کہ اپنا ایمان برباد کر دیتا ہے، منافق اور بے ایمان ہے +

شرح تفکر

اور نیز شرح تفکر یہ ہے کہ جب صاحب تفکر منتہی غرق فنا فی اللہ ہمیشگی کی سلامتی
کے ساتھ متوجہ اللہ کے ساتھ ہے، اُس صاحب تفکر کی برکت سے دونوں جہان سلامت
رہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک روز حضرت بی بی رابعہ نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ

اور ایک ہاتھ میں آگ بھی تھی۔ آدمیوں نے کہا اے رابعہ یہ کیا حال ہے۔ حضرت بی بی رابعہ نے فرمایا کہ آگ سے بہشت جلا دونگی اور پانی سے دوزخ بجھا دونگی۔ اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کو اپنی اپنی طرف لیجاتے ہیں۔ اور کوئی مولےٰ کی طلب نہیں کرتا پس مراتب تفکر اور طلب مولےٰ کے یہ ہیں ۔

حدیث میں ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ یعنی ایک پل بھر کے برابر فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے ۔

اے طالب! جان کہ تفکر تین قسم کا ہے (۱) تفکر مبتدی (۲) تفکر متوسط (۳) تفکر منتہی ۔

پس تفکر مبتدی کا ایک سال کی عبادت ہے کہ اس ذکر فکر کی ابتدا سے صاحبِ تفکر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی زندگی سے اُمید قطع کر دیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر رات دن مسافر جانتا ہے ؎

خاصہ خلوت خانہ باشد قبور — از جدائی خلق باخالق حضور
عارفاں را قبر از حق شد خبر — شد وجودی ذکر عارف سر بسر

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اس سبب سے بے خبر ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو موت نہیں ہے بلکہ مولےٰ کے ساتھ حیات اور ہمیشہ اللہ کی ذات کے ساتھ اُس کے نور میں ڈوبا رہتا ہے۔ پس جس کسی کو کہ زندگی اللہ کے نام سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے اور اللہ کی ذات میں فنا ہے وہ رات دن ڈرتا ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ جو زیادہ عارف ہے وہ زیادہ عاجز ہے۔ اس واسطے کہ کبھی خوف اور کبھی رجا شے غیر سے غیرت دوام خدا کے ساتھ حیرت اور یہ حیرت اُن کے حق کی حضوری سے ہے ؎

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز
حیرت مرحق بردا شے جاں عزیز

دوسرا متوسط کا فکر کہ ذکر سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس کو سیر ستر مشاہدہ نور اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں اور ذکر بہ صفت سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے اور بعد اس کے ذکر سلطانی مُنہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین اور سلطان الواصلین

اور سلطان الصابرین اور سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کا کیا نشان ہے کہ ذکر سلطانی مطلق عین العنانی ہے بلکہ قدرت اور سرِ سبحانی ہے کہ سلطان الذاکرین خطرات شیطانی اور اوہام نفسانی سے فارغ ہے۔ اور یہ ذکر روح سے تعلق رکھتا ہے اور صاحب ذکر روح کو سختی اور رنج اور بلا ایسی خوش معلوم ہوتی ہے اور خوش وقت ہوتی ہے جیسا کہ بچوں کو شیرینی اور حلوہ کھانا۔ اس کو دل قوی کہتے ہیں۔ اور دل بھی تین قسم کا ہے۔

اول دل محبان مثل پہاڑ کے ہے کہ نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے ۔

دوم دلِ صدیقان مثل درخت کے ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے ۔ اور شوق کی زمین سے جدا نہیں ہوتی ہے ۔

سوم دلِ عاشقان مثل درخت کے پتوں کے ہے کہ عشق کی گرمی اور حرارت کی باد خزاں جب چلتی ہے کبھی برہنہ اور کبھی ڈھکا ہوا ۔

چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام۔ دل جاگتا ہے ذکر اشتغال اللہ کے ساتھ اور دل مردہ کفر میں ہے زنار دار۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ اور استغفار پڑھنا چاہئے اور صاحب معرفت کو چاہئے ۔ کہ معرفت کی آنکھ دوسری ہو کہ اس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جدا ہو کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ اسرار رکھتی ہے ۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے ۔ لیکن بواسطہ عام آدمیوں کی دلداری ہے ۔ کیونکہ عارف جو کچھ دیکھتے ہیں نور الٰہی سے دیکھتے ہیں نہ مخلوقات سے گمراہی کے حسن سے ۔ اے صاحب علم معرفت الٰہی کی طلب کر کہ کن تجھ کو مقام فیکون پر لیجاوے اور یہ پیشہ اور فکر اندیشہ ذکر سلطانی سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور ذکر سلطانی اس کو کہتے ہیں ۔ کہ تمام وجود کو اللہ کے ذکر کے ساتھ سیراب کرے ۔ گمراہی اور گناہ کو وجود میں راہ نہ دے ۔

اور ذکر سلطانی چار ذکر کا مجموعہ ہے ۔ زبان اور قلب اور روح اور سر اور ذکر سلطانی کے تفکر میں ایک ساعت کی عبادت ستر برس سے بہتر سے بہتر ہے ۔ اگرچہ ہر تفکر میں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی حیرت کے ساتھ اور کبھی جذب جلالی اور کبھی وجد جمالی کے ساتھ رہتا ہے ۔

اے صاحب مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو کہ اس مقام میں شرک اور کفر اور استدراک کے غلبوں سے اور سکر بہت ہے ۔ اور بعض آتا ہے مثل شیطان کے راندہ

درگاہ ہو گئے ہیں اور اثبات قدم کی راہ کے لازمے یہ ہیں کہ ہمیشہ نظر اسم اللہ پر کہ حق الیقین پر ہی رہے ۔

تیسرا منتہی کی فکر۔ اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکر ازل اور فکر ابد اور فکر دنیا اور فکر عقبےٰ سے خالی ہو جاوے اور جو فقیر کہ چہار ذکر جیسا کہ ذکر زبانی عادت اور ذکر دل بارادت اور ذکر روح عبادت اور ذکر سر سعادت۔ اور چہار دم، جیساکہ دم ناسوت اور جبروت اور دم ملکوت اور دم لاہوت۔ اور چار نفس جیساکہ نفس امارہ اور نفس لوامہ اور نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ۔ اور چار مقام، جیساکہ مقام شریعت اور مقام طریقت اور مقام حقیقت اور مقام معرفت سے کسی کو طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے اور منہ اللہ کے نور میں غرق نہ کرے۔ اور فنا فی اللہ میں نور فنا فی فناء اور بقاء فی بقاء مغفور فی مغفور اور مرتبوں قرب وصال حضور سے عین بعین نہ ہو اس کو فقیر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ابھی تو ہم اور منی کی آتی ہے ۔

مار ا با دمنی جدا مانده   من و تو رفته و خدا مانده

جیساکہ حدیث نَفْسُكَ عَدُوٌّ فِي بَيْتِكَ ہے۔ یعنی تیرا نفس دشمن ہے۔ تیرے بدن میں ۔

اور جاننا چاہئے کہ بعضے فقیر کو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قید میں لے لیتے ہیں۔ دونوں جہان کا اس کو غلام، دنیا اور اہل دنیا کا اس کو پادشاہ بناتے ہیں۔ ترک اور توکل اور توحید اور صبر اور شکر اور معرفت اور ذکر، فکر الہٰی عطا کرتے ہیں کہ ہمیشہ مستغنی خدا کے ساتھ غرق رہتا ہے۔ اور جس کسی پر کہ فقر غالب آتا ہے اپنی قید میں کرتا ہے۔ دربدر پھراتا ہے۔ گدائی اور رسوائی کرتا ہے۔ ہر سوال کے ساتھ محروم وصال سے ہے۔ پس فقر میں فکر کرنا چاہئے ۔

اے طالب صادق امر دوہ ہے کہ اسمائے الہٰی سے اللہ کے انوار توحید سے جس کے دل غیب الغیب سے دو جہان سے اٹھ جاوے۔ اور شرح تفکر دل اور حقیقت احوال دل کی کس کو کہتے ہیں اور قطب کس کو کہتے ہیں ۔

جاننا چاہئے۔ کہ زمین ایک ذرہ ہے وسعت آسمان کے نزدیک اور آسمان ایک قطرہ ہے نزدیک بلندی اور فراخی لوح محفوظ کے اور لوح محفوظ ایک شمہ ہے نزدیک

قلم کے اور قلم ایک قطرہ ہے نزدیک کرسی کے اور کرسی ایک قطرہ ہے نزدیک عرش کے اور عرش اکبر کے بیشمار کنگرے ہیں اور ہر کنگرہ پر ذکر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکا ہوا ہے۔ اور ہر قندیل میں قدرت الٰہی سے چودہ طبق ہیں۔ زمین اور آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق۔ اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور سب کوئی زبان سے بولتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ عرش اکبر اور فنا دلی دل کے نزدیک ایک قطرہ ہیں اسپند کے دانہ کے برابر ۔

اے عزیز! اس نے جو شخص کہ اہلِ اسلام اور عارف باللہ کے دل کو ستاتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش اور کرسی سب جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق تعالٰے فرماتا ہے کہ حاملانِ عرش اور کرسی ایسا کیوں ہلتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں۔ کہ مومن کا دل جلالیت میں جنبش کنان ہے۔ اس کو کسی نے ستایا ہے۔ اس سبب سے جنبش ہے۔ پس حق تعالٰے کا قہر اور غضب اُس پر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا ۔

توحید کے معنی

حکایت ہے کہ کسی ایک بزرگ نے حضار مجلس سے سوال کیا ۔ کہ توحید کیا ہے۔ پس ایک عورت نے جواب دیا۔ اَلتَّوْحِیْدُ ھُوَ الْوَاحِدُ ، توحید ایک ہے بزرگ نے فرمایا جواب خوب دیا۔ اے عورت کس کام میں مشغول ہے ۔ جواب دیا کہ کھیتی کے کام میں مشغول ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ کھیتی مردوں کا کام ہے۔ اور تجھ پر اسباب زراعت کے میں نہیں دیکھتا، پس تو کس طرح کھیتی کرتی ہے ۔

عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بیل بنایا ہے۔ خدائے تعالٰے کے حکم سے اور حقیقت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے۔ اور معرفت اور عبادت کا بیج بوتی ہوں اور اپنے کھیت کی تمام رات جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں اور گریہ وزاری سے پانی دیتی ہوں ۔

جب بزرگ نے کیفیت سنی فرمایا کہ اے عورت باغ میں بوستان سے بھی الفت ہے ۔ عورت نے کہا کہ ہاں چنانچہ حدیث خَلَقَ اللّٰہُ عَشَرَ بَسَاتِیْنَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ

یعنی خدائے تعالےٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں ۔

اوّل باغ توحید، دوسرا باغ علم، تیسرا باغ علم، چوتھا باغ تواضع ۔ پانچواں باغ سخاوت چھٹا باغ توکل ۔ ساتواں باغ قسمت ۔ آٹھواں باغ سنت ۔ نانواں باغ خوف ۔ دسواں باغ رجا یا رضا ۔

پس شرط حفاظت باغ کی یہ ہے ۔ کہ جب صبح ہو تو بیٹھے باغ سے اندر [illegible] کرے ۔ اور جو خار اور خس ہوا اس کو جھاڑے اور باہر ڈالے ۔ اور ہوا سے نکال اصلی اور شوق اصلی کے اندر کچھ نہ چھوڑے ۔ جب اکہ مومن توحید کے باغ میں آتا ہے کفر اور شرک کا خار باہر کرتا ہے ۔ اور جب باغ علم میں آتا ہے سرکشی اور بے ادبی کا خار نکال ڈالتا ہے ۔ اور جب باغ تواضع میں آتا ہے ۔ نخوت اور غرور کا خار دور کرتا ہے اور جب باغ سخاوت میں آتا ہے بخل اور حرص کا خار علیحدہ کرتا ہے ۔ اور جب باغ توکل میں آتا ہے لالچ اور حسد کا خار جدا کرتا ہے ۔ اور جب باغ تسلیم میں آتا ہے خصومت اور نفاق کا خار باہر کرتا ہے ۔ اور جب باغ سنت میں آتا ہے ۔ بدعت اور ریا کے خار گرا دیتا ہے ۔ اور جب باغ نخوت اور غرور اور بے ہیبتی کے خار دور کر دیتا ہے ۔ اور جب باغ رجا میں آتا ہے ۔ غیبت اور رشوت کے خار باہر ڈال دیتا ہے ۔

جب اس عورت نے ان دس باغوں کو بیان کیا ۔ بزرگ نے ایک آہ ماری ۔ عورت نے کہا ۔ اے شیخ تو بیمار ہو گیا ۔ یا کوئی درد تجھ کو پہنچا ہے کہ آہ مارتا ہے ۔

شیخ نے کہا سچ ہے میرے کام میں اچھا مرض ہے ۔ میرے کام میں توجہ کر ۔

عورت نے کہا اے شیخ فقر کی جڑ اور بلیلہ لا اور اپنے دونوں لب کو مضبوط بند کر ۔ اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال ۔ کہ بدعملی اور بے فرمانی کیوں کی ۔ اور پیٹ کی دیگ میں بھر کر اور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا ۔ اور ہر صبح و شام اس دوا سے تھوڑی کا زہر کھا ۔ تاکہ صحت کامل پاوے ۔ اور دنیا کی محنتوں سے خلاصی پاوے ۔ آزمایا ہوا مجرب نسخہ ہے ۔

جواب مصنف یاھو فقیر فنافی ہو کہتا ہے کہ آدمی کا وجود خدائے تعالےٰ کی کان ہے ۔ اور اس کان میں پتھر ہے اور دل کے پتھر میں لعل ہے ، جسے بہا کر اس کو قدرت الٰہی کا خزانہ کہتے ہیں جیسا کہ آفتاب کی نظر ہمیشہ پہاڑ پر پڑتی ہے ایسے ہی اللہ کی رحمت کی نظر

عارفوں کے دِل پر اور پایہ کہ آدمی کا وجود مثل ظلمات کے ہے اور ظلمات میں آبِ حیات اور آبِ حیات کا طالب سکندر چاہیئے۔ اور مرشد مثل حضرت خضر کے اور نفس مثل بادہ سپ کے ہے جب کہ حضرت خضر سکندر کو ظلمات میں لے گیا۔ اور حضرت خضر نے کہا۔ اے بادہ آبحیات کسی نے نہ پایا ہے لیکن مصلحت یہ ہے۔ کہ آبحیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں اُٹھالو۔ پس جو لوگ حضرت خضر کا فرمانا بجالائے پتھر اُٹھالائے۔ اور ظلمات سے باہر آئے۔ پس حضرت خضر نے فرمایا۔ کہ ان پتھروں کو توڑو۔ جب اُنہوں نے توڑے۔ تو اُن میں سے لعل بے بہا نکلے۔ اور جو لائے تھے ان کو بھی افسوس ہوا۔ کہ بہت سے کیوں نہ اُٹھائے۔ اور جو اُن پتھروں کو نہ لائے تھے۔ انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی پس مثل دنیا کی یہی ظلمات ہے اور فقر مثل پتھر کے لعل کا بھرا ہوا۔ اور اُس کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی۔ اور قدر دل اور دل کے ذکر کی وہاں امداد کریگی۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے۔ نفس سے باخبر رہ۔ اور معصیت سے اگرچہ تھوڑا ہو ڈبو دیتا ہے۔ نفس اور چیونٹی کو پیشاب کا بھی سیلاب ایک بڑا دریا ہے۔ اور سفلہ کو دنیا کے اسباب عقبےٰ سے زیادہ اچھے ہیں۔ جیسے کہ چوہیا کو گوبر کی بو عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے۔

خُدا کی نظر انسان کے دِل پر ہے

جان کہ نظر خدائے تعالےٰ کی عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور صورتِ انسان اور علم زبان اور عبادت ظاہر اعمال اور جن اور فرشتوں پر نہیں ہے، بلکہ انسان کامل کے دِل پر ہے اور انسان کامل انبیا اور اولیاء ہیں۔ کہ ان کا دِل اللہ کے شغل میں مشغول رہتا ہے۔ اسی واسطے دِل وسیع ہے کل مخلوقات سے، براہِ عظمت اور کرامت اور معرفتِ الٰہی کے۔ اور تفکر دِل کا اور صاحب دل کا اور مراتب دل پر پہنچنا بہت مشکل ہے ؎

ہیچ نقشے نیست کز آئینہ دل نہاں کہ ہست
دل چو روشن گشت کتب دفتر و در سینہ ہست

حدیث۔ اَلْقَلْبُ عَرْشُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ۔ | یعنی دل اللہ تعالےٰ کا بڑا عرش ہے۔

اور کرم اور رحمت ازلی قلب ہے۔ کہ اللہ کا خزینہ ہے۔

حدیث قدسی - خزانتی	اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ کہ میرا خزانہ
اَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ وَاَوْسَعُ مِنَ الْکُرْسِیِّ	عرش سے بڑا اور کرسی سے زیادہ وسعت والا اور
وَاَلْطَفُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَزْیَنُ مِنَ الْمَلَکُوْتِ	جنت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے زیادہ
وَاَرْضُهَا الْمَعْرِفَةُ وَسَمَائُهَا الْاِیْمَانُ	زینت دار ہے۔ اس کی زمین معرفت ہے
وَشَمْسُهَا الشَّوْقُ وَقَمَرُهَا الْمَحَبَّةُ وَ	اور اس کا آسمان ایمان ہے اور اس کا سورج
نُجُوْمُهَا الْخَوَاطِرُ وَسَحَابُهَا الْعَقْلُ	شوق ہے اور اس کا چاند محبت ہے اور اس
وَمَطَرُهَا الرَّحْمَةُ وَاَشْجَارُهَا الطَّاعَةُ	کے تارے خطرے اور اس کا بادل عقل اور اس کا
وَاَنْهَارُهَا الْاِخْلَاصُ وَاَجْدَارُهَا الْیَقِیْنُ	مینہ رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی
وَمَکَانُهَا الْهِمَّةُ وَلَهَا اَرْبَعَةُ اَرْکَانٍ	نہریں اخلاص اور اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان
التَّوَکُّلُ وَالتَّفَکُّرُ وَالْاُنْسُ وَ	ہمت اور اس کے چار ارکان ہیں توکل اور تفکر
الذِّکْرُ وَلَهَا اَرْبَعَةُ اَبْوَابٍ اَلْعِلْمُ	اور انس اور ذکر، اور اس کے چار دروازے
وَالْحِلْمُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَا فِی الْقَلْبِ ◆	علم حلم اور صبر اور رضا دل ہیں ◆

پس عرش کی عزت کہ اس کو عرش کریم و رحیم کہا بہت بڑی ہے۔ اور وہ عرش بھی دل ہے کہ اس کی تعریف بیان میں نہیں آتی ؎

حدیث دل اگر گویم بصد و فتر نمے گنجد
کمال وصف دل ہرگز بہ بحر و بر نمے گنجد
بیا اے طالب صادق بحال خویش خوش بنگر
کہ او در عالمے آمد کہ پائے سر نمے گنجد

؎

دل کہ راز اسرار خدا فاضل است
دل نباید گفت کو مشتے گل است

مصنف علیہ الرحمۃ کہتا ہے کہ مرشد کامل سے پہلے روز تو ح طفل خوانی کی دل کا سبق ہے۔ اور توحید کی راہ کی ابتدا دل سے چاہ کہ صاحب دل ہرگز سلب نہیں ہوتا لیکن دل بہت قسم کے ہیں۔ جیسا کہ قلب تاری اور قلب سر اسراری کہ صاحب دل کو ہمیشہ مطالعہ قلب اور قلب مطلق تحریت معرفت اور احدیت صمدیت صراط المستقیم کے، اور انتہائے قلب کو کوئی نہ پہنچا ہوگا، بجز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرا کوئی ہو، عطا اور بخشش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے ◆

حدیث اَلْقُلُوْبُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ دل تین قسم پر ہے قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَ

قَلْبٌ مُّنِيْبٌ وَقَلْبٌ شَهِيْدٌ ایک دل سلیم۔ دُوسرا دل منیب تیسرا دل شہید اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيْمُ هُوَ الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَى اللّٰهِ لیکن دل سلیم وہ ہے۔ کہ اس میں سوائے اللہ کے دُوسرا نہیں ہے وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيْبُ هُوَ الَّذِىْ فِيْهِ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ۔ اور لیکن دل منیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہے۔ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيْدُ هُوَ الَّذِىْ يَكُوْنُ فِىْ طَاعَتِ اللّٰهِ اَبَدًا۔ اور لیکن دل شہید وہ ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں ہووے جیسا کہ اسرار العارفین میں ہے ‌‌۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ دل کان صفا اور صدق اور دوستی کی ہے۔ اور اللہ کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ کہ اس میں کذب اور نفاق اور سیاہی فریب کی نہ سماوے جیسا کہ حدیث ہے لَنْ تَاْتِيًا وَّمَعْدِنِ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ مَعْرِفَةِ الْكَاذِبِيْنَ یعنی شرافت اور کان اخلاق کا رہ اور جھوٹوں کے فرقہ سے مت ہو۔ اور جو دل کہ اللہ کے ذکر سے اور اللہ کے نام سے پُر ہو۔ ایسی خصلتیں کبر اور کذب اور نفاق اور طلب دنیا وغیرہ کی اس سے مطلق مرجاوینگی ۔ ؎

ذکر و فکرش در دلم پُر نور شد　　رفت ذکرش معرفت مذکور شد
این مقام عین را زان راز بین　　عین را زان عین ہست حق الیقین
باھوا چوں شد یقین عین الوجود　　روز ازش کردہ ام با حق سجود

مست فقیروں نے اَلَسْتُ کے دن سے اُس کے سُننے سے قالوا بلیٰ قبول کیا۔ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں۔ دُنیا کا مُنہ تک نہیں دیکھا ہے ؎

ہر کہ دارد ملک خود نام خدا　　نام اللہ مے برد با مصطفےٰ
ہر کہ وارد ملک خود دنیا تمام　　قدم دُنیا مے برد دوزخ مقام

پس جو شخص کہ جان کنی کی تلخی کا وقت اور قیامت کے دن کا حساب اور میدان اُس کا اور پُلصراط اور ملک الموت حضرت عزرائیل کے ساتھ ملاقات یاد رکھتا ہے۔ وہ جو چیز کہ اس کی ملکیت میں ہو۔ مال اور خانہ سب خدا کی راہ میں تصرف کر دیتا ہے۔ اور دم نہیں مارتا ؎

از عام باھو دنیا بگریزد دوام　　زانکہ باھو غرق پاھو ہر دم
سو باھو اُس کی ماں پر آفریں اس کا نام باھو رکھا اور باھو لڑکا بی بی راستی کا ہے ہُو سے شاد ہوئی ہے

رحمت و غفراں بود بر راستی   راستی اندر راستی آراستی
باھو را شد دست بیعت از اول   گشت فارغ ترک دادہ از خلل
نقیبائے حق بدرویش و فقیر   شد شناسا چشم زاں روشن ضمیر
دل ز دل سخنش بود با ہم سخن   عارفاں را زیں سخن شد انجمن

صاحب دل کے ایسے مرتبے ہیں

دل چہ چنید ے جنبانہ عرش را   عرش را دل فرش سازد زیر پا
تو ندانی کہ صاحب دل عظیم   عرش را عزت بود از دل سلیم

جب دل سلیم اللہ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے، بلند آواز سے حاملانِ عرش قلب اللہ کے ذکر سے کہتے ہیں جل جلالہٗ حاملانِ عرش مع عرش کے حرکت اور جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش، عرش کیوں ہلتا ہے۔ وہ التماس کرتے ہیں! خداوندا تو خوب جانتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش قلب سلیم کی حرکت سے۔ اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا اور صفائی قلب کی اور فراخی قلب کی اور کشف قلب کا اور روشنی میری رحمت کی نظر سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے۔ قلب باحضور وسوسہ اور خطروں شیطانی سے خلاص ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن دونوں کی عظمت کا رونما ہے۔

ہاں دُنیا مردار بدبودار کے طالب کُتّے بہت ہیں۔ صاحب دل اللہ کا عرش وہ ہے کہ لائق دیدار دوام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم مشاہدہ نما ہے نہ وہ دل کہ جس میں حُبِّ دُنیا ہے اور سراسر جدا ہے۔

پس ذاکر قلبی ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ ذکر قلب میں اللہ کے نور کا مشاہدہ اسرار کا ستر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں جہان مدِّنظر ہیں اور دل عارف باللہ کا اللہ کے نور کے ساتھ عرش اکبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور انبیاء اور اولیا کے ساتھ شامل ہے اور یکتا ہے۔

چنانچہ ایک حرف ب حرف س اور م کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ اور

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے ۔

اے طالب صادق! جان کہ صاحب دل کہ دلوں پر تصرف رکھتا ہے، ایسا ہوتا ہے کہ اگر تمام عالم کو شفقت کی نظر کرے ہر جاہل کو اپنی ایک نظر میں عالم باعلم وعمل اپنے اللہ کے فیض سے بنا دے۔ اور اگر صاحب تصرف دِل کا نظر جہان کے عالموں پر کرے۔ ایک نظر میں اُن کے دل سے علم رسمی اور کسبی اُٹھائے کہ مطلقاً ایک حرف نہ پڑھ سکیں اور یہ بھی مراتب ادنےٰ ہیں۔ بلکہ اللہ کا حجاب ہے ۔

اور حجاب دو قسم کا ہے، ایک ظاہری ابتداء علم کے پڑھنے کی اور انتہا علم سے نکلنے کی۔ دوسرا حجاب باطنی، ابتداء ذکر کے پڑھنے کی اور انتہا نکلنے کی ذکر سے پس علم اور ذکر سے آدمی عارف باللہ نہیں ہوتا ہے ۔

عارف کے معنی

اے طالب! عارف کے چار حرف ہیں ع، آ، ر، ف پس حرف ع سے عبادت عین۔ اور عین عبادت اس کو کہتے ہیں کہ اس کا ع وحدانیت میں غرق ہو۔ اور اس تجلی سے عین نور اللہ کا پاوے۔ جس نے عین کو پالیا، عین رب کو پہچان لیا۔ اور جس نے عین رب کو پہچانا۔ عین عارف باللہ ہو گیا۔ اور حرف آ سے دوسرے سے سوا شئے حق تعالیٰ کے الفت نہ پکڑے۔ اور حرف ر سے راز میں حق الیقین کا ہو۔ اور حرف ف سے اُس سے عبادت ظاہری فوت نہ ہو۔ فرض اور واجب اور سنت اور مستحب۔ جو اس صفت سے موصوف ہو، عارف ہے رب کا، ورنہ مثل کُتے بے ادب کے ہے۔ پس عارف ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ معرفت میں اللہ تعالیٰ کے عظیم اسرار ہیں ۔

اے طالب! جان کہ جب قلب زندگی کے ساتھ اللہ کے نور کے مشاہدہ سے اور اللہ کے ذکر سے بیدار نہ ہو۔ ازل سے ابد تک ہرگز خواب اور غفلت نہ پکڑے اور سلب نہ ہو اور ہرگز نہ مرے ۔ ؎

عارفاں را خواب از بیدار بہ ۔ خواب ایشاں جنت دیدار بہ

زندہ جانِ مردہ تن را نیست خواب ۔ خواب نتواں گفت مطلق بے حجاب

اور ذاکر قلبی غریق کلیۂ توفیق مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کا ہے یعنی قبل مرنے سے آپ کو ہلاک کر دو۔

عقلِ کُل اور علمِ لدنی کی تعریف

اے طالب! عقل کل اس کو کہتے ہیں کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب اور ہر کلام پیچیدہ ہو۔ اور علم کلی اس کو کہتے ہیں یعنی علم لدنی۔ اور علم لدنی نتیجہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور عارف باللہ کا ہے۔ اور علماء کی عقل اور علم مطالعہ سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ اور کافروں کی عقل اور علم جو نسبت شیطانی کے ہے۔ کہ اس عقل میں ترقی دنیا کی خواہش کی ہے وَهُوَاءُ النَّفۡسِ فِی السَّقَرۡ اور نفس کی خواہش جہنم میں ہے۔ اور دہقان جاہلوں کی عقل وحشی ہوتی ہے۔ اور صاحب غریق جو کہ قلب اس کا قالب میں غریق ہو۔ اور دونوں لباس روح پہنے اور جب لباس روح کا پہنے، دل کے عظیم ملک میں سیر اور مشاہدہ کے ساتھ آوے۔ چنانچہ باطن دیکھے ظاہر دکھلاوے۔ اس کو صاحب دل کہتے ہیں۔ کہ دلیل اور توجہ اس کی عقل کی موافق نقل کے ہے۔ اس واسطے کہ دل کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دریا فرمایا ہے ؎

دل بتدبیر خرد نتواں یافت | بگذر از خود کہ بخود نتواں یافت
بچراغے کہ شوی روئے براہ | میکند دو دولت خانۂ سیاہ

بہتر یہ ہے کہ آپ کو توجلاوے کہ تحصیل کے ساتھ چراغ روشن کرے۔

مصنف علیہ الرحمتہ کہتا ہے ؎

ہر کتاب نقطۂ از دل کتاب
دل کتاب دفتر حق بے حساب

؎

دلے از معرفت سر الٰہی | دلے کاغذ باسرار سیاہی
سیاہی سر روشن نور گردد | دو چشمے یک نظر منظور گردد
کسے کاغذ سیاہی دل کتاب است | مطالعہ دل کتاب بے حجاب است
کسے خواں علم عالم علم خواند | بہر دو عالمے آں زندہ ماند

اے طالب صادق! جان کہ خدا اور بندہ کے درمیان میں دیوار اور پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ درمیان بندے اور اللہ کے پیاز کے پردہ کے برابر پردہ ہے۔ اور پیاز کا پردہ چیرنا کیا مشکل ہے مرشد صاحب راز کی نظر سے، لیکن اس شرط پر کہ طالب ہو۔ ان آثار کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس واسطے کہ ایک نقطہ کھولنا علم ظاہری اور باطنی سے بہت دشوار ہے والا جاہل ہزاروں ہزار کو ایک نظر میں دیوانہ اور مست کرنا کیا مشکل کام ہے۔ اس واسطے کہ طالب علم مولےٰ کی طلب کے ساتھ سوائے امتحان مشاہدہ تحقیقی اور سر اسرار معرفت الٰہی کی تحقیق ہرگز نہ ہو اور طالب مولےٰ جب راہ باطنی صفا دیکھتا ہے۔ سب سے بہتر ہوتا ہے۔

قلب مومن عرش اعظم ہے

اے طالب! یہ بھی مراتب صاحب قلب کے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی مومن کا قلب اللہ تعالےٰ کا عرش ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی رحمٰن عرش پر ہے۔ اور آدمی ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچتا ہے۔ جب تک سلطان الفقر کہ اس کے باطن میں صورت سر کی ہے، اُس آدمی کو بغل میں نہ لے اور منہ نہ دکھلاوے اور تلقین نہ کرے اور تعلیم نہ فرما دے۔ اگر ریاضت کے ساتھ سر پتھر پر مارے، سوائے اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز ہیں کو فقر نہیں پہنچا کہ سلطان الفقر ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صحبت سے ہے، یہ بھی امداد فقر اشے محمدی سے ہے۔

چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو کوئی ان دو طائفہ کو بھی میری اُمت کے علماء اور فقیر کامل کو دونوں ستون دین کے ہیں، ان کے ساتھ ہم صحبت ہو اور تعلیم اور تلقین ان سے قبول کرے قیامت کے دن ہرگز پریشان نہ ہوگا۔

معلوم کرنا چاہئے کہ عابد جاہل کو مولےٰ کی معرفت ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔ اور جو کشف غیب کا کہے، جنونیت اور استدراج ہے۔ چنانچہ ایک فقیر عالم بہتر ہے بیس ہزار عابد سے کہ جاہل ہوں اور وہ ایسے ہی ہوں کہ عابد قائم اللیل اور صائم الدہر رات کے جاگنے والے اور دن کو روزہ دار اور اگر بیس ہزار عالم فقیہ کو تو جمع کرے ہرگز ایک

عبادت نفل سے مرتبہ [illegible] حاصل ہوتا ہے اور عارف باللہ ہی کو کہتے ہیں [illegible]
انتہا فقیر کامل [illegible] دنیا اور آخرت [illegible] حضرت الٰہی [illegible]
تصرف کرے۔ کم نہ ہو۔ کرامت سے کامل یہ ہے کہ کامل صاحب علم بایقین ہے۔ نہ مثل جاہل کے بےیقین ہے ۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ تھا اور مرشد کامل رکھتا تھا کسی نے اس بادشاہ سے کہا کہ جا دیکھ تمہارا مرشد کس کام میں مشغول ہے اس آدمی نے جا کر دیکھا کہ مصلے پر شیخ کی جگہ کتا بیٹھا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو دی گئی بادشاہ نے کہا کوئی دوسرا آدمی جائے وہ مرشد کو دیکھے جب وہ گیا تو دیکھا کہ مصلے پر شیخ کی جگہ خوک (سور) بیٹھا ہے۔ آکر بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ خود گیا اور دیکھا کہ مصلے پر شیخ بیٹھا ہے۔ یہ حقیقت بادشاہ نے اپنے مرشد کے آگے بیان کی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھ کو کتا دیکھا دنیا کا طالب ہے۔ اور وہ آدمی جس نے مجھ کو سور دیکھا وہ دیو (شیطان) ہے ۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ فقرا مثل آئینہ کے ہیں۔ جس صورت میں تو دیکھے حقیقت اپنی صورت کی نظر کے آگے دکھلاتی ہے ۔

پس جو شخص کہ فقیر کو بے برکت اور خالی جانے وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے لیکن فقیر چاہئے کہ نفس پر امیر ہو نہ خود پرست اور اسیر۔ اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس ۔

اے طالب! یہ خطاب دل کا ہے۔ اور اہل دل کی راہ تصدیق قلب ہے اور محبت ایک صورت رکھتی ہے۔ جیسے کہ صورت انسان کی پھونک سے جان کا گوشت کھا لیتی ہے۔ اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے۔ اور برہنگی سے لباس عبرت اور حیرت کا پہن لیتی ہے۔ محبت ایسی صورت ہے کہ پاؤں طلب کا رکھے اور سر خیال کا رکھے اور سینہ بے کینہ صفا رکھے اور آنکھ معرفت الٰہی کی رکھے اور دل رحیم اور ضمیر سلیم، ارادت کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے ۔

اور یقین کس کو کہتے ہیں، جو کہ عبادت یقین کے ساتھ کرے۔ اور یقین مقام منتہی ارواح مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا ہے۔ یعنی جو کہ مقام یقین پر پہنچے۔ اس کی مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین موت کے مقام کو کہتے ہیں۔ کہ

بعد مرنے کے مقام یقین کے مراتب کا ہوتا ہے یا مقام سجین یا مقام علیین پس خاص یقین حق کے یگانگت ہے۔ اور صاحب یقین کو، زبان ہر مقام کی کنجی رکھتی ہے۔ اور ہاتھ کریم رکھتا ہے اور گویائی اور شنوائی آواز شوق اور اشتیاق دیدار کے مشتاق کا اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس کا دم پروردگار کا دم۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ کہ آہ سوز ہے۔ دوزخ کی آگ سے سخت تر ہے۔ چنانچہ اس کی سوزش رات دن کھاتی ہے۔ اور گوشت اور پوست اور ہر رگ وجود اعضا کو ایسا کھاتی ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو کھاتی ہے ٭

پس اے زاہد مدعی طلب باطن کی کر کہ ریاضت باطنی خاص و عام اور ریاضت ظاہری غوغا اور ریا کے ساتھ ہے ؎

دل با حضوری شکم پر طعام کہ این است معراج واصل تمام

اس واسطے کہ واصل منتہی کی سیری اور گرسنگی برابر ہے ؎

دل پر خطر شکم بے طعام ریاضت بناموس کفر است تمام

حدیث اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ ریا کفر سے زیادہ سخت ہے ٭

معرفت مولےٰ

جاننا چاہئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ محبت اور آتش عشق اور گرمی ذکر خفیہ سے سخت تر نہیں ہے۔ وہ شخص جانتا ہے۔ کہ ان مرتبوں پر مولےٰ کی معرفت کے قریب پہنچا ہے اور اشتیاق حق کی محبت کا قبول کیا ہے۔ اور صاحب محبت محرم راز الٰہی اور بے محبت محروم معرفت مولےٰ سے گمراہی ہے۔ بیت باھو ؎

با کسے گر دو محبت حق مدام موت آنجائے نیاید والسلام

کہ موت ان کی وصل ہے اور وصل ان کا اللہ کے نام سے اصل ہے صاحب معرفت کو ہمیشہ معرفت مولےٰ کی معراج ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مردہ تن اور زندہ دل اللہ کے ساتھ ٭

اس طریق سے مرتبے ذکر خفیہ کے ہیں۔ اور ذکر خفیہ کو بعض بسر کہتے ہیں۔ کہ ذکر بسر تیز ہوا کی طرح درخت وجود ذاکر کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے ٭

مصنّف کہتا ہے کہ ذکر خفیہ نہ دم سے نہ قلب سے نہ رُوح سے نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ اللہ کا اسم غیر مخلوق تصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے تجلّی نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ کے جمال کا دیدار برکت سے ذکر خفیہ کے دِل روشن اور اظہار کہ مثل اس کی بستہ نہ ہو کسی آثار پروردگار سے۔ ذاکر خفیہ باطن غرق اور ظاہر با شریعت ہوشیار کہ صاحب شریعت لائق دیدار کے اور صاحب بدعت لائق دوزخ کے اور نار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہوشیار ہو۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جو شخص اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اُس کی زبان گُنگ ہو جاتی ہے +

جس کو اِس طریق سے ذکر خفیہ حاصل ہو، اُس کو ذاکر دوام صاحب وصال کہتے ہیں۔ اور جو اس طریق سے ذکر خفیہ نہ کرے اس کا ذکر مثل خواب و خیال کے ہے۔ اور دوسری خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے۔ اس کو حقیقت کار دینی اور دنیوی سے دل سے آگاہی ہو۔ آگاہی کی راہ سے جیسا کہ کہے اسی طور سے ہو +

نیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اس کا دِل کسی چیز سے میل نہ کرے۔ اور اُنس نہ پکڑے سوائے حق تعالےٰ کے +

نیز خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے۔ کہ اس کے مُنہ سے قال اللہ اور قال الرسول نکلے کہ یا لیقین ہے اور نور تاباں پیشانی پر ہے +

اور خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے کہ اگر اس کا دِل کوئی مجلس انبیاءؑ اور اولیا کی طلب کرے مراقبہ میں یا خواب میں میسّر کرے اور ملاقات پائے۔ اور جواب با صواب لے۔ اور ذاکر خفیہ خلق میں ایسے ہی گم اور پنہاں ہو۔ جیسا کہ اسم اعظم قرآن میں پنہاں اور شب قدر رمضان میں ہے

مے شناسد مرد را از راہ راز ۔ چوں شناسد شاہ دراز بے نیاز

اے عزیز! جان کہ ذکر خفیہ نصیحت وعظ اور آواز اور صُورت نہیں ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ معرفت اِلٰہی مشاہدہ قرب راز کا ہے اور ذاکر خفیہ صاحب زاد اور صاحب آزاد ہے اور باطن آباد ہے۔ اور شوق شغل اللہ کے ساتھ شاد ہے۔ اور ذاکر خفیہ عالم عامل اور فقر اور معرفت اِلٰہی میں کامل اور حوصلہ وسیع باربردار حق کے ساتھ حامل +

نیز خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے کہ باانظر رکھتا ہے جیسا کہ نظر ازل اور ابد اور دنیا اور عقبیٰ کی پس جب کسی کے ساتھ کہ راہ اخلاص سے دل نظر کرے طالب اللہ کو نظر سے کے ساتھ مطالب پر ہر ایک مراتب سے کہ پہنچا دے اور خود ہمیشہ غرق توجہ ہو۔ یہ ہے ذاکر باشرلعیت۔ اور ذاکر خفیہ کو نہ خوف خوف سے نہ رجا رجا سے ہمیشہ غرق خدا۔ اور ذکر خفیہ مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم میں رہتے ہیں ۔

حرف الف کی تعریف

اے طالب! الف ایک حرف ہے اللہ کے نام سے کہ دونوں جہان کو اس سے شرف ہے۔ محبت اور معرفت الٰہی بھی اسی حرف سے ہے کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل ہے اٹھتا ہے۔ اور دل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا ۔ اور دل عارفوں کا جاگنے والا ہے۔ ازل سے ابد تک مہد سے لحد تک، اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلاف شرع اور دنیا کا طالب نہیں چل سکتا کہ دل کو محمدی کنجی لگی ہے اور وہ کنجی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ پس بجز دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اجازت اور تصرف اور ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اور ذکر قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر مارے حاصل نہ ہوگا۔ اور اس طریق کو دل کی شغف کہتے ہیں جو دل کے پُر نور اللہ سے ہو جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا تحقیق اس کو مشغول کر لیا ہے از روئے حب کے۔ اور جو دل کہ اللہ کے نور کے تفکر اور ذکر خیر سے بھری ہوئی ہو۔ ایسا تفکر تعلق نہ ازل سے رکھتا ہے نہ ابد سے۔ نہ دنیا نہ عقبےٰ سے۔ چنانچہ حدیث لَذَّاتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّاتِ الْاَبْکَارِ ہے مزہ افکار کا باکرہ عورتوں کے مزہ سے بہتر ہے ۔

یہ تفکر منتہی خاصہ خاص الخاص محمدی کا ہے غرق مع اللہ! یہاں تک کہ نفس کو ہوا کی طرف لوٹنے نہیں دیتا ہے ۔

اب جاننا چاہیے کہ نفس کس کو کہتے ہیں اور قلب کس کو کہتے ہیں۔ اور روح کیا چیز ہے اور سر کو کیا خطاب دیا ہے ۔

پس نفس امارہ کی تشبیہ چوک سگ اور خوک اور ریچھ اور بچھو اور سانپ اور خر سے
ہے۔ پس نفس امارہ کو موافق عمل کے خبیث سے پہچاننا چاہیئے۔ چنانچہ طمع اور حرص اور بغض اور
بخل اور کذب اور عجب اور کبر اور غضب اللہ کے ذکر کی محبت سے پہچانا جاتا ہے
اور غیر ذکر اللہ کے نفرت کرنے سے۔ اور روح کو پہچانا جاتا ہے۔ امر خدا سے کہ انبیاء
اور اولیاء نے اللہ تعالےٰ کے تمام امور کو قبول کیا ہے اور سر کو پہچاننا چاہیئے سر اپردۂ
اسرار معرفت الٰہی سے یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے

عشق دانی چیست کشتن نفس خویش
روز و شب شورش بود دل اندریش

اے درویش! سوچ کہ اندیشہ واسطے سبحان کے ہے نہ واسطے فرزند اور
نان کے چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے +

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا + کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالےٰ پر نہ ہو +

ق۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ + ہم نے اُن کے رزق کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بعض کو بعض پر اُٹھا دیا ہے +

ق۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ + تحقیق اللہ تعالےٰ رزق دینے والا اور صاحب قوت مضبوط کا ہے +

ق وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ + اور آسمان میں تمہارا رزق ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا ہے +

ق وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ + اور کون جانداروں میں سے ہے۔ کہ اپنا رزق نہیں پاتا اللہ تعالےٰ ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو، اور سننے والا اور جاننے والا ہے +

مرشد وہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کرے، متوکل اور باطن سے فقر محمدی بخشے کہ
اس کا دل با جمعیت متوکل ہو۔ چونکہ مراتب توکل کے نہ رکھے اور نہ مراتب متوکل کے۔ اس
واسطے کہ ریاضت واسطے رازق کے ہے۔ اور مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے۔ اور عبودیت واسطے

ربوبیت کے ہے۔ اور ستر واسطے سرا پردہ اسرار کے ہے اور طالب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت واسطے محرمیت کے ہے۔ اور محبت واسطے سوز عشق کے ہے۔ اور ذکر واسطے فیض اللہ اور فکر کے ہے۔ اور فنا فی اللہ واسطے بقا باللہ کے ہے۔ اور نفس واسطے محاسبہ کے ہے۔

پس جو مرشد کہ روزِ اول سے شروع تلقین سے یہ سب مقامات اور احوال نہ کھولے۔ معلوم ہوا کہ وہ مرشد خام ناقص ناتمام ہے۔ اور جو چاہیے کہ طالب اللہ حال پر رہے۔ حوادث شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمعیت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت سبحانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے طالب کا فاسد نہ ہووے۔ اور وصال میں لازوال ہے۔ اول مرشد، طالب پر اسم سے علم بخشے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا محمد صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کا کہ اس میں مطلق تاثیر ہے۔ یا تفسیر روشن ضمیر کی ہے۔ اور دوسرا علم دعوت بخش۔ اور علم دعوت عالمگیر علم تکسیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکسیر رکھے بے پروا اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

دعوت قرآن

شرح دعوت کی یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشوا اور ہادی اور راہبر دونوں جہان کا ہے۔

شرح دعوت کی علیحدہ علیحدہ ہے۔ دعوت جزو دعوت کل۔ دعوت ذکر دعوت فکر۔ دعوت تجلیات نور اللہ اور دعوت منتہی فقیر ولی اللہ قرآن سے ہے چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے ہیں نکالتا ہے اُن کو اندھیرے سے نور کی طرف۔

اور دعوت قرآن کی کہ صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

قولہ تعالیٰ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم ناک ہونگے۔

مردم شد اہل دعوت حق حضور ۔ مرشد خود بیں بود اہل الغرور

اور صاحب دعوت منتہی اگر کسی کو قہر اور غضب کی نظر سے کھینچے، خدائے تعالےٰ کے حکم سے

اُسی وقت جان سے بیجان اور مُردہ ہوئے کہ کھینچنا قہر فقرا کا نمونہ قہر خدا کا ہے۔ اور اگر کسی کی طرف اخلاص کے ساتھ جذب کرے وہ شخص اُسی وقت زندہ دل اور خاص مولےٰ کا طالب اور خدا اور با اخلاص ہو +

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ پیرمن خس است مگر اعتقاد من بس است، اس کو جاننا چاہئے کہ ایسا کلمہ کج فہمی اور بے عقلی اور جہل اور نادانی کی راہ سے کہتے ہیں۔ پس حرف اس کا وہ ہے کہ میرا پیر صاحب اسرار خاص الخاص اخص ہے اور اعتقاد میرا بہت ہے +

اے طالب صادق! جان کہ دعوت قید میں لانا جنونیت اور موکلوں کا ہے۔ اور دعوت حضوریات اور مسخرات اور حاضرات ارواح مقدس ہر انبیاء اور اولیاء اور اصفیا اور اتقیا اور غوث اور قطب اور شہدا خاکیان اہل اسلام ہے +

چاہئے کہ پڑھنے والا دعوت میں کامل اور عامل شہسوار، وقت رات کے قبر کے نزدیک جاوے۔ اور اس قبر کے آس پاس پڑھے، پس اگر روحانیت حاضر ہو۔ یا وہم اور خیال کے ساتھ ہر طریق سے مشرف کرے۔ کام اس کا سب مطلب کو پہنچے۔ اور جو نہیں معلوم ہؤا کہ صاحب قبر غالب ہے۔ اور یا اس کو کلام اللہ کی نعمت کی بدولت اللہ کا نور پہنچتا ہے۔ اس سبب سے کام میں سستی کرتا ہے، پس پڑھنے والے کو چاہئے کہ قبر پر سوار ہووے جیسا کہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اگرچہ قبر پر سوار ہونا گناہ ہے۔ مگر واسطے مہم اسلام کے اور نفع دینے مسلمانوں کے مردم خاص اور عام مطلق کے ساتھ صواب کی راہ سے ہے۔ جو کوئی بحر قرآن کو پڑھے۔ اور غوطہ نکال کر لاوے۔ علم عامل سے اور صاحب دعوت تکبیر کامل سے مکمل ہو، چنانچہ قرآن کو نزدیک قبر شہید یا قبر فقیر فنا فی اللہ کے پڑھنا ایسا کمال رکھتا ہے۔ کہ صاحب دعوت کو دعوت حق تعالےٰ کے حکم سے ایسی عظمت اور امر اور قہر اور جلالیت اور جبر راہ لیجاتی ہے کہ اس وقت میں پڑھنا صاحب دعوت کو ایسا توفیق بخشتا ہے۔ کہ اگر آہ کھینچے تو عرش سے تحت الثرےٰ جو زمین اور آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ ہے، سب زیروزبر ہوئے پس اور کیا ہو۔ اور اگر اس طریق سے صاحب دعوت اللہ تعالےٰ کے حکم سے کسی کو بھی طرف نظر سے کھینچے مغرب سے مغرب تک مثل عزرائیل کے ایک لحظہ میں جان قبض کرے

نعوذ باللہ منہا +

باصفا بہر خدا بہر رسول — اطلاع نیست مردِ اہل الوصول

اے طالب صادق! جان کہ جو لوگ ایسی دعوت عمل میں لاتے ہیں۔ مردم آزاری کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے ہیں۔ اور اپنے سر احوال پر خبر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں۔ کیونکہ فقیر صاحب دعوت، صاحب قوت ہے بے قوت نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ کا طالب دونوں جہان پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے کہ اس سے عداوت کرے ؎

ملک و فلک بزیر پایہ فقیر — جاودانی بزیر مایہ فقیر

حدیث۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ بہتر وہ آدمی ہے کہ آدمی کو نفع پہنچاوے۔ کہ قبر پر سوار ہونے سے روحانی کو بار پہاڑ سے زیادہ غالب آتا ہے۔ اور دقت پڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور مثل کوڑے کے قبر پر مارے وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تلوار اور تیر اور نیزہ اور چھری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھا کر وہ روحانی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے فریادی جاتا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حکم اعلےٰ حق تعالےٰ کے کرم سے اس کے کام کی کشائش کا ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا جلد مقصود کو پہنچتا ہے۔

پس اس طریق دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے والا سیف زبان اور زندہ دل اور مردہ نفس، اور اس کو رخصت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور سے ہوتی ہے ؎

ہر کہ را رخصت نباشد از رسول — ایں مراتب کے رسی وحدت وصول

بلکہ موافق اس حدیث کے دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالَیٰ اپنے نفس کو چھوڑ آؤ۔ اور حدیث اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاهَدَاتِ اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو۔

لیکن نفسانی کو کیا قدرت ہے کہ روحانی کی قبر کے نزدیک جا کر جنگ کرے یہ ایک راہ ہے روحانی کی حقیقت روحانی کی غالب الاولیاء اچھے طریق سے جانتا ہے۔ اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاہدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہر گز رواں نہیں ہوتی ہے۔ اور عمل میں آتی ہے۔

مراقبہ قادریہ

سوائے مذکورہ بالا طریق کے کہ صاحب دعوت، دعوت کو شروع کرے۔ اور وقت پڑھنے کے خدائے تعالیٰ کو حاضر جانے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شفیع لاوے۔ اور حضرت پیران پیر غوث صمدانی شاہ عبدالقادر جیلانی محی الدین کو اللہ کا امین کہے اور خود منصف ہو۔ اور مثل مراقبہ کے آنکھیں بند کرے اور تفکر میں آوے کہ خدائے تعالیٰ سے کون چیز بہتر ہے کہ اس کے واسطے میں پڑھتا ہوں اور اس کو مسخر کروں اگر جانتا ہے کہ تمام مخلوق کہتر اور خالق بہتر ہے۔ خدائے تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا اور دو جہان اس کے تابع اور خدمت گذار کر دیگا۔ جو کوئی اس مرتبہ پر پہنچے اس کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے کہ اسم اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسم اعظم روشن ضمیر اور ہر ملک اور ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اس کی قبضہ اور حکم میں ہوتی ہے۔ اس واسطے کہا ہے کہ بادشاہ ظل اللہ تابع اہل اللہ کے ہے۔ اور جس نے فتح و نصرت اور بادشاہی پائی فقیر اور درویش سے پائی ہے ؎

بر در درویش رو ہر صبح و شام   تا ترا حاصل شود مطلب تمام

اور فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے۔ کہ اس کا قدم خزانہ پے رنج پر ہے *

فقیر محتاج نہیں ہے

حدیث اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ فقیر محتاج نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے اور فقیر اور درویش کی چھ خصلت ہیں چھ حروف سے، چنانچہ الف سے اللہ بس اور حرف بؔ سے بابرکت تمام۔ اور حرف تؔ سے ترک۔ اور حرف ثؔ سے ثبات قدم اور حرف جؔ سے جاہل نہ ہو۔ اور حرف حؔ سے حلاوت نہ دے نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔ اس کو تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے مارڈالنا چاہئے۔ اور ذاکر خفیہ روٹی اس جہان کی کھاتا ہے اور اس جہان کا کام کرتا ہے ؎

ایں جہان و آں جہان است بانفس   کے تواں کشت نفس بہ ہوس

کار مردان است تقوے باثنی   ہر کہ ایں تقوے ندا اندر رہزنی

تقوئے صبر و شکر راضی با خدا   ایں چنیں تقوئے بود باطن صفا
باھو از بہر خدا بے کام باش   لب بہ لب بستہ زباں آرام باش

دعوتِ فقر

جاننا چاہیئے۔ کہ دعوت فقر کی اللہ تعالےٰ کی حضوری کی دلیل ہے۔ اور ہر بات فقیر کی مثل بات حضرت خلیل کے ہے۔ اور ہم جلیس فقیر کا رب جلیل کے ساتھ جلیس ہے۔ اور ایسے ہی نور اللہ کا فقیر جہان بین قلیل ہے۔ ہاں جس کسی کا باطن صفا ہے۔ اس کا دل جام جہاں نما ہے اور معرفت الٰہی سے تمام ہے۔ ہونٹ اس واسطے باندھے ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ بلا حق کے بات ذکر ہے کہ سخن سے دونوں جہان کا غم پیدا ہوتا ہے ؎

در جہانش کم بود بے غم بود   غم مرا غم مے برد غم غم خورد

دنیا نام غم کا ہے۔ اور فقر نام اللہ کا غنیمت۔ پس مجلس اہل غم کی اور اہل غنیمت کی راست نہیں آتی۔ اور فقیر صاحب دعوت منتہی قوت ظاہری اور باطنی کے ساتھ لارجعت اور لازوال ہے۔ اس پڑھنے والے کو مراتب قرب وصال کے ہیں منتہی صاحب دعوت کو کیا حاجت ہے۔ ستاروں کی اور بروج کے شمار کی۔ اور کیا حاجت ہے شمار اور عدد ساعت نحس اور سعید کی کہ لَا نَحْسَ وَ لَا عَزَّ فقیر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں اور آپ سے بیہوش ہوتے ہیں اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں قبر سے خبر دل کی راہ سے لیتے ہیں کہ دلیل باطنی از روئے شرح کے ہے۔ ظاہری فقیر مذکر صاحب دعوت وجود۔ بنا قلب ظاہر ہو، ایسے پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں کہ نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے کہ نظر اور توجہ تیز تلوار ہے۔ مرد فقیر قتال وہ ہے۔ کہ اول اپنے نفس موذی کو قتل کرے خدائے تعالےٰ کے حکم سے۔ جیسا کہ حدیث ہے اُقْتُلُوا الْمُوْذِيَاتِ قَبْلَ الْاِيْذَاءِ موذیوں کو قبل ایذا کے مار ڈالو، ایسے فقیر کو سیف اللہ اولوالامر کہتے ہیں۔ کبھی تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ کے مرتبہ میں آتا ہے اور کبھی تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ کے یعنی تو ہی عزت دیتا ہے۔ اور تو ہی ذلت دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حب بھی اللہ کے واسطے اور بغض بھی اللہ کے واسطے چاہیئے ۔

جان کہ بعض دعوت کے پڑھنے میں عامل اور بعض کامل کی اجازت دیتے ہیں۔

اور صاحبِ دعوت وہ ہے۔ کہ عامل اور کامل دونو ہو۔ اور نیز با ریاضت اور با اجازت اور با ارادت اور باسعادت ۔

کفّار کے نام کا فتیلہ

اے طالب صادق! جان کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار پر غالب رہوں۔ بلکہ کفار اور فاسق بدینوں کو اسلام کی قید میں لاؤں۔ چاہیئے کہ یہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر لکھے وہ یہ ہیں: نمرود، شدّاد، قارون یہ ایک کاغذ پر لکھے۔ فرعون، ھامان، ابلیس، علیہم اللعنت دوسرے کاغذ پر لکھے۔ اور ان دونوں ٹکڑوں کاغذ کو نیچے دونوں پاؤں کے دے۔ اور دو رکعت نماز بارواح حضرت محمد مصطفٰے پڑھے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ سُورہ انا فتحنا پڑھے اور دوسری رکعت میں سُورہ یٰسٓ پڑھے۔ اور بعد سلام کے سجدہ میں جاوے۔ اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

بعد ازاں دوگانہ کو بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مع اصحاب کبار بخش دیوے۔ تو اس ترتیب سے دعوت پڑھنے سے کار بستہ کھل جاوے۔ اور جلد مقصد کو پہنچے، کلام ربّانی برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اور اگر کوئی بہت جلد پڑھے درمیان ہر دو رکعت کے ختم قرآن کرے۔ متواتر تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ ٹوٹے۔ اور یہ دعوت تیغ برہنہ، وہ شخص پڑھے۔ جس کو حکم خدا اور اجازت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم اور رخصت حضرت شاہ محی الدّین سے کہ مرد شہسوار ظاہر اہل قبور پر اور باطن دوام مجلس محمدی میں حضور اس صف سے موصوف ہو فرد

شہسوارم شہسوارم شہسوار غوث و قطب ہمچوں مرکب پیار

مدد اہلِ قبر

حدیث اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ جب تم اپنے کاموں میں متحیر ہو تو اہلِ قبور سے مدد چاہو۔ اس امر کو خوب سمجھنا چاہیئے۔ کہ قبر کی

دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن ہے قوت اولیاء اللہ زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق کی قبر کے پاس جاتا ہے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سوار ہو کر پڑھتا ہے اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ جاں بلب ہو کر مر جاتا ہے یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے اور اگر پڑھنے والا غالب صاحب قوت مثل اولیاء اللہ کے غالب قبر کے پاس جاتا ہے۔ تو اہلِ روحانی اس کے پاس اس کی عظمت سے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ باطن صفا صاحب قوت قبر پر جس طرف چاہے پڑھے۔ خواہ بالا۔ خواہ زیر۔ پس قبر کی ہمنشینی بہت مشکل اور دشوار ہے۔ ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لائق صاحب دعوت عامل ہے۔ صاحب دعوت قبر پر تبر سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو قبر کی بیماری سے مر جاتا ہے ؎

با تو گویم بشنو اے اہلِ یقین ۔۔۔ لاتخف باشد او از صدق دیں
روح بالا عرش قالب زیر خاک ۔۔۔ احتیاجے نیست روضہ جان پاک
گم قبر گمنام و گم تام نشاں ۔۔۔ جسم را با خود برد در لامکاں
اولیا را قبر ہمچوں جسم و جاں ۔۔۔ اولیا را در قبر خفتہ بداں
خفتگاں را از قبر بیدار کن ۔۔۔ ہم سخن ہم با کلامش یار کن
دل ز دل سخنش بود باہم کلام ۔۔۔ ایں چنیں سخنش ز الہامے مدام
ہر سخنش بود از دل بدل ۔۔۔ اولیا زاں زندہ اندر زیر گل
وقت مشکل یاد کن از عہد او ۔۔۔ طرفۃ العین حاضر شوند تو رو برو
صد ہزاراں با موکل گرد گرد ۔۔۔ ایں چنیں دعوت بود در عمل مرد
اہلِ رجعت کے شناسد دل سیاہ ۔۔۔ لاتخف دعوت بود ستر الہٰ
باھو ایں ذرہ نباشد در جہاں ۔۔۔ خود پرستی را ہمیں جز عین داں

اے طالب صادق! جان کہ اول قرب وصال اور حضور ہوتا ہے۔ اس کے بعد قبر پر دعوت کے قابل ہوتا ہے اور جو اس طریق سے نہیں پڑھتا ہے بیشک رجعت کھاتا ہے اور بیمار اور مجنون ہو جاتا ہے ؀

جاننا چاہئے بعض ولی اللہ ایسے ہیں۔ کہ آدمی ان کو خواب میں جانتے ہیں۔ اور ظاہر جسم ان کا مست الست پڑا ہوا ہے۔ اور باطن اللہ کے مشاہدہ اور حضور میں غرق ہوتا

ہے۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ ظاہری آنکھ خواب میں اور دل بیدار مثل ذاکر دل کے اور مردہ دل کے ہے۔ خواب ظاہر باطن غفلت کے ساتھ خراب ہے +

شرح دعوت

اے طالب! جان کہ دعوت کے سات گنج ہیں۔ اوّل گنج الٰہی عرش اکبر کے نیچے ہے اور دوسرا گنج زمین کے نیچے ہے کہ نقدی خزانہ چاندی سونے کا ہے۔ اور تیسرا گنج دُنیا پر ہے۔ اور چوتھا گنج عقبٰے پر ہے جیسا کہ بہشت۔ اور پانچواں گنج ازل ہے۔ اور چھٹا گنج ایمان ابدی ہے۔ اور ساتواں گنج اللہ تعالےٰ کی معرفت + اور یہ ساتوں خزانے اولیاء اللہ کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھولتے ہیں۔ چنانچہ دعوت کا پڑھنے والا اندکر کار گذار شہسوار ہو +

اے طالب صادق! جان کہ فقیر کو رجعت مولے تعالےٰ کے چھوڑ دینے سے پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کے پیچھے رجوع لانے سے اور علماء کی رجعت خلاف علم سے ہے اور اہل دنیا کی رجعت بُخل سے اور جاہل کی رجعت شرک سے اور بادشاہ کی بعدلی سے اور بے اتفاقی سے، اور صاحب دعوت فقیر وہ ہے کہ نظر کے ساتھ ان تمام رجعتوں کو دفع کرے +

جان کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے مرتبوں کو پہنچا ہو۔ کیونکہ قبر مثل شیر کے ہے، قبر پر وہ سوار ہو سکتا ہے کہ جو شہسوار شیر نر ہو۔ اور قبر مثل کوہ طور کے ہے، اس پر وہ سوار ہو کہ مثل حضرت موسےٰ کلیم اللہ کے حضور جانے۔ اور قبر مثل آگ کے ہے، آتش میں وہ جائے کہ مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہو +

جان کہ قبر کے ایک طرف آگ ہوتی ہے اور ایک طرف قبر پس قبر پر قدم رکھنا آگ پر قدم مارنا ہے +

لیکن قبر کا عمل تین چیز کے واسطے درکار ہے۔ ایک یہ کہ جب بادشاہ کفار سے لڑائی لڑے۔ دوسرے یہ کہ جہاں ملحد ہوں۔ تیسرے یہ کہ جب اسلام کی عزت نہ ہو۔ ان تینوں وجہوں کے واسطے روا ہے کہ قبر پر سوار ہووے۔ اور قرآن شریف جو جانتا ہو پڑھے مگر یہ کام آسان نہیں ہے، جان فدا کرتا ہے، بہت دشوار ہے حدیث اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ

لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں ؂

یوصل الحبیب الی الحبیب

حدیث اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ موت ایک پُل ہے کہ حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کی حیات مطلق فراق ہے اور ممات عین وصل جناب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضور اور ملاقات اور اگر اولیاء اللہ اپنے مراتب باطنی کا احوال دُنیا میں دیکھیں، بیشک اپنے ہاتھ سے پیٹ چیر کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں۔ اور اگر اہل دُنیا اپنے حالات باطنی کو دیکھیں تمام عمر سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ نہ کہیں اور دُنیا سے ایسے سرد ہوں کہ موت اختیار کریں اور دنیا ہرگز اختیار نہ کریں۔ اس واسطے کہ دُنیا مغضوب اللہ کی دشمن خدا کی دوستوں کے گھر میں اگر کوئی لاوے تو خدا کے دوست اُس کو دشمن جانتے ہیں اور ایک درم بھی نہ لیں۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس ؎

اسم باھُو بیک نقطہ یاھُو شود ۔۔۔ درد باھو روز و شب یاھو شود
اسم ھو سیف است باھو بر زباں ۔۔۔ قتل کن ایں نفس کافر ہر زماں
اسم یاھو گشت باھُو راہبر ۔۔۔ پیشوائے شد محمد معتبر

دعوت باطنی کی ترتیب کہ ذکر اور فکر سے ہو۔ پاس انفاس مطلق مطلق راہ باطنی خاص الخاص ہے۔ حق طلب زندہ دل دعوت میں غرق اور جذب اللہ کے نام کے ساتھ اور دعوت تجلی کہ اسم اللہ کے اسم ذات سے ہوں۔ اُن سے نور کی بوندیں مثل مینہ کی بوندیں کے اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حرف الف اور حرف ل اور حرف دوسرا ل اور حرف ہ سے ٹپکتی ہے۔ اور اس کے دیکھنے سے دل کی آنکھ عین الیقین اور ظاہر آنکھ معرفت الٰہی کا سر علم الیقین کی طرف لیجاتا ہے اور جو اس یقین سے بے یقین ہو۔ بیشک کافر ہو ؂

اور تجلی کی تحقیق محمدی طریق سے کرنا چاہیئے کہ بوقت برسنے نور تجلی اللہ کے اُس پاس ناری شیطان بہت آتے ہیں۔ آدمی کو بدعت اور شرک اور استدراج اس مقام میں ہے باخبر رہے۔ اس مقام اور احوال میں مرشد دستگیر باخبر کھینچتا ہے۔ زیر وزبر ہونے

سے کہ گمراہی ہے۔ توفیق الٰہی بہمراہی اسم اللہ رفیق ہوجاتی ہے پس متاع مشک کو چھوڑ اور شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابتدا اور انتہا میں تمام وکمال ہاتھ میں لے کہ یہی دین ہے اور دعوت ریاست دوسری ہے اور راز دوسرا ہے ؎

دم رواں باشد بمثل تیغ تیز دعوت چوں تیر وہم از دل بخیز

اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں اور بیان کی کیا حاجت ہے۔ کامل فقیر کو شروع کرنا چاہیئے۔ اس میں کل مخلوقات اور انبیاء اور اولیاء کے ارواح اور تمام اہل اسلام کے ارواح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے پڑھنے والے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مع اصحاب کبار کہ ایک لاکھ تیرہ ہزار اصحاب صفہ اور بدر اور اہل عرب اور عجم ہیں، حاضر ہوتے ہیں۔ اور موکل اور ملائک اور اٹھارہ ہزار عالم جنبش میں آتے ہیں۔ اور تمام طبقات اُس کی قید میں ہوجاتے ہیں ؛

اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں ہے۔ اگر زیادہ روز متواتر پڑھے۔ تو حق جل وعلا کی قسم ہے اور اللہ تعالےٰ کی قسم ہے۔ کہ فرشتے اُس ملک اور سرزمین کو ہلاکر پُشت پر ڈال لیں۔ اور زیر وزبر کردیں ؛

اس دعوت کو کم از کم ایک روز اور اگر سخت کام ہو تو تین روز پڑھے۔ اگر زیادہ پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہیگا جو شخص اللہ کے کلام میں اور دعوت میں دعائے سیفی کے شک لاوے کافر ہے۔ اس واسطے کہ دعوت کلام ربانی کی برحق ہے لیکن بشرط اس کے کہ پارہ کشتہ نہیں ہوتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور قابل کیمیا کے نہیں ہوتا بجز کیمیا گر کامل کے۔ لہٰذا یہ دعوت بجز ہمنشینی قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کی رجعت ہو سوائے اجازت مرشد کامل کے ؛

جاننا چاہیئے کہ صاحب دعوت عامل کامل کو کچھ مشکل نہیں ہے کسی بات کا قید میں لانا اور تابع کرنا۔ علم اکسیر سے علم تکثیر زیادہ ہے۔ اَلعِلمُ تَکثِیرٌ فَوقَ الاِکسِیرِ۔ جو اس طریق سے دعوت دیتا ہے۔ ظاہر محتاج اور باطنی غنی ہوجاتا ہے ؎

نفس را رسوا کند بہر از گدا پر ہر دمے قدمے زند بہر از خدا

اے طالب صادق! جان کہ ہمنشینی قبر سے قرآن پڑھنا مشکل کھول دیتا ہے اور باطن میں مجلس روحانی اور ہمراہ انبیاء اولیا سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور مرتب علیہ نوح اللہ

تم باذن اللہ کے اور اسم اعظم کے اولیاء اللہ کی قبر سے ملتے ہیں اور الہام غرق وحدانیت اور جاری ہونا ذکر اور فکر قرآن سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور علم لدنی اور معرفت الٰہی اور علم کسبی اور رسمی قرآن کا اولیاء اللہ کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام ملک مثل سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں لانا اور ہر مقام ظاہری اور باطنی اور عالمگیر بادشاہی دنیاوی قرآن سے قبر اولیاء اللہ سے ظاہر اور حاصل ہوتی ہے۔ اور آدمی عالم عارف ہو جاتا ہے، لیکن بحکم اجازت مرشد کامل کے کہ مراتب باطنی اولیاء اللہ صاحب دعوت کے بہت ہیں۔ اور ہمیشہ چار لشکر باطنی اس کے گرد دیگرد محافظت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتا۔

اور چار لشکر یہ ہیں اوّل لشکر ارواح سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کبار اور جمیع احباب۔ دوم لشکر شہدا اور جمیع امامین شہیدین ابی محمد الحسن وابی عبداللہ الحسین۔ تیسرا لشکر فرشتوں کا جو موکل ہیں۔ چوتھا جنوں کا۔

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہر ہتھیار تیغ اور تیر مع کمان اور سنان نیزہ اور کارد اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے۔ غیب الغیب سے جس کسی پر جذب اور غضب اور قہر کرے اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھاوے اور اسی درد سے مر جاوے لیکن فقیر کو چاہئے کہ باخبر خدا ترس با ادب دار رہے اور کسی کو نہ ستاوے چنانچہ حدیث ہے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ جو شخص اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے۔

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ

حدیث اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ اللہ کے واسطے دوستی اور دشمنی کرے۔ جو خدا کے دوست کو ستاویگا، دونوں جہان میں خراب ہوگا۔ اور یہ کہ بعض آدمی اہل دنیا پر دعوت پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص سانپ پر منتر پڑھے۔ اور اپنے حکم میں لاوے۔ ایسے آدمیوں کو ولی اللہ نہ کہنا چاہئے۔ افسوس کہ ہے اور جو کلام پاک کو خلق کے رجوع کے واسطے پڑھتے ہیں۔ اور یہ مطلب دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان سے درم و دینار بطور نذر کے لیں۔ محض رزق اس طور پر رکھیں اور جانیں۔ اور خدائے عزوجل پر اعتبار اور یقین نہ رکھیں وہ شرک اور ریا میں مبتلا ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ تعالےٰ اس فرقہ سے نگاہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۔ میری آیتوں کو تھوڑے سے دام میں مت بیچو ۔

اگر نصیب دنیا میں ہوتا۔ تو فرعون کا نصیبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ صاحب نصیبہ وہ ہے کہ تمام عمر آپ کو ظاہری اور باطنی عبادت میں تصرف کرے چنانچہ معرفت رازکی عبادت خدا مانز کی ۔

قولہ تعالیٰ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے۔ اور درم و دینار بخیل جمع کیا کرتے ہیں ۔

ہرکہ بردین محمد شد فدا ۔ میرسد در مرتبہ اولیاء

حدیث مَنْ تَوَکَّلَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ ھَلَکَ جس شخص نے اللہ کے غیر پر بھروسا کیا وہ ہلاک ہوا ۔

اور سمجھنا چاہیئے کہ صاحب دعوت کو جو کامل ہو۔ زکوٰۃ اور نصاب اور دور بدور اور بذل ختم کی حاجت نہیں ہے۔ اور پڑھنے کا وقت پہچاننا اور جائے قیام اور رجعت اور عدد اور حساب نیک و بد اور ترک حیوانات جمالی اور جلالی اور کمالی کہ یہ سب وسوسے اور خطرات رجعت کے ناقصوں کو پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ حاجت کے درمیان حسبتہ للہ اللہ کا نام نہیں لاتے اور مخلوق کے واسطے پڑھتے ہیں اور روپیہ پیسہ لیتے ہیں ۔

با مؤکل دائرہ عدد و حساب	از بروج کوکیش شد الکتاب
بہتر آں باشد کہ با حق راز کن	تا ترا حاصل شود آوازکن
گنج حق دریاب دریا دل شوی	در ہر قدم ہیچ جبالش میروی
ہر زموجش دُر از دریا کشی	موج دم دُر یک شود یکتا شوی

جان کہ ذکر اور فکر اور مراقبہ اور محاسبہ اور حجرہ خلوت یہ سب مرتبہ خام اور ناتمام ہیں۔ اس واسطے کہ دل کا حجرہ اور خلوت مٹی کے حجرہ اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ مٹی کا حجرہ کم تر ہے۔ جس نے پایا دل کے حجرہ سے پایا۔ اور جس نے دل سے پایا گل سے دور ہوگیا۔ بلکہ گل کے حجرہ میں چالیس روز بیٹھنا جہل ہے اور شرک اور کفر ہے۔ کس واسطے کہ کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ کو چلّہ سے حاصل ہوئی۔ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اس سبب سے حجرہ اور خلوت سب استدراج ہے۔ بہتر نہیں ہے کہ ظاہر شریعت کے ساتھ تمام سنت اور جماعت

اور باطنی قوت کے ساتھ طریقت اور حقیقت اور معرفت ظاہر بخلق اور باطن بخالق۔ ہاں چار مرشد ہونا چاہیئے۔ اول مرشد شریعت اور دوم مرشد طریقت اور سوم مرشد حقیقت اور چہارم مرشد معرفت۔ اور اگر ایک ہی مرشد سے ہر چہار مقام حاصل ہوں۔ اسی سے یکتائی کا سبق لے۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ٭

تمام ہونا معرفت الہٰی کا یہ ہے، فقر محمدی وہ راہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ؎

گر بنگرم جاں میرود گر جاں رود چوں بنگرم
حیران در کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم

جان کہ راہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تماشا بینی ہے۔ خلق کے غوغا اور ہرزہ گری میں نہیں ہے کہ فقر محمدی سے بہت بعید ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے:۔

ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ	پھر تحقیق تم بعد اس کے البتہ مرو گے اور
ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ٭	پھر تم قیامت کے دن البتہ اٹھو گے ٭

اللہ کے نام کے ساتھ مشغول رہ۔ کیونکہ قیامت کے دن ذاکر اور عارف قبر سے اللہ کا ذکر کرتے اٹھینگے اور بلا حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہونگے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی برکت سے ٭

دوسری ترتیب دعوت یہ ہے۔ کہ اول علم دعوت آدمی کو چاہیئے۔ اور علم دعوت علم تکثیر کو کہتے ہیں۔ اور جو علم تکثیر میں عامل ہو نہ اس کو رجعت ہے نہ زوال۔ اور علم تکثیر چار علم کھولتی ہے۔ علم تفسیر اور علم اکسیر اور علم تاثیر اور علم کلیہ تزکیہ در تصفیہ و تخلیہ۔ یہ ہی دو تکثیری اور مراتب کیمیا نظری کے ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں۔ کہ اس کا دل آواز بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر اس کو کہتے ہیں کہ ایک نظر میں جاہل کو عالم بنا دیوے علم لدنی بخشے کہ ہر علم سے کشف ہو ٭

یہ بھی جاننا لائق ہے کہ یہ کیمیا نظری نہیں ہے کیمیا نظری وہ ہے کہ دل کو زندہ کرے اور ہمیشہ حضوری میں ذکر کرے، جو کوئی ذکر نور کو پہنچتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے، یعنی تمام متابعت آنحضرت کو اٹھاوے یعنی سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے۔ اس کو سوائے متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سکے اور آپ کی راہ سے اور آپ کے راز کے کچھ خوش نہ آوے اُس کو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ کہتے ہیں اور خدا کی معرفت کا رسیدہ۔ اور فقر بھی یہی ہے۔

خلقت العلماء و الفقرا

حدیث۔ خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

عالم میرے سینہ سے پیدا ہیں اور سادات میری پشت سے۔ اور فقرا اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

اور حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔ فقیری میرا فخر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔ بموجب اس کے آیہ کریمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ۔

یعنی صبر میں ڈال دے تو اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ کہ بلاتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام خاص اسی کے واسطے اور مت ملا آنکھ اپنی اُن سے کہ قصد کرتے ہیں زینت کا دنیا کی زندگی کے لئے۔ اور مت تابعداری کر اُن لوگوں کی کہ جن کا دل ہمارے ذکر سے غافل ہے اور اپنی خواہشوں کے تابع ہیں [illegible]

مسکین کی تعریف

[illegible]

حدیث۔ اَللّٰھُمَّ [illegible] وَلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ [illegible]

[illegible] اے اللہ مجھ کو مسکین جلا اور مسکین [illegible] اور میرا حشر مسکینوں کے زمرہ میں کر۔

[illegible]

اور اولیاء مفلس فی امان اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عِقَابٌ مشہور ہے
اور اولیاء اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شمار میں نہیں لاتا۔ اور نہ کچھ رکھتا ہے۔ اور نہ منہ حساب کے
میدان میں لاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰے کا قول ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ
وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ اور اولیاء اللہ ان احوال سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ غرق
ہو اور سر واسطے سجدہ کے اور تن واسطے طاعت کے اور زبان واسطے ثنا کے اور دل واسطے
ذکر کے اور آنکھ واسطے دیکھنے معرفت کے اور روح واسطے فکر و فیض کے جیسا کہ فیض آفتاب
کا ہے اور قدم واسطے زیارت مومنین کے اور کمر واسطے باندھنے ہر امر معروف کے اور
کان واسطے سننے کلام الٰہی کے رکھتا ہو۔ باقی اللہ بس و ماسوئے اللہ ہوس ❊

پس اولیاء اللہ عارف باللہ کو سرود اور نغمہ مطرب اور حسن پرستی مطلق خلاف ہے
کہ ان ناشائستہ امور کو وجود میں کہاں جگہ دے ؂

غیر مولےٰ نیست در دل جائے من　　　　ہر چہ بینی غیر مولےٰ راہ زن
نغمہ سرودے ہست از نفس ہوا　　　　طالبانِ ایں ہوا دُور از خدا ؂

اور جو شخص کہ گناہوں سے باز نہ آوے۔ اور رات دن پشیمان نہ ہووے اور تائب نہ ہووے
معلوم ہوا کہ اُس پر نفس غالب ہے۔ پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسم اعظم پڑھے اور
دل میں ذکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اُس کی لذت سے اور ذکر کے غلبہ سے نفس مغلوب ہو
اور تمام عمر پھر گناہ نہ کرے۔ اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہوا ہو یا معرفت کی راہ اس
کو نہ کھولے اور رہبر ذکر اور رہبر عبادت سے اس کو حجاب ہووے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اسم
اللہ کا تصور زبان کے ورد کے ساتھ اور روح کے ورد کے ساتھ پکڑے اور پڑھے
اس کا حال، حال پر اور کشائش پر ہو جائیگا۔ اور معرفت مولےٰ پہنچیگا کہ وہم اور فہم میں
نہ سماویگا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے رجعت پیدا ہووے ❊

ذکر اللہ کی ترکیب

اُس کا علاج یہ ہے کہ آدمی رات کو جنگل میں جاوے اور دریا کے کنارہ پر پہنچے۔ اور
دوگانہ بار واح پاک حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے اور حرف اسم اعظم
اللہ کا اسم محمد کے ساتھ چند بار تکرار کرے تاکہ سیاہی اُس کے دل کی دُور ہووے

اور مؤکلان جنونیت اہل اسلام خاکیوں کے ارواح کے ساتھ باطن میں اس کے ساتھ مصافحہ کریں اور مقصد کو پہنچے، اور اس کا نفس تابعدار ہووے ؎

نفس چوں غالب شود بر دل کہ تعبیرش میرس
شحنہ چوں ظالم شود دہ را خرابی اکبر است

جان کہ تین مقام سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دنیادار سے تارک اور فارغ ہونا مشکل ہے۔ جیساکہ کافر کو کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا مشکل ہے۔ دوسرے اہل کشف کو کہ ہر مرد کے ساتھ اخلاص کرے واسطے رجوعات خلق کے اور زیادتی دنیا کے۔ چنانچہ یہ مقام طریقت کا ہے۔ اور طریقت کے مقام میں بالکل نفس کی آسائش ہے نام اور ناموس کے ساتھ اور حقیقت اور معرفت کو پہنچنا مشکل ہے کہ اہل طریقت آپ کو حضور جانتے ہیں لیکن بہت دور ہیں سوائے دستگیری مرشد کامل کے کب حضور ہو سکتا ہے۔ تیسرا مقام دعوت پڑھنے کا وجود خام کو مشکل ہے کہ بعض دعوت پڑھنے سے مؤکلان جنونیت دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پریشان اور سرگرداں ہمیشہ سیر اور سفر میں اور بعض دعوت سے اہل بدعت اہل شرب تارک الصلوٰۃ مطلق جنونیت عالم غیب سے خراب اور بعض کو فقر مکب حدیث نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فَقْرِ الْمُكِبِّ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے ساتھ فقر مکب سے حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے۔ اور بعض کو تمام دنیا دعوت سے حاصل ہوتی ہے۔ جیساکہ خزانہ ظاہر اور باطن۔ یہ بھی دعوت سے رجعت کھا کر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام و کمال ہونا مراتب فرعون کے ہیں کہ اتنا اور شرک میں پڑ جاوے کہ کسی مفلس نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں تمہارا رب برتر ہوں نہ کہا اور دعوت دریائے عمیق ہے اور لائق پڑھنے صاحب توفیق کے ہے اور صاحب توفیق ولی اللہ کو چاہیے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے حرف کے تصور میں ہے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو جاوے۔ اور اس کے دریائے عمیق میں غرق ہو جائے اور مشاہدہ تجلیات کی تحقیقات کا دیکھے کہ باطن اس کا ظاہر ہو اور یا یہ کہ اس کے حرف سے دل میں الہام ہووے۔ پس جب اس کیفیت پر پہنچے تو سمجھے کہ یہ حرف اعظم ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیے کہ تیس حرف عرش اعظم کے آس پاس جو لکھے ہوئے ہیں۔ پس انہیں تیس حروف سے تیس ہزار علم پیدا ہوئے ہیں اور ان علموں کو سوائے حضور

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کوئی نہیں جانتا ہے ۞

پس علم کشف اور علم معرفت اور علم لدُنی کسی کو بغیر اجازت حضور محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ بغیر مطالعہ حروف عرش کے کسی کو حاصل ہوتا ہے ۞

پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے۔ تو اُس کو چاہئے کہ حرف الف سے حاصل کرے۔ پس جو کوئی حرف الف سے حاصل نہ کریگا۔ وہ ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ اور نہ منزل مقصود پر پہنچیگا ۞

چونکہ صوفیہ کہتے ہیں کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے۔ اور باقی جو حروف ہیں وہ سب الف کی صفات ہیں، پس جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہوجائیگا۔ تو صفات خود بخود حاصل ہوجائینگے ۞ اور سراپردۂ ظاہری اور باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے۔ لیکن اس شرط سے کہ اس علم کے تیس حرف سے ایک حرف مثل دائرہ حاضرات روحانیات کے کشف اور کرامات اور مقامات ذات اوصفات کل جزو کا قصور اور تصرف میں ہے۔ اور ان تیس حروف کی تیس کنجیاں ہیں، اُن کنجیوں کو صاحب خزانہ کا جانتا ہے اور کیا جانے اہلِ تقلید سے کہ یہ راہ ہے۔ اور اگر کسی کو نصیب نہ ہو۔ بے نصیب ہے۔ پس نصیب نہیں حروف کے علم سے ہے۔ اور جو کوئی اس علم کو رات دن مطالعہ میں لاتا ہے تو یہ مطالعہ لوح پر لیجاتا ہے۔ اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور اللہ میں غرق ہوکر عارف باللہ ہوجاتا ہے۔ اور مرتبہ عارف باللہ کا بعید اور بے شمار ہے جو وہم میں اور فہم میں نہیں سماتا ہے۔ اور وہ مقام لی مع اللہ کا ہے ۞

ع
فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نہ گنجد در مقام لی مع اللہ

جیسا کہ حدیث ہے لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
اللہ کے ساتھ مجھ کو ایک ایسا وقت ملتا ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی [illegible]
اور علم منطق اور معانی اور جو علم کہ تو جانتا ہے اور پڑھتا ہے [illegible] اور معرفت
ربانی ہے ان [illegible] کوئی چیز [illegible] لیکن [illegible] کا حال چاہیے
[illegible]

کامل ہوتا ہے اور مکمل بنتا ہے۔ اور وہ تیس ۳۰ حروف یہ ہیں:۔

۱ تصوّر ا	۲ تصوّر ب تصرّف	۳ تصوّر ت تصرّف	۴ تصوّر ث تصرّف	۵ تصوّر ج تصرّف
۶ تصوّر ح تصرّف	۷ تصوّر خ تصرّف	۸ تصوّر د تصرّف	۹ تصوّر ذ تصرّف	۱۰ تصوّر ر تصرّف
۱۱ تصوّر ز تصرّف	۱۲ تصوّر س تصرّف	۱۳ تصوّر ش تصرّف	۱۴ تصوّر ص تصرّف	۱۵ تصوّر ض تصرّف
۱۶ تصوّر ط تصرّف	۱۷ تصوّر ظ تصرّف	۱۸ تصوّر ع تصرّف	۱۹ تصوّر غ تصرّف	۲۰ تصوّر ف تصرّف
۲۱ تصوّر ق تصرّف	۲۲ تصوّر ک تصرّف	۲۳ تصوّر ل تصرّف	۲۴ تصوّر م تصرّف	۲۵ تصوّر ن تصرّف
۲۶ تصوّر و تصرّف	۲۷ تصوّر ہ تصرّف	۲۸ تصوّر لا تصرّف	۲۹ تصوّر ء تصرّف	۳۰ تصوّر ی تصرّف

اور یہ تیس ۳۰ حروف عرش کے آس پاس لکھے ہیں اور ہمیشہ اس میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رہتے ہیں۔ بغیر حکم اور اجازت حضرت پیغمبر صاحب کے جاری نہیں ہوتے ہیں اور عمل میں نہیں آتے۔ اور تاثیر نہیں کرتے لیکن یہ طریق سے رواں ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ سات حروف واسطے شمشیر کے کہ واسطے قید میں لانے ملک بادشاہ کے کہ ظلّ الٰہی ہے اور سات حروف واسطے معرفت اور توحید الٰہی کے کہ مرتبہ اہل اللہ عارفان باللہ کا ہے۔ اور سات حروف مطلق کلید ہیں کہ خزانہ اللہ کے ظاہر اور باطن جو الفقیر صاحب نظیر ولی اللہ کے ہیں۔ اور سات حروف واسطے دعوت کے توکّل اور جنوں اور ارواح خاکیوں اہل اسلام کے قید میں لانے کو اور ہر علم کی کشائش اور دُنیا کے درجوں کی ترقی کو کہ مرتبہ بندوں کے ہیں۔ اور ان ہر ایک کو مرشد کامل عرش اکبر کے حضور میں خواب میں یا مراقبہ میں لیجا کر لوح سے اگر واقف نہ کرا دے۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ دلا دے اور مطالبہ کو رد اوّل نصیب کرا دے اس کو مرشد نہیں کہ سکتے کہ مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ کا عظیم سِر ہے۔ اللہ بس اور ماسوے اللہ ہوس ٭

بیت عالِ صادق ایمان کے تیس حروف چار قسم کے ہیں۔ چنانچہ سات واسطے توحید الٰہی

مراتب باطنی کے، اور سات حروف واسطے کشائش علم ظاہری کے اور تفسیر کے اور سات حروف واسطے علم دعوت تکسیر کے اور نو حروف واسطے علم کیمیائے اکسیر کے جو ان حرفوں کو پڑھے موکل حاضر ہوں۔ اور آواز دیتے ہیں اور ترتیب کیمیا کی درست کرتے ہیں کہ ہرگز اس میں خلاف نہیں ہوتا یہ سب آسان کام ہے اور دنیا فانی بے اعتبار ہے اور محنت ایک رات دن ہے۔ اور ہمیشہ ہوس کیمیا کی طلب میں مرے ہیں۔ اور مطلب کو نہیں پہنچے۔ درایمان اپنے ساتھ نہیں لیگئے ہیں۔ بس مولےٰ کی طلب کر کہ کلیہ مقصود ہے۔ جو مولےٰ کے سوائے طلب کرتا ہے مجنون محجوب اور مجذوب ہے ٭

دیگر ترتیب دعوت کی کہ ویرانہ میں جائے کہ جہاں ریگ ہو۔ اور اس میں نقشہ روضہ مبارک آراستہ کرے اور قبر مبارک بنادے بطریق نمونہ کے کہ درج ذیل ہے اور جو کہ گرد روضہ شریف کے لکھا ہے پڑھے۔ انشاء اللہ بحرمت روح مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام بیشتر ہوگا۔ جو شک لاوے کافر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور وقت پڑھنے کے روح القدس پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے۔ بلکہ خوانندہ عارف باللہ مشرف ہو کر زیارت کرتا ہے اور جواب پاتا ہے ٭

نقشہ روضہ مقدس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم	الٰہی بحرمت روضہ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جود و کرم کارم دینی و دنیوی مقصود	محمد رسول اللہ لا الٰہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الٰہی بحرمت مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار سید یا عمر رضی اللہ عنہ مزار سید نا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مزار شریف سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۵	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

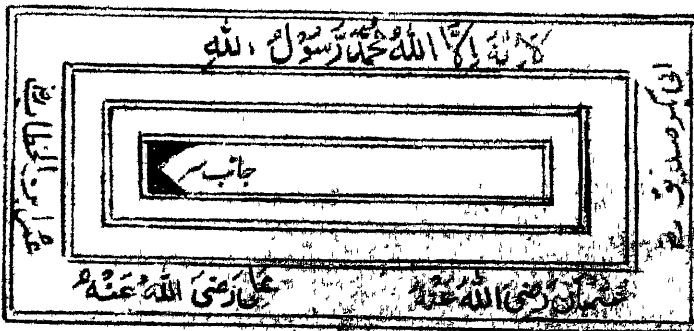
علم اکسیر کی بحث و طریق دعوت

اور اگر کوئی چاہے کہ کام دینی اور دنیوی مثل علم اکسیر کے اشارہ کے ساتھ جلد مقصود کو پہنچے۔ اور مہم اور کار بستہ اس طریق کے ساتھ دعوت پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لحظہ میں یا رات دن میں یا انتہا ایک ہفتہ تک حاصل ہو +

چاہیئے کہ رات کے وقت یا دن میں جنگل میں ہووے جہاں ریگستان ہو۔ اس ریگ پر قبر بناوے اور قبر کے آس پاس پانچ نام لکھے۔ چنانچہ قبلہ کی طرف نام پاک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھے۔ اور ہر چہار طرف نام حضرت اصحاب کے چنانچہ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بعد اس کے دوگانہ نیاز نفل یا روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ مع اصحاب کبار شروع کرے۔ رکعت اول میں چھ بار سورہ یٰس اور رکعت دوم میں پانچ بار پڑھے۔ اور شروع نماز میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مع اصحاب کبار حاضر جانے جس نیت سے پڑھیگا حاصل ہوگی +

اور اگر واسطے قہر اور غضب دشمن کے پڑھے۔ شہر اور مقام اور زمین وہاں کی قیامت تک ویران رہے۔ اور اگر واسطے آبادی کے پڑھے قیامت تک آباد رہے۔ اس دوگانہ کو مستجاب کہتے ہیں +

نمونہ قبر مبارک کا یہ ہے



طریق دعوت

ط طالب طمع از جان برآرد واز حرف ط طاعت بسیار کند	ا طالب صادق صدق الاصفیا و از حرف ا ارادہ صادق دارد	ل طالب لایحتاج لاف نہ زند از نفس الصفات زاہد واز حرف ل لائق لقارب العالمین شود	ب طالب بستخن از دانش برآید مثل آئینہ رو نماید واز حرف ب دائم باادب باشد۔
م مرشد از حرف م مرد میدان الٰہی و اید پہلوان دفع کند از خاک نفس شیطان محو معرفت عارف باللہ	ر واز حرف ر راز بخش رب العالمین . .	ش واز حرف ش شاہد حال در وصل حق لازوال .	د واز حرف د دوام غرق بحق باشد . .

شرح جو مرشد کہ اللہ کے طالب کو حضور میں حضرت نبی اللہ کے نہ کرے مثل شیطان کے ہے۔ اور مرشد صاحب نظر چار نظر سے ناظر ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کو حضوری حق کہتے ہیں۔ اور صاحب نظر متوجہ راز حقیقی ہے۔ اگر علماء کی جانب عامل نظر کرے۔ علم باطنی معرفت الٰہی کل اور جزو واضح ہووے۔ اور وہ عالم عارف باللہ کامل ہو جاویں اور بلا ریاضت اور محنت مشقت کے اور بلا ذکر اور فکر کے اور بلا مراقبہ اور محاسبہ اور بلا مکاشفہ کے صاحب خزانہ ہوں۔ اور علم معرفت کہ سینہ میں آوے۔ علم رسمی سینہ سے زبان کھل جاوے۔ اور اگر صاحب نظر توجہ سے راز اللہ کے جاہل کی طرف نظر کرے۔ تو علم ظاہری اُس کو ظاہر ہو جاوے مثل حضرت خضر علیہ السلام کے۔ اور اگر صاحب نظر اہل دنیا کی طرف نظر کرے تو اس کے دل پر خوف الٰہی اور ڈر قیامت کے حساب کا ایسا پیدا ہووے کہ یکبارگی دُنیا کو ترک کر دے اور فقیری میں قدم رکھے اور تمام عمر فقر محمدی کو اختیار کرے۔ اور وصال حق سے ہو جاوے اور اگر مفلس اور عاجز کی طرف نظر کرے، ایسا غنی ہو جاوے کہ تمام عمر دُنیا میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ مگر ایسا ناظر خام ہے، کیونکہ بیماری دُنیا خواری ہے ناظر وہ ہے کہ اس سے تمام مطالب، ناظر کے پیدا ہوں۔ ایک نظر میں اپنے طالبوں کو اسرار ربوبیت پر پہنچا دے مثل مجموعہ پانچ نظر کے کہ بالا لکھا گیا۔ اُس کی ایک نظر میں ہووے ~

چوں پنج نظر ش یک نظر شد یک وجود ۔۔۔ از پنج پنجہ پنج گنج یافت زود

ہر کہ خود را داد نظرش با احد نظراللہ مے برد آں را بحضرت مصطفٰے

جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ حق کو پہنچا تو خودی اور بد خوئی اس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے۔ نیستی سے ہستی ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلق عذاب ہے یعنی ہستی اسلام برحق ہے اور نیستی کفر باطل۔

مرد کامل وہ ہے کہ حق کی طرف لے جائے اور مرشد ناقص شیطان ہے۔ کہ باطل کی طرف کھینچتا ہے یعنی حق اور باطل سے۔

پس اے طالب حق! جان کہ حق کس کو کہتے ہیں۔ اور باطل کس کو، یعنی حق فقر محمدی ہے کہ فخر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور باطل دُنیا مال فرعون کا ہے جس پر فرعون نے فخر کیا ہے اور مجلس انسان اور شیطان کی راست نہیں آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

شیخ کامل کی حقیقت

حدیث۔ جَعَلْنَا شَیْخَ الْکَامِلَ نَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِالزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَیْخَ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانِ۔

یعنی پیدا کیا ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان کا جیسا کہ نبی آخر الزمانے کے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیدا کیا ہم نے ناقص پیر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان کا جیسا کہ شیطان سنگسار۔

پس جاننا چاہیئے۔ کہ ہفت سالہ خدمت مرشد کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے جو عبادت کہ کثرت کے ساتھ ہو۔ خدمت مرشد سے انسان ہو جاتا ہے پس اس ایک ساعت کی ساعت دوام عبادت سے بہتر ہے۔ کہ کسی وجہ سے نفس خلاف نہیں چلتا۔ اور آدمی کو نفس سے چھٹکارہ نہیں ہوتا ہے۔ سوائے خاص اخلاص حاصل ہونے کے، چنانچہ حدیث قدسی ہے:۔

کُلُّ الْعَالَمِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْعَامِلِیْنَ وَکُلُّ الْعَامِلِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْخَائِفِیْنَ وَکُلُّ الْخَائِفِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْمُخْلِصِیْنَ۔

یعنی تمام عالم مُردہ ہیں۔ مگر عمل کرنے والے اور تمام عمل کرنے والے مُردہ ہیں۔ مگر ڈرنے والے اور تمام ڈرنے والے مُردہ ہیں۔ مگر خالص لوگ۔

اور خالص خاص اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے وجود میں ذکر خفیہ بے قیاس ہو۔ جیسا کہ دریا آب رواں کا بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رونگٹا ایک موج مارے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ کے کہ خود سُنے اور دوسروں کو سُناوے ؛

شرح طالب کی کہ حرف ط سے طیرِ وجود۔ اور جو کہ طیرِ وجود کے ساتھ ہے۔ وہ ایک وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے اور حرف الف سے امان اللہ در حرف ل سے لاابتاج اور حرف ب سے بہرہ نہ دے نفس کو، سوائے لذت اپنے گوشت کھانے کے اپنے وجود کے ؛

گوشت کی تعریف

معنی لذت ولحم

دُنیا میں چار گوشت اور چار مزے ہیں۔ ان چار گوشت سے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔

لَحْمٌ بِاللَّحْمِ وَلَحْمٌ فِي اللَّحْمِ وَلَحْمٌ فَوْقَ اللَّحْمِ وَلَحْمٌ كُلُّ اللَّحْمِ	ایک گوشت گوشت کے ساتھ، اور ایک گوشت گوشت میں، اور ایک گوشت گوشت پر اور ایک گوشت تمام گوشت ہے

ہر کہ بخورد گوشت جانِ خویش را ۔۔۔ صد ہزاراں لذت درویش را

اور جو کوئی وحدانیت کی تحقیق سے ظاہر اور باطن میں ہر چہار ذکر کے ساتھ ایک وجود نہیں ہوتا اُس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ اور جو کوئی دنیا کی محبت سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے تو رات دن اُس کو ملازمت حضرت پیغمبر صاحب کی میسر نہیں ہو سکتی۔ اور مرشد لائق ارشاد کے وہ ہے۔ کہ اللہ کے طالب کو سات چیزوں سے نکال ڈالے ؛

چنانچہ اول گانے بجانے کے شوق سے اگرچہ آواز داودی لحن کی ہو۔ دوسرے غفلت سے اور غفلت مُلک دُنیا سے ہے۔ اگرچہ دُنیا ملک سلیمان ہو۔ اور تیسرے بخل سے اگرچہ بخیل کے پاس قارون کا خزانہ ہو سیر نہ ہو۔ اور چوتھے قیل و قال سے۔ اگرچہ قیل و قال علم اور فقہ کے مسائل کی ہو۔ اور پانچویں ہوا سے اگرچہ ہوا عرش کے سیر کی ہووے۔ اور چھٹے ترک صلوٰۃ سے اگرچہ تارک الصلوٰۃ مثل شیطان کے ہو۔ اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کر دے۔ اور ساتویں تحصیل علم سے اگرچہ علم باعور کا ہو ؛

معرفت الٰہی کے مرتبوں پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہر زبان بستہ ہو، اور اگر زبان کھولے تو اللہ کے نام سے کھولے۔ مرشدی اور طالبی میں بڑا اسرار ہے اور قلب کی حرکت آواز بلند کے ساتھ ذکر قلب نہیں ہے۔ بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ دل سے راز ربوبیت حقیقی کے مشاہدہ کا پیدا نہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے مولےٰ کی حضوری کی طلب نہ کرے وہ مولےٰ کا طالب نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو دوام حضور حاصل نہ کرائے، وہ مرشد نہیں ہے۔ اور اگر طالب، مرشد کو ظاہر اور باطن میں اپنی شہ رگ سے نزدیک نہ جانے مطلوب کو نہیں پہنچتا۔ مگر راہ حضوری کی اسم ذات کے تصور سے اور اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم سرور کائنات کے تصور سے ہو۔ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور جو کوئی راہ حق کے حضور سے منکر ہوتا ہے، کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا ✦

اسم اعظم کی دعوت

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آوے کہ کسی طرح آسان نہ ہو، چاہئے کہ انگشت نر کے ناخن پر اسم اعظم لکھے اور اس پر نظر رکھے اور چند مرتبہ پڑھے۔ اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سو رہے حقیقت معلوم ہو گی اور اگر سوتا اٹھ بیٹھیگا کار بستہ کی کشائش ہو گی۔ اور ہر مقصد پورا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ کے کرم سے۔ اس دعوت کو طرفۃ العین کہتے ہیں ✦

اور اگر کوئی شخص اللہ کا طالب اسم اللہ کے تصور سے اور یا عطائے فیض اللہ سے اور یا مرشد کامل کی نظر سے تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب اور تجلیہ روح اور مشاہدہ سر حاصل کرے۔ تو ان علوم کی برکت سے طالب کا پردہ باطنی کھل جاوے اور معرفت کی آنکھ ظاہر ہوئے اور پردہ ظلمانی کی تاریکی سے اسم ذات کی برکت کے ساتھ باہر آجاوے۔ اور مشاہدہ طبقات ارضی و سماوی کا عرش سے تحت الثریٰ تک نمودار ہو۔ اور جو چیز کہ آدمیوں پر پوشیدہ ہے مشروحاً اس کو دیکھے۔ چنانچہ باطن میں ظاہر ہووے۔ اور معرفت مولےٰ کی راہ سے ہر ایک کو شرح بتاوے اور اس کے احوال کو موافق قرآن اور حدیث کے بیان کرے۔ مگر راہ تحقیقات کی اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں لانا آسان نہیں ہے۔ لیکن توحید کی معرفت کا دریا ابتدا سے انتہا تک نگاہ رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے۔ کہ اندر دریائے معرفت توحید الٰہی کے دل کے ساتھ موج مارے، اور طغیانی میں جوش اور خروش کے ساتھ ہے۔ اور عارف باللہ خاموش۔ مرد عارف

وسیع حوصلہ ہم صحبت نبی علیہ السلام کا دریا نوش ہے۔ مگر ان مقامات معرفت الٰہی کو کم حوصلہ خود فروش کیا جانے۔ اور عارف کا ہر رونگٹا شوق کے لشکر کا فوج ہے ؂

مرد آں باشد بہ پوشد خویش را ۔ راہ عرفاں ایں بود درویش را

جاننا چاہیئے۔ کہ ہر ایک مقام اس منزل کا پُر آفات ہے، کیونکہ طے کرنا راہ فقر باطنی کا آسان نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ میں ہزار در ہزار اور بیشمار غار ہیں۔ پس یہاں مرشد کامل چاہیئے کہ صاحب صدق، اور یک دل اور یک رنگ ہو۔ لیکن صدق اور یقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی اور بدی سے ہے۔ اور جو کہ نیکی اور بدی مرشد کا طالب اور جاسوس ہے۔ وہ مدعی سرکش جان مرشد کا دشمن ہے۔ مرشد کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود اور بے مقصود کو طالب نہیں کہہ سکتے۔ اور طالب حقیقی حق پرست خدا کی وحدانیت کا مست ہزاروں میں ایک ہوتا ہے ورنہ یوں تو بیشمار ہیں۔ طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مولےٰ کی طلب میں بڑا اسرار ہے ؂

طالباں را از طلب معلوم کن ۔ زاں طلب معلوم کردن ہر سخن

طالب کی حقیقت

طالبوں کو طلب سے معلوم کر اور اس سے ہر بات معلوم کرلے۔ طالب مُردار دنیا جیفہ کے بہت ہیں۔ اور با ہوس بہت ہیں۔ طالب مولےٰ مثل خاک کے مُردہ نفس اور زندہ دل اور رُوح پاک ہوتا ہے۔ مرشد کے پاؤں کی خاک پلکوں سے جھاڑتا ہے۔ ہر کا نفس مرشد کی نظر سے کھینچ جاتا ہے۔ اگر طالب جانفشاں نہ ہو تو وہ طالب اپنے مطلب کے ساتھ راہزن ہے ؞

اے باھُو! باخبر رہ، طالب بدصفت مت ہو۔ صورت شیطان کی فریب دینے والی ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ طالب بدکردار اور عورت قحبہ خوار سے دونوں جہان کی خرابی ہے۔ بلکہ دشمن ایمان اور دوسرا شیطان ہے ؞

قولہٗ تعالیٰ۔ یَا بَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ؞

اے آدم کی اولاد شیطان کو مت پوجو، وہ تمہارا بیّن (ظاہر) دشمن ہے ؞

اور علم سے سب چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم جاننے کو کہتے ہیں۔ اور جس نے جانا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد اور اعتبار لایا۔ یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ آنکھ اور چشم حق بین ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی دو قسم کا ہے۔ علم رسم یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا، اس میں سراسر شور و فغاں ہے۔ اور علم معرفت باطنی توحید الٰہی بے زبان کے پڑھنا اور بے آنکھ کے دیکھنا، مراقبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ خاموش۔

جاننا چاہیئے کہ یہی راہ فقر کی ہے کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ اللہ کا طالب مجاہدہ اور دعوت سے عامل کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی برکت سے اس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے کہ جو زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ کا طالب مقام ذکر اور فکر اور مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے مقام توجہ میں آتا ہے۔ اور توجہ وہم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہم خیال سے اور خیال قرب وصال۔ اور قرب وصال مشاہدہ غرق فنا فی اللہ بقا باللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کے وجود میں چون و چرا اور خودی اور غرور اور منی نہیں رہتی ہے۔

مثل ہے کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے ہمکلام ہو۔ وہ آدمی عام آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر زبان کھولتا ہے تو سوائے بادشاہ کی بات چیت کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ ہم سخن خدائے تعالےٰ سے ہوتا ہے دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور خلوت سے جگر کے خون کا نوش رکھتا ہے۔ اور آپ سے بیہوش رہتا ہے اور غیر سے فراموشی، بات بجز حق کے ادا نہیں ہوتی۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ پس ذکر کرو تم میرا ذکر کروں گا میں تمہارا۔ دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنا نقصان ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جس شخص نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہو گئی۔ ان لوگوں کی شان میں ہے۔ اور ان کے مرتبہ احوال سے اہل دنیا مردہ دل پریشان ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اکثر آدمی آپ کو ذاکر کہتے ہیں۔ حالانکہ پانچ آدمی خدائے تعالےٰ کے ذکر سے محروم ہیں (۱) صاحب شرب (۲) طالب دنیا، اگرچہ وجہ حلال سے ہو (۳) وہ کہ غصے

دوستی نہ رکھتا ہو۔ یعنی خدا کی راہ میں فدا نہ ہو (۴) وہ کہ خدائے تعالےٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دُنیا کو بہتر جانے کہ راہِ مولےٰ میں تصرف نہ کرے (۵) وہ کہ منکر ہوئے از امر معروف ٭

دُنیا کی محبت کی خرابی

قولِ مصنف اَلرِّبَا ءُ وَالزِّنَاءُ وَشُرْبُ الْخَمْرِ وَحُبُّ الدُّنْیَا یَاْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ٭

ربا اور زنا اور شراب پینا اور دُنیا کی محبت ایمان کو ایسا جاتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو اور ان سب سے بدتر دُنیا کی محبت ہے ٭

قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا ٭

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس روز کہ پیش کئے جاوینگے وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ کے سامنے کہ لیجاؤ تم اپنے طیبات کو جو دُنیا کی زندگی میں کئے تھے ٭

یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے قیامت کے دن بیگانوں کو کہ دنیا میں کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو۔ نہ حلال سے اور نہ حرام سے اُن کو آگ میں جلاویں اور کہو اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا (لیجاؤ تم اپنے طیبات کو جو دُنیا کی زندگی میں کئے گئے) کہ تمام خوشیاں اور آرزوئیں کہ دُنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج قیامت کے دن تم کو بہ سبب کفرانِ نعمت کے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تم کو ہم خوار کریں ٭

مصنف کہتا ہے کہ دُنیا کا ترک کرنا مقام اعلےٰ اور حق تعالےٰ کی قربت کا ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ وہ وہم اور خیال میں نہیں سماتا۔

پس اصل مرشد کامل وہ ہے کہ جو دو چار اللہ کے طالب کا اللہ کے نام سے ملادے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جزو کل ابتدا اور انتہا طریقہ العین میں ہر طریق سے کھلوے اور صاحبِ حوال بنائے۔ یہ طریق مرشد کامل کا ہے۔ ورنہ مرشد خام ہے اور مرشد خام کو دست بیعت کرنا حرام ہے ؎

مرد مرشد فیض بخشد با عطا | مرشد نامرد ناقص خود نما
طالباں را طلب باید سرِ راز | این چنیں طالب بود چوں شاہباز

چنانچہ سرِ پردۂ صراط مستقیم ظاہری اور باطنی کا اسم ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیات قرآن سے اور علوم سے اول روز ظاہر اور روشن نہ کرے ناقص ہے نعوذ باللہ ایسا کہ مرشد

ناقص ناسوتی عامی آدمی ناقص اور ناتمام ہے

نفس دانی چیست دیو بس بزرگ — بر مسلماں تاختہ مانند گرگ
روح دانی چیست امر حق گذار — مطلع وے نیست جز آں کردگار
قلب دانی چیست گنج معرفت — از لطیفہ غیب شد درو صفت
علم دانی چیست راہ دریافتن — پس بداں راہ سوئے حق بشتافتن
عقل دانی چیست نور روشن است — تیرگیٔ دل ازاں روشن تر است
جذب دانی چیست بودن سوئے دوست — مشتغل بودن دراں در ذکر اوست
حال دانی چیست دائم ذکر دوست — مشتغل بودن دراں در ذکر اوست
حال دانی چیست در حق گم شدن — سر خود یکبار زیں عالم زدن
صحو دانی چیست را پوشیدن است — ہر زماں با سالکاں آسودن است
سکر دانی چیست مرگِ معنوی — ہر زماں سوئے ہم دریا روی
انس دانی چیست استغفار غیر — فارغ آید از سوادِ شر و خیر
کشف دانی چیست دیدن آں جمال — محو گشتن در جمال ذوالجلال
سکر دانی چیست باشی مست وے — نیست گردی بعد ازاں ہست وے
ذوق دانی چیست خود را سوختن — شوق دانی چیست خود را در زدن
شکر دانی چیست عجز و شکر او — بر عطا ہائے کہ بخشیدست او
ستر دانی چیست بشنو یار من — بر سر کونین پشت پا زدن
جود دانی چیست جاں دادن برو — ترک غیرے اوست اندر جستجو

ترجمہ نظم فارسی بہ نظم اردو

جان لے تو نفس کو دیو بزرگ — کرتا ہے حملے مسلماں پہ جو گرگ
روح کیا ہے، ہے وہ امر حق گذار — اس سے تو واقف نہیں جز کردگار
قلب کیا ہے ہے وہ گنج معرفت — غیب سے ہے اس میں پیدا اک صفت
علم کیا ہے راہ ہے دریافت کی — حق کی جانب دوڑنے کی بات کی
عقل ہے اے مرد اک روشن چراغ — چھوٹتا ہے تیرگی کا جس سے داغ
جذب کیا ہے دل کا کھنچنا اے عزیز — مشتغل ہونا بہ آداب و تمیز

نال کیا ہے جان لے ہے ذکر دوست — مشتغل رہنا سدا در فکر دوست
حال کیا ہے حق میں گم ہونا ترا — عالم فانی سے صم ہونا ترا
صحو کیا ہے ناپنا ہے راہ کا — سالکوں کے ساتھ لے مرد خدا
سُکر کو کہئے تو مرگ معنوی — ہر زماں سوئے عدم دریا روی
انس کیا ہے جان استغفار غیر — فارغ البالی سدا از شر و خیر
کشف کیا ہے دیکھنا حسن جمال — محو ہونا در جمال ذوالجلال
ہے جلانا اپنا اے محبوب ذوق — مارنا اپنا ہے لے دلدار شوق
شکر کیا ہے اپنا عجز و انکسار — بخششوں پر حق کے کہنا بار بار
سر کیا ہے سن لے تو اے یار من — دو جہاں عالم پہ ہے پشت پا زدن
جود کیا ہے دینا اپنی جان کا — غیر سے ہے باز رکھنا دھیان کا

جواب مصنف ؎

باھوا کثرت بود سالک شمار — تا نگردد هر دو فی الله جان نثار
هر یکے را سرِ شناسم از نظر — عارفان حق نیند بے از خبر

اپنی شناخت

اللہ تعالیٰ کے وسبحانہ کی عارفوں سے کسی طرح راہ معرفت مولیٰ کی اور مشاہدہ تجلیات کا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ عارف باللہ روشن ضمیر کیمیا تاثیر صاحب نظر بحق رسیدہ ہے، نادیدہ نہیں ہے۔ جس عارف نے خدائے تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس نے اللہ کے نام میں آپ کو چھپا لیا اور توحید میں غرق کر لیا ؎

ہر کہ بو شد خویش را آں با خدا — ہر کہ خود با خود فروشد سر ہوا
تا توانی خویش را از خلق پوش — عارفانے کے پسند خود فروش

عارف باللہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف باللہ کا کوئی سر گردن سے جدا کرے دم نہیں ماریگا۔ اور کسی سے ہمکلام نہ ہوگا۔ سوائے حکم خدا کے دست بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض اور واجب اور مستحب اس واسطے ہے کہ تا کہ زندہ دل کے دل پر شیطان غالب ہو وے۔ اور ذاکر اللہ کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اللہ کا ذکر آگ کی مانند ہے اور شیطان کوڑے کی مانند ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ شیطان ذاکر کے نزدیک نہیں آتا ہے۔ اور مُردہ دل سے شیطان دفع نہیں ہوتا، خواہ عالم فاضل ہو۔ بے عمل رشوت خوار، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پا کر بعض کے مُنہ میں مُوت دیتا ہے اور بعض کی آنکھوں میں اور بعض کے کان میں اور بعض کے مقعد میں اُس کے پیشاب کی تاثیر سے جو اس خمسہ معصیت شیطانی کی طرف کھینچتے ہیں اور اُن کا مُنہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے ؎

پس مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اگر اُس کے طالب بعضے تمامیت کی طرف پہنچے۔ اور بعض طریقت اور شریعت میں خام رہیں۔ بعد مرنے کے مرشد صاحب ہدایت خام کو باطن میں معرفت الٰہی کی تلقین تمام بخشدے۔ اور نشان مرشد فقیر کامل کا یہ ہے کہ جو اُس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سُرمہ کی طرح لگا دے، عرش سے لیکر تحت الثرےٰ تک روشن ہو جاوے۔ اور زندہ دل ہو جاوے اللہ کے ذکر سے۔ اور ہر گز اُس کا دل نہ مرے۔ اور جو وہ خاک اپنے سینہ پر ملے اُس کا سینہ صفا ہو جاوے۔ کہ کشف القلوب اور کشف القبور دونوں حاصل ہوں۔ اور اگر سخت بیماری والا اُس خاک کو اپنے بدن پر ملے صحت کلیہ حاصل ہووے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی قبر اور خاک اللہ کے نام کے ذکر سے پاک ہے ؎

مُرشد ناقص کا بیان

جاننا چاہیئے کہ مرشد ناقص کے طالب کہ خلق کی نظر میں مقبول ہیں۔ اور خالق کو نہیں پہنچتے ہیں۔ اگر کامل ہوں اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص اور مردود ہوں تو بہتر ہیں مرشد کامل کے طالبوں نارسیدہ سے۔ اس واسطے کہ قیامت کے دن مرشد کامل خدائے تعالیٰ کے حکم سے اپنے مردود طالبوں کو مقبولوں میں جمع کر لیگا۔ اور آگے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچا دیگا۔ اور مجلس میں داخل کریگا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو اُس کو مرید کرنا اور تلقین حرام ہے کہ قیامت کے دن مرشد ناقص شرمندہ ہوگا اور روسیاہ ہوگا۔ اور راہ اللہ کے طالب کو بھی چاہیئے کہ دست بیعت اور تلقین مرشد کامل سے لے اور ناقص کی صحبت سے بھاگے جیسے تیر کمان سے۔ اور اگر طالب نے مرشد ناقص سے تلقین لی ہو اُس کو چھوڑ دے

اور مرشد کامل کی طرف منہ خلاص کا لاوے۔ ناحق عمر ضائع نہ کرے کہ روا ہے اور جو طلب مولےٰ نہ کرے ہوا پرست ہے ۞

قولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۞ گواہی دیتا ہے اللہ تعالےٰ کہ کوئی معبود سوائے اُس کے نہیں ہے اور فرشتے اور صاحب علم، عدل کے ساتھ قائم ہیں ۞

علم کی تعریف

(بحث علم)

اے طالب صادق! جان کہ علم بھی تین قسم پر ہے۔ چنانچہ اول علم الیقین اور متوسط عین الیقین اور آخر میں حق الیقین ۞

علم اول جاننا چاہیئے کہ علماء کو علم پر یقین ہے اور درمیان میں علم دیکھنے کا ہے کہ وہ مقام مجذوب ہے عین الیقین سے تجلیات اللہ کے نور کی دیکھتا ہے۔ مگر حوصلہ وسیع نہیں رکھتا ہے۔ اور طاقت برداشت معرفت ربانی کی نہیں لاتا۔ اور غلبوں کی زیادتی سے اور عشق اور محبت کی آگ سے پریشان اور دیوانہ اور مجنوں اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔ اور آخر میں حق الیقین ہے جس نے حق الیقین پالیا، حق کی طرف ہو گیا۔ کہ سوائے حق کے اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ بالکل حق ہو جاتا ہے ۞

پس علم کے تین مرتبے ہوئے۔ محجوب اور مجذوب اور محبوب۔ فقر محمدی سے بعید وہ ہے کہ مراتب محجوب میں پہلے روز طالب محجوب ہووے۔ اور مرشد مجذوب سے روز اول طالب مجذوب اور مرشد محبوب سے روز اول طالب عارف باللہ محبوب ہو ۞

اقسام درویش

اے طالب صادق! درویش بھی دو قسم پر ہیں، بعضے پسند خلق اور ناپسندیدہ خالق اور بعضے پسند خالق اور ناپسندیدہ خلق سے

ہر کہ باشد پسند خالق پاک ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

ترجمہ ؎ جو کہ پسند خالق پاک گر نہ ہوئے پسند خلق چہ پاک

اس حالت میں اگر طالب اللہ ہجر میں آتا ہے شورش کی آگ سے طاقت نہیں لاتا ہے۔ اور اگر وصال میں آتا ہے کم حوصلگی سے بوجھ نہیں اٹھاتا ہے ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی | اینہا دانستہ سیاہی سلطانی

قولہ تعالیٰ۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ +

تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اس کے واسطے کہ پیدا کیا جس نے زمین اور آسمان اور نہیں ہوں میں مشرکین سے +

پس معلوم ہوا کہ ہجر اور وصال میں بے جمعیتی ہے۔ اور بے جمعیتی میں زبان سے فریاد نکلتی ہے اور دم مارنا اس راہ میں کفر اور شرک ہے ؎

طالب وصل شدن غایت کوتہ نظری ہست
یار در دل چو مقیم است چہ ہجراں چہ وصال

جان کہ سالک (راہی) تصور کی غرق مع اللہ کے تصور کے ساتھ ستر کی راہ سے اسرار کھولتی ہے فقیر صاحب اسرار کو اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ سرور رہتا ہے ؎

سر دانی وحدت زنی فی اللہ فنا | واز توحیدش حضور ماند سر ہوا

اقسام حضوری

اے طالب مستغرق قرب اللہ کی حضوری کی تین قسمیں ہیں۔ چنانچہ ابتدا وصال قرب اللہ کی حضوری کا وہ ہے کہ ایک حبس کے ساتھ اور ایک مراقبہ کے ساتھ اور ایک دم کے ساتھ چالیس برس استغراق میں گذار دیں۔ اور درمیان اس کا یہ ہے کہ چپ ہو کر قیل و قال سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں۔ اور اس کا انتہا یہ ہے۔ کہ ہمیشہ فنا فی اللہ میں غرق رہیں اور بقا باللہ حاصل ہووے اور مشاہدہ انوار الوہیت کا رہے ؎

میان ہجر و صلش فقر اعلےٰ | فنا فی اللہ شو و با حق تعالےٰ

جاننا چاہیئے۔ کہ جب اللہ کا طالب ابتدا اللہ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے۔ تو شیطان علیہ اللعنۃ ہنستا ہے اور ہر محبت اور دلیل نفسانی اور زینت دنیا کی آگے لاتا ہے اور معرفت الٰہی کی ابتدا اور انتہا میں شیطان ہزاروں ہزار حجاب کرتا ہے +

اور مرشد کامل وہ ہے۔ کہ اللہ کے طالب کی ابتداء اور انتہا ایک کر دے۔ کہ وہ طالب مولےٰ کی طلب میں ایسا ہوجائے کہ سوائے مولیٰ کے نفس اور شیطان کو نہ جانے اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؀

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی کو ریاضت ظاہری کے ساتھ خلق میں عزت اور عظمت اور کرامت اور شرف اور آداب اور غوغا تمام اور ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریق سے نفس خوش وقت اور رُوح عاجز اور خوار ہوتی ہے ؀

جان کہ نفس امّارہ چور اندرونی اور شیطان چور بیرونی ہے۔ دونوں دشمن ایمان کے چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق محال ہے۔ اور جس کا نفس امارہ بند ہوجاتا ہے۔ اس کی یہ مثل ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا۔ اور باہر کا چور شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ اور پاس نہیں آتا اور دونوں میں مفارقت ہوتی ہے۔ اور نفس شیطان سے جُدا نہیں ہوتا۔ اور ہرگز تابع اور مسلمان نہیں ہوتا۔ تو جانتا ہے کہ شیطان آدمی کا ہمیشہ دشمن ہے۔ جیسا کہ دم جان کے ساتھ ہے ؎

دشمنِ ابلیس با تو روز و شب　　قتل کن ابلیس با تیغ ادب

دشمنِ ابلیس ہے ہمراہ تیرے اے عزیز
قتل کر تیغ ادب سے اس کو اے والا تمیز

جاننا چاہیئے کہ آدمی کے وجود میں نفس امّارہ بادشاہ اور شیطان اس کا وزیر ہے اور اعضا اس کی رعیت۔ جس وجود میں کہ گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے۔ نفس امّارہ باندھتا ہے۔ اور روح کی چڑیا ایک گھر میں۔ اور اگر رُوح بادشاہ کے وجود میں اور دل اُس کا وزیر اور رعیت اس کے اعضا ملک کی جمعیت کے ساتھ دارالامان میں اور نفس پریشان ہوتا ہے۔ جیسا کہ وجود میں رُوح مثل شہباز کے ہوتی ہے۔ اور نفس کی چڑیا عظمت اور ہیبت سے دم نہیں مار سکتی، روح کے شہباز کے آگے نفس مُردار کی چیل مردار ہے ؎

نفس را در یافتم بازار حق　　کس نیابد نفس از لقوئے دق

نفس گر سیراست سیرت سر ہوا　　گر گرسنہ میشود دشمن خدا

باھُو را در داشتن بہ نفس را　　تا نیابد لوئے از چون و چرا

حدیث الایمان بین الخوف والرجاء ایمان درمیان خوف اور رجا کے ہے۔

مرد وہ ہے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ ہمیشہ مجلس محمدی میں داخل ہوتا ہے ؎

مارا برائے نفس ستم گرچہ حاتم است | دشمن اگر بفاقہ بمیرد کرا غم است
تنہا نہ حاتم است کہ جو دے کند بخلق | ہر کس کہ از کسے نہ ستاند دو حاتم است

جواب مصنف علیہ الرحمتہ ؎

عالمے حاتم علم با جود بخشش | عارف حاتم بحق مقصود بخشش

اور سخاوت اس کو کہتے ہیں کہ آج ایک بار دیا اور کل دو بار اور ہر روز اسی طرح دونا دیتا ہے اور قیامت تک اُس کی بخشش نہ باز رہے - وہ پورا سخی ہے - اور اس کی سخاوت مثل دریا کے جاری ہے رات دن ؎

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بیاز | یکے اسم اللہ دگر علم ساز

اور سخی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چیز دل کو عزیز ہووے کہ اس سے عزت پاوے، اُس کو بخش دے پس اللہ کا اسم اعظم عزت ہے - اور دنیا اور آخرت میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی سخی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے - اور اسم اللہ کا وجود میں جود اور کرم کے ساتھ تاثر کرتا ہے - اور علم تفسیر علم تاثیر میں آتا ہے - اور ہر علم اور ہر سعادت علم میں تاثر کرتی ہے - پس فقیر معرفت الٰہی کا علم اس وجود میں ہے - کہ اس سے وجود میں کرم اور نعمت اور عظمت اور عزت ہے - اور ایمان کی ہیبت کے ساتھ حرمت اور حیا آتی ہے - سخاوت وہ ہے کہ عزت میں ذوق الٰہی بخشے اور بخل درم دینار کا اور ہوا و ہوس دُور کرے - بلکہ فقیر سر برہنہ سرتاج ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ ہمیشہ معراج ہے محبت الٰہی کی معرفت کے ساتھ ؎

مرد را راہ ہے بود از راہ صفا | ذکر و فکر و معرفت با مصطفٰے

اللہ کے طالب کو کہو کہ معرفت کے ذکر اور فکر سے جو اس کو ہوتا ہے - وہ اس کے نفس سے نہیں ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے، بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے

اور فقیر پانچ خصلت سے پہچانا جاتا ہے ✦

اول - علم کہ جہل اور ریا سے نکال دے اور خدا کی طرف لیجاوے ✦

دوم - حلم کہ حلیمی ہو اور حلیم اللہ کا نام ہے ✦

سوم - خلق کہ خلقت خدا کو فیض بخشے ✦

چہارم سخاوت کہ فی سبیل اللہ رات دن خرچ کرے ◆

پنجم فقر اختیاری کہ اس کی نظر میں خاک اور زر برابر ہووے ◆

اقسام فقیر

جان کہ فقیر چند قسم ہیں۔ چنانچہ فقیر تحقیقی اور فقیر حقیقی اور فقیر دریا عمیقی اور فقیر توفیقی اور فقیر رفیقی اور فقیر طے طبقات طریقی اور فقیر اہل شرب تارک الصلوٰۃ اور بے عمل اور بے علم جاہل اور مخالف شرع یہ فقر اہل بدعت ہے اور زندیقی ہے۔ پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر کے الہام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور فقر کے مقام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقر اقتدام کو پہنچا، ہزاروں مثل اس کے ہیں۔ اور کوئی ایسا ہے کہ فقر سے فقر تمام کو پہنچا۔ پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا، خدائے تعالےٰ کے حکم سے تمام عالم دنیا اور عقبےٰ اس کے حکم میں ہے۔ دُنیا اور اہل دُنیا اُس کے غلام اور نفس فرمانبردار قدم کے نیچے ہے اور رُوح اس کی یار اور مصاحب ہے۔ اور اُس کا دل ہمیشہ بیدار ہے اور شیطان اُس سے مطلق بیزار ہے۔ نہ دعوئے مُدعی کا نہ مدعا علیہ اور شہوت اور ہوا اُس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور عقل اُس کی خدمت گار ہے۔ اور طاعت اُس کی توفیق اور معرفت حق اُس کی رفیق۔ عجب ہے اُس قوم سے کہ معرفت الٰہی اور فقر محمدی سے ایسا بھاگتے ہیں کہ تیر کمان سے۔ اور خلق اللہ کی طرف درم و دینار کے لئے رجوع کرتا ہے، اگرچہ ایمان جائے اور کافر ہو جائے، مگر دُنیا سے فرعون کی طرح منہ نہ موڑے۔ جو آدمی کہ دُنیا اور اہل دُنیا سے سیر نہ ہوئے اور فقر حاصل نہ کرے، اور دعوٰے فقر کا کرے اور محتاج ہوئے۔ وہ فقیر کاذب اور بیچیا اور خود فروش ہے ؎

جاودانی التجائے ما فقر باشد تمام

احتیاج از کس نباشد فقر لا یحتاج تام

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی چار چیز سے خوار اور چار چیز سے ابرار ہوتا ہے۔ چنانچہ چار چیز خوار اربعہ عناصر ہیں کہ ہر ایک کی تاثیر علیحدہ ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک شان میں سو باس کا یقین پھر جائے اور دل قرار پر نہ رہے۔ اور توقع اور طمع اس میں پیدا ہے اور ہوا کی یہ تاثیر ہے کہ بیہودہ بات بہت کہے۔ اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ ظلم اور غضب

اس میں بہت پیدا ہو اور بہت کھانا کھاوے۔ اور خاک کی یہ تاثیر ہے کہ بہت سووے اور شہوت کا غلبہ روز بروز زیادہ ہووے۔ اور قیامت کا غم اور خدا کا ڈر نہ رکھے ٭

مصنّف کہتا ہے کہ وجود مومنوں اور مسلمانوں اور صدیقوں اور صالحوں اور درویشوں اور عارفوں اور واصلوں اور عاشقوں کا اربعہ عناصر سے اللہ کے نور کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے کہ ان کا مقام لاھوت ہے اور مقام لاہوت کا یہ نشان ہے کہ جو اس مقام پر پہنچتا ہے اربعہ عناصر کے ناسوت سے بھاگتا ہے اور دل اہل لاھوت کا پُر از نور معرفت ہوتا ہے۔ اور دم ہمیشہ شوق الا اللہ کے ساتھ اور روح پاک اور مقدس اللہ کے ولی اور نفس مطمئنہ عارف باللہ ٭

پس معلوم ہوا کہ ان کا لباس تقوے ہے۔ اور تقوے اس کو کہتے ہیں۔ کہ ظاہری حواس بند کرے اور سوائے حق کے غیر کو نہ لے اور لباس تقوے کا وہ آدمی پہنتا ہے کہ معرفت الہٰی کا پیالہ نوش کرلیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقوے سے تقویت ہوتی ہے۔ باطن کا تقوے حق کی حضوری ہے۔ اور ظاہر تقوے خلق کی مزدوری اور نفس امارہ کی مغروری ظاہر کرتا ہے۔ اور باطن کے تقوے سے خبر نہیں رکھتا ٭

ظاہر کے تقوے سے خلق میں غلغلہ اور نام بلند اور خود پسند اور نفس امارہ زندہ اور فربہ ہوتا ہے۔ اور ریا اور کفر ہاتھ دیتا ہے اور شرک دستگیر ہوتا ہے اور شیطان مصاحب بنتا ہے اور دنیا مہربان ہوتی ہے اس سے روح پژمردہ اور نفس لوامہ اور ملہمہ اور مطمئنہ۔ پریشان۔ اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں معرفت الہٰی کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔ اور اس کا نفس امارہ خراب ہوتا ہے اور مر جاتا ہے۔ اور روح زندہ ہوتی ہے اور نفس ملہمہ صدق قبول کرتا ہے۔ اور لوامہ جمعیت بخشتا ہے اور مطمئنہ قبول کرتا ہے یہ مراتب تقوے کے ہیں متقی صاحب معرفت عارف باللہ روشن ضمیر ہوتا ہے متقی فقیر کا نفس امارہ ھوا سے فنا اور روح اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ٭

اے طالب! جو ان مراتب پر پہنچے۔ اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں جہان قربان ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النور محمد مصطفےٰ کہتے ہیں۔ اور فنا فی النور محمد مصطفےٰ کو فنا فی النور اللہ کہتے ہیں۔ اور جو کہ فنا فی النور اللہ کو پہنچا ہے، مثل مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ہو جاتا ہے۔ مراتب اولیاء اللہ کے مولےٰ کے ساتھ یکتا ہوتا ہے۔ وہ شخص عیب اور گناہ

اور دونوں جہان سے فارغ ہوتا ہے ؂

جاننا چاہیئے کہ اللہ کے طالب کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علم کے ساتھ حضوری کر دیتا ہے ؂

اوّل نظر یہ ہے ۔ کہ مقام شریعت میں توجہ کرے ۔ کہ طالب کو علم شریعت کھل جائے اور طالب علماء پر غالب ہو ؂

دوم نظر سے علم طریقت کھولے کہ کشف القلوب حاصل ہو ؂

سوم نظر سے علم حقیقت کہ کشف الارواح اُسے دکھاوے ؂

چہارم نظر سے پچاس ہزار ظلمانی حجاب اور پچاس ہزار شیطانی حجاب کہ باطن میں ہیں اور پچاس ہزار نفسانی خناس کے سونڈ کے حجاب سے ۔ بلکہ سب کے سب حجاب کل اور جزو مرشد کامل سے یسے جلجاویں جیسے لکڑی آگ سے اور ہر علم روشن ہو اور صاحب نظر ہو جاوے ؂

علمے کہ راہ بدوست حرف زاں بخواں
آں در کتاب نیست زاسرار دل بداں

جو علم کہ دوست کی طرف راہ لیجاوے اس کا علم پڑھ وہ کتاب میں نہیں ہے دل کے اسرار سے ہے ۔ اگر مرشد صاحب نظر ہزار دل اس طریق سے زندہ اور بیدار کر دے ۔ تو یہ نظریں نظر خاص پروردگار سے نہیں لانا چاہیئے ۔ نظریں کرنا کام مبتدی ناقص ناتمام کا ہے ۔ مرشد راہ ہے کہ صاحب نظر چشم دل کے ساتھ توجہ کرے کہ دل کی توجہ سے اللہ کے طالب کو ہر ایک مقام سے کھینچتا ہے اور مقام نور اللہ میں غرق کر دیتا ہے ۔ یہ نظریں مشکل نہیں ہیں ۔ اور نظر توجہ دل کی بھی عام ہے ۔ وہ مرشد صاحب نظر ہے کہ دیدۂ دل کی نظر سے سِر کا امین کر دے اور طالب کو مقام حق الیقین پر پہنچا دے ۔ کہ ایک بار میں صاحب یقین ہو جاوے ۔ اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ مرید نہیں قصد کرتا ہے ؂

قسمت کی تعریف

اور قسمت بھی چار قسم ہے ۔ فقیر جو قسمت کا کھاتے ہیں ۔ اس سے نور معرفت الٰہی کا اُن کے وجود میں پیدا ہوتا ہے ۔ اور اُن کا رزق توکل پر ہے ۔ اور توکل اس کو کہتے ہیں ۔ کہ جو رزق سے خدائے تعالیٰ اُن کو رزق پہنچا دے ۔ اس کو وہ خدا کی طرف سے جانیں۔

بعضے رزق کو کسب سے جانتے ہیں۔ اور بعضے رزق کے واسطے علم پڑھتے ہیں۔ اور بعضے رزق کو غریبوں سے ظلم اور تعدی سے لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور سعادت اور عزت ہے۔ اور فقر مراتب عظمٰے ہیں۔ خدائے تعالےٰ نے فقر صاحب عظمت اور اپنے بیگانہ تو عطا کرتا ہے اور بیگانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے ؎

با تو گویم بشنو اے جان عزیز — از خدا بہتر نباشد ہیچ چیز

خلق رزق چاہتی ہے اور فقیر رازق کو چاہتے ہیں۔ خلق کی نظر سیم و زر پر ہے اور فقیروں کی قادر اکبر پر۔ حدیث مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا ۔ جو اللہ تعالےٰ کی محبت میں مرا وہ شہید مرا۔

دُنیا کے طالب مولےٰ کی طلب سے بے نصیب ہیں۔ اور مولےٰ کی طلب کے برابر دونوں جہان میں اُوسے اور اعلےٰ کوئی چیز نہیں ہے۔

قولہ تعالےٰ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہم نے تم پر وحی کی ہے اُس کو تم پڑھو اور نماز قائم کرو تحقیق نماز وہ چیز ہے کہ منع کرتی ہے بُری اور خراب باتوں سے، اور البتہ اللہ تعالےٰ بہت بڑا ہے۔

زبان کا ذکر عادت ہے اور قلب کا ذکر ارادت ہے۔ اور روح کا ذکر عبادت ہے۔ اور سر کا ذکر سعادت ہے اور سعادت سے سراپردہ خدا کی معرفت کا کھلجاتا ہے ؎

ہر کہ را باطن بود با دل صفا — باطن آں را مے بردبا مصطفےٰ

ہر کہ باطن مے برد حاضر رسول — آں ترا مرشد شود وحدت وصول

بیان کہ آدمی کی لڑکوں کی سی خصلت ہے۔ کہ اس کے وجود سے مجموعہ حرص اور حسد اور طمع اور بغض کا ہرگز نہیں نکلتا اور جو عالم لڑکپن میں علم پڑھتے ہیں یا بچوں کو پڑھاتے ہیں صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ بچوں کی رسم ہے کہ جو مانگتے ہیں رو پیٹ کر لے لیتے ہیں۔ پس عالم بھی لڑکپن کے مرتبوں سے ہرگز نہیں نکلتا ہے یہاں تک کہ جب تک عارف باللہ کی مجلس میں نہ جاوے گا بزرگی کو نہ پہنچیگا۔ اور عارف باللہ کی بزرگی اللہ تعالےٰ کے بزرگ نام سے ہے ہاں اگرچہ مصداق رُفِعَ الْعِلْمُ دَرَجَاتٍ کے علم کے درجوں کو تم دیئے گئے ہو

لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دیئے گئے۔ جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

چوں بعقل و علم در کار شدم — گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم
ہم عقل و غفلیہ بود ہم علم حجاب — چوں دانستم از ہر دو بیزار شدم

عمل کو رب نہیں دیکھتا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ ﴿	تحقیق اللہ تعالےٰ نہیں دیکھتا ہے تمہاری صورتوں کو اور تمہارے کاموں کو لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو ﴿

پس اگر علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق تو نہ حاصل کرے۔ اور ذات احدیت کی طرف نہ آئے۔ لیکن اگر علم کو چھوڑ دے اور شریعت سے نکل جاوے۔ اور طریقت میں قدم مارے۔ اور ہوا و ہوس کے ساتھ کوشش کرے، آثار شیطان کی پیروی کے بن یعنی مثل شیطان کے آدمیوں کا رہزن ہو جاوے ﴿

مصنف کہتا ہے۔ باطن کی شریعت میں خدا کی نزدیکی اور قرب وصال اللہ کی معرفت کا عارف کو درستی اور ہوشیاری اور تمام بندگی ہے۔ اور بے شریعت کو خدا کی دوری اور قہر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔ استدراج تمام گندگی ہے۔ جو خلق اللہ کو دکھلاتا ہے۔ صرف دعوے ہے ﴿

عشق کی صفت

چنانچہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر نے خدائے تعالےٰ سے سوال کیا کہ خداوندا عشق کیا ہے۔ جواب آیا کہ عشق وہ ہے۔ کہ جو غیر حق کے ہو سب دل سے جل جاوے اور ناچیز کر دے۔ جیسا کہ فرمایا ہے:۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ فِى الْقُلُوْبِ يُحْرِقُ مَا سِوَى الْمَحْبُوْبِ ﴿	عشق دلوں میں ایک آگ ہے کہ محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے ﴿

اور عارف باللہ کو صاحب معراج اور دوام کہتے ہیں۔ اس طرح سے کسی وقت حال سے آپ کو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نماز معراج اور تلاوت قرآن ذکر و فکر معراج اور غرق فی اللہ معراج۔ اور اصل میں معراج دو قسم کی ہے۔ ایک معراج خدا کی معرفت کی۔ کہ

وہ دل کی حضور سے مطلق ہے۔ دُوسری معراج عرش پر کہ اُس سے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف اور سرفراز اور ممتاز ہوئے بس معراج محمدی خواب میں یا مراقبہ ہیں، محمدی رفاقت سے ہوتی ہے۔ اور اللہ کا طالب اُس کو پہنچتا ہے نشانِ معراج خدا کا یہ ہے کہ صاحبِ معراج کو چون وچرا نہیں رہتی۔ اور یہ بھی مرشد کامل کی بخشش سے ہے ؎

کاملم ہم عارفم ہم عالِمم باطن صفا　　　عاشقم معشوق ہم وصل بحضرت مصطفا

مرشد کامل وہ ہے۔ جس کے حکم ہیں کُل اور جُزو مقاماتِ ذاتی اور صفاتی خدائے تعالےٰ کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طالب اس سے طلب کرے بیرنج اور بے مشقت اس کو عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مرشد کو اللہ کا خزانہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں کہ تاثر اسم ذات اللہ کی آتی ہے اس میں کوئی اثر نفسانیت دنیا کا نہیں رہتا ہے۔ جو وجود کہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اُس کو خلق اللہ میں کشف وکرامات دکھلانے کی حاجت نہیں رہتی ؛

طریقہ قادری

جاننا چاہیئے کہ قادری طریقہ دو قسم کا ہے۔ ایک زاہدی، صاحب مجاہدہ اور ریاضت عوام الناس بطور ذکر جہر ضرب اور فکر کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور ورد وظائف کے ساتھ کہ رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحب حال قال کے ساتھ۔ اور دوسرا طریقہ قادری سروری خراب حال قرب وصال کے ساتھ صاحب مشاہدہ ایک نظر میں طالب کو پہنچا دیں اللہ کے ساتھ۔ پروردگار کے ساتھ حق الیقین، اس پر اعتبار لانا چاہیئے۔ کہ نفس کے قتل کرنے والے پیش رواں سالار کارزار ہیں ؛

اَلتَّوحِیدُ وَالتَّوَکُّل

حدیث۔ اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّوْحِیْدُ تَوْاَمَانِ صِدْقُ الْمَقَالِ وَاَکْلُ الْحَلَالِ ؛ | توکل اور توحید ملی ہوئی ہے۔ سچ بولنا اور حلال کھانا ؛

معرفت حق کو ایسا آدمی پہنچتا ہے جو حلال کھانے والا اور سچ بولنے والا ہو۔ اور نیز سروری اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کو دست بیعت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو اور اس کے وجود میں خو اور بو فرشتوں کی سی، شرع محمدی کے ساتھ رفیق ہو۔ اور شریعت

مثل شہر (دار الامان) کے ہے۔ اور جو راہ اس شہر میں آتی ہے۔ وہ فقر اور شریعت محمدی ہے۔ جس کو علم طریقت اور مقامات توحید سے آگاہی ہو، وہ بادشاہ ہے۔ اور جو خلاف شرع کرتا ہے۔ وہ مردود اور گمراہ ہے۔ اس میں نظر کرنا سو گناہ کے برابر ہے۔

حدیث لَا تُجَالِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْهَوَاءِ وَ الْبِدْعَتِ فَاِنَّ فِيْهِمْ عَزَّةً كَعَرَّةِ الْجَرَابِ۔ — اہل ہوا اور اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو۔ کیونکہ بہ تحقیق ان میں غلبہ کفار جرب کا ہے۔

پس مومن اہل علم کو ہمیشہ سکوت اور درستی چاہیئے جیسا کہ حدیث ہے:۔

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا۔ — جو خاموش رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

حدیث اَلْمُؤْمِنُ لَا يَكْذِبُ۔ — مسلمان جو ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

حدیث عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَتَرَى الْعَجَائِبَ۔ — تو سچ کو لازم پکڑ اور عجائب کو نہ دیکھ۔

ہر حدیث و آیتے تو بشنوی — مرد عارف آں بود بودیں قوی

نیز قادری سروری اس کو کہتے ہیں کہ شبر نر پر شہسوار ہو اور غوث و قطب اس کے زیر پا ہوں۔ یہ مراتب قادری مریدوں کو روز اول ہوتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک اس پر روشن ہوتا ہے۔ اور نیز حقیقت اور ماہیت سروری قادری کی وہ ہے۔ کہ ہر طریقہ کے طالب کو عامل کامل بنا دے اور مکمل کر دے۔ کیونکہ اسم اللہ کے تصور سے اس طریقہ میں تاثر تمام ہو جاتی ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے۔

غوث الاعظم کی تعریف

جاننا چاہیئے۔ کہ حضرت مادرزاد ولی اللہ اور فقیر فنا فی اللہ اور وزیر حضرت محمد رسول اللہ کے عارف اللہ کے اور معشوق اللہ کے پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب نقابانہ اور غوث الاعظم خطاب، اس سبب سے کہ طالبان اور مریدان سروری قادری کو اول روز اسم اعظم نصیب اور مجلس حضور محمد مصطفےٰ میں حبیب غالب الاولیا بنا دیتے ہیں جس طرح سے مرید اور طالب باطن صفا ہمیشہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں غالب ہیں سروری قادری صاحب ہدایت اور راز دان عنایت بغایت ہیں۔ اور دنیا و عقبیٰ سے بے غم ہیں۔ دونوں جہان کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک دم میں صاحب جود و کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے ننگ کرتے ہیں۔ اُن کی نظر ہمیشہ خدا کی وحدانیت پر ہے یہی بادشاہ ہیں کہ اسرار معرفت الٰہی سے آگاہ ہیں ؎

غوث و قطب پیر باشد زیر پیر ‌ ‌ پیر باید ایں چنیں مالک امیر

آں وزیر مصطفےٰ واں با خدا ‌ ‌ ہر مقامے زیر گامش کردہ پا

غوث و قطب شد مریدش از مریدان مرید ‌ ‌ ہر کہ منکر شد ازیں مطلق پلید اور یزید

بندہ باہو بحق گوید ہر کہ پیراں شد غلام ‌ ‌ ہم جلیس شد محمد شد بر دوزخ حرام

اور یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں جس شخص کو اول خاتم النبی رسول رب العالمین نواز ہوتے ہیں۔ پھر باطن میں حوالہ حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کرتے ہیں اور حضرت پیر اس کو نوازتے ہیں اور آپ سے دور نہیں کرتے +

اور سروری قادری کے چار خطاب ہیں۔ چنانچہ سروری قادری کو صدیق باطن صفا ہمیشہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہنے والا کہتے ہیں۔ اور صاحب توجہ طے فی الدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ بین حق الیقین قوت القوی بھی کہتے ہیں اور صاحب سر اسرار اور نظر نظار ر ہر شیر نر شہسوار بھی کہتے ہیں +

اور سروری قادری اللہ کے طالب کو ایک نظر میں مطلب پر پہنچا دیتا ہے اور مجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود کر دیتا ہے۔ اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا ہے + مرشد لائق ارشاد وہ ہے، جس کسی کو کہ حکم خدا سے اور اجازت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رخصت حضرت پیر دستگیر سے ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحب یقین مشاہدہ میں ہے۔ اور کہ بے حکم خدا اور بلا اجازت حضرت محمد مصطفےٰ کے اور بے رخصت پیر دستگیر کے آپ سے تلقین کرے۔ اس کا طالب اہل بدعت صاحب سرود، و حسن پرست اور ہوائے نفس میں غرق اور خود مست اور مغرور ذلت اور شرمندگی اور روسیاہی قیامت کے دن اُٹھاوے گا نعوذ باللہ منہا +

اقسام درویشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسالہ کی شرح میں لکھا ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہیں۔ اول درویش کشف القلوب کہ دل کے تمام حالات اور ارادہ سے خبردار رہے دوسرے درویش کشف القبور کہ باطنی راہ سے اہل قبور کے ساتھ ہم سخن ہو۔ تیسرے درویش اوتاد ہے کہ مشرق سے مغرب تک خبردار رہو۔ چنانچہ درمیان مشرق اور مغرب کے ایک بیضہ مرغ اس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہو۔ چوتھے درویش قطب کہ ہر طبقات زمین اور آسمان سے خبر دیتا ہے۔ پانچواں درویش غوث کہ ایک سو ساٹھ قطب کے برابر ایک غوث مراتب رکھتا ہے۔ اور غوث وہ ہے۔ کہ عرش پر جو ستر ہزار حجاب ہیں اور غوث اُس سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سو ساٹھ آدمی کی سب عبادت خدا میں مشغول ہوں اوتاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے۔ اور اوتاد پیر نہیں ہے۔ اور غوث پیر ہے۔ پس جو کہ دعوے پیری کا بغیر غوث اور قطب کے کرتا ہے، اُس کا دعوٰے جھوٹ اور لغو ہے اور قیامت کے دن روسیاہ اور شرمندہ ہو گا۔

مصنف کہتا ہے کہ مراتب غوث اور قطب اور اوتاد کے عرش کے اوپر سے زمین کے نیچے تک جتنے طبقات ہیں اس کی سیر گاہ ہیں۔ پس لائق مرشدی اور پیری کے وہ ہے کہ طالب اور مرید کو آگے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجاوے اور حضرت پیغمبر صاحب اُسکو تلقین دیں۔ اور ہدایت کریں اور اللہ تعالےٰ سے ہدایت پائے۔

پیر چہ بود پیر من نائب رسول ہر مریدے را کند باحق وصول

پیر کہنے سننے اور پیغام میں نہیں ہے بلکہ تلقین میں پیر سر اسرار معرفت الٰہی کا تمام ہے نہیں نہیں، میں نے غلط کہا۔ پیر وہ ہے کہ دُنیا کے لباس کو پارہ پارہ کر دے۔ اور دامن دنیا کا چاک کر دے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کا مس ایک نظر میں زر خالص بنا دے۔ نہیں نہیں غلط کہا میں نے۔ یہ مراتب بھی ادنےٰ ہیں۔ پیر مرشد لائق ارشاد کے وہ ہے کہ اپنے طالبوں اور مریدوں کو اول روز مرتبہ خضر باطنی کا بخش دے کہ خضر ظاہری کو بینائی باطن سے اُن کے مرتبہ کی صفائی کو نہ پہنچے۔ پس خضر ظاہری سے کیا حاصل ہووے، اور خضر باطنی کس کو کہتے ہیں۔

جان کہ نظر سے خضر ظاہری کے علم ظاہری رسمی اور کسبی اور خزانہ ظاہری کہ سیم اور زر ہے اور مجالس حضرت خضر علیہ السلام کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو خضر باطنی سے التفات ہے اور خضر باطنی سلطان الفقر اکو کہتے ہیں۔ اگر خضر باطنی کسی کے ہاتھ ملاقات کرے علم ظاہری فراموش ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید الٰہی نور کی تجلی کے ساتھ ایسا باطنی معمور قرب وصال میں حضور ہو جاتا ہے کہ خبر خضر کا ہرگز نہیں کرتا ہے اور نہ خبر سیم و زر سے اور نہ نفس سے شیطان سے نہ دنیا سے تعلق ہے۔ اس کو ایسی توحید دکھتے ہیں ظاہر شریعت ہمیشہ اور باطن میں معرفت الٰہی تمام پس پیر اور مرشد کہ خضر باطنی کے مرتب پر پہنچا دے۔ مرشد اور پیر وہ ہے ورنہ اس کو پیر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ راہزن ہے کہ قیامت کے دن نہ مرشد اور خوار ہوگا۔

مرشد کی شناخت

جاننا چاہئے کہ مرشد صراف اور زرگر کے مثل ہو کہ ہر ایک سچ اور جھوٹ کو نظر سے پرکھ لے۔ جان کہ دل ریاضت سے اور معدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے اور ریاضت سے طیر اور سیر اور مشاہدہ زمین اور آسمان کے طبقات ماہ سے ماہی تک۔ اڑنا مکھی کا مرتبہ ہے اور پانی پر چلنا خس و خاشاک کا مرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مرتبہ حبس دم سے پیدا ہوتے ہیں اور حبس کفار کی رسم سے عبث ہے۔ اور سیر اور طیر اور مشاہدہ آسمانی کے مراتب زندیق اور کفار بھی رکھتے ہیں۔ ان کو مراتب ہدایت اور غوثیت اور قطبیت کے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ مطلع استدراج ہے۔ اور غوث اور قطب بھی دو قسم ہے۔ غوث اور قطب کہ ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو راہ کہ کفار کی ہو اس سے خلاف چاہئے۔ وہی مرشد ہے جو خلاف کفار کے کرے۔ اور قدم شریعت میں مضبوط بالے اور باطن میں حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ اور جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں اس پر عمل کرے اور بال بھر خلاف نہ کرے۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جانے اور خدا کے خوف سے کانپے ؛

میں اس قوم سے عجب رکھتا ہوں۔ کہ سیم و زر کے طالب اور خدا اور رسول سے غافل ہیں میں علم فضیلت تمام اور علم میں جاہلوں کی مانند ہیں۔ ان کے باب میں کیا فرماتے ہیں کہ سیاہ دل باطن بے صفا دنیا کا طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔ اللہ بس ماسوائے ہوس ؛

قولہ تعالیٰ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو!

لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۔

میرے دشمن کو دوست مت بناؤ جو کہ میری بندگی کے لائق نہیں ہیں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہیں، کہ دُنیا اور اُس کے اہل اور نفس اور شیطان اور کافر خدائے تعالےٰ کے دشمن ہیں پس خدا کے دوستوں کو اُن سے ترک چاہئے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیزگار ہوں۔ اور اُمت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں اور دُنیا سراسر تکلیف ہے ۔

رَوَی مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَاءَ اُمَّتِیْ لَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَاءِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ ۔

روایت کی معقل بن یسار نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ تحقیق میری اُمت کے فقیر البتہ داخل ہونگے امیروں سے پانسو برس قبل جنت میں ۔

شرح جان کہ غوث اور قطب صاحب طبقات مقامات اور صاحب درجات دنیا نام اور ناموس صفات اور ہے۔ غوث اور قطب غرق ذات اللہ اور ہے۔ اور غوث قطب تجرید اور تفرید اور ہے اور غوث اور قطب پیر دستگیر اور امیر اور ہے۔ اور فنا فی اللہ فقیر اور ہے۔ اور جو غوث اور قطب خدا کی وحدت اور مقام فردانیت میں غرق اللہ کے ساتھ اور مجلس محمد رسول اللہ میں حاضر۔ اس کو محض سردفتر اولیا کرتے ہیں اور ہے ۔

اولیا کی تعریف

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ ۔

یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں اُن کو غیر نہیں جان سکتا، ان کی شان ہے ۔

شرح درمیان پیر اور مرشد کے کیا فرق ہے۔ اور طالب کس کو کہتے ہیں۔ مرشد مرد بخش اللہ کی محبت کا طالب کے وجود میں اللہ کے نور سے روشن۔ مرشد کی نظر سے غرق مع اللہ آتا ہے کہ جو ہوا اور منی سے سب نکل جاتی ہے۔ اور باطن کی راہ میں اوّل پیر کو چاہیئے۔ کہ مرید کے سر سے سات بال گن کر ہاتھ میں لے اور مقراض سے تراشے اور سات مرتبوں پہنچا دے۔ چنانچہ اول بال کے تراشنے سے مرید کے وجود میں جمعیت بخشے کہ دل غنی ہو۔ اور حرص نہ رہے۔ اور دوسرے بال تراشنے سے ذکر حاصل ہو اور حسد نہ رہے۔ اور

تیسرے بال کے تراشنے سے معرفت الٰہی منہ دکھاوے اور غرور نہ رہے۔ اور چوتھے سے اللہ کے نور کی تجلیات اور روشن ضمیری ہو اور بغض نہ رہے۔ اور پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عجب نہ رہے۔ اور چھٹے سے مجلس انبیا اور اولیا کی حاصل ہووے اور غصہ نہ رہے اور ساتویں سے مشاہدہ حقیقی اور لذت تحقیقی حاصل ہو۔ اور پردہ اٹھ جاوے اللہ کے اور اس کے درمیان کا +

یہ مرشد کامل کی نظر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ خود طالب دنیا مردار کا ہے۔ وہ خوار ہے اور مثل گاؤ عصار کے ہے +

جان کہ اول پیر مرید کو ظاہر اور باطن مردار کو کھانے نہ دے۔ اگر اتفاقاً کھالے اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ قے یا دستوں سے نکل جاوے۔ پیر کے شان کا یہ نشان ہے نہ پیر دنیا کے واسطے پریشان +

پیر کو چاہئے۔ کہ اول مرید کو سات طبق زمین اور سات طبق آسمان کے ظاہر کر دے اور لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں کر دے۔ جو پیر مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچا دے، پورا پیر ہے! ورنہ حجام ہے +

مصنف کہتا ہے کہ نہیں نہیں! میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی ناقص اور ناتمام، نذر نیاز مرید سے اس کو لینا حرام ہے۔ اس طریق سے بے توفیق مرید کو بہت پیر ہیں اور دنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں یعنی اہل دنیا کو مرید کرنا حرام ہے۔ دل سیاہ روز و شب گناہ کی طلب میں ہے۔ اور پیر کو دنیا کی ترقی مرید سے اور رجوعات اور اس کے آداب کا نگاہ رکھنا گویا شیطنت ہے۔ اس واسطے کہ جب اہل دنیا پیر سے روگرداں ہوئے تو خواب میں شیطان پیر کی صورت بن کر آتا ہے۔ اور اہل دنیا کو چارپائی سے لوٹ دیتا ہے پس جب بیدار ہوتا ہے۔ پیر کی ملازمت میں ادب کے ساتھ مشرف ہوتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور احوال ظاہر کرتا ہے کہ پیر میرا بڑا زبردست ہے۔ اور وہ حالت نہیں جانتا ہے پیر بھی باطن سے محروم ہے اور معرفت حق سے خلاف ہے اور اس کے مرید اس کی کرامات کی شیخیاں مارتے ہیں۔

جو اس طریق سے مرتبہ نہ رکھے خلق اس کو پیر نہیں کہتی ہے اگرچہ پیر پیغمبر ہووے +

جاننا چاہئے۔ کہ مرتبہ فقیر کا یہ ہے کہ اگر اہل دنیا کی طرف نظر کرے۔ اور وہ اہل دنیا اگرچہ مثل حضرت ابراہیم کے ہو کہ بادشاہ تھے اور بادشاہی ترک کر دی اور خاک پر سوئے اور

نمدہ اوڑھے اور رات دن ظاہر باطن اللہ کے ذکر اور اطاعت میں کوشش کرے اور گھر چھوڑ کے اور خلق سے دور پڑے اور صبح و شام اللہ کی طلب میں رہے۔ اور شغل اللہ میں غرق ہو۔ اور دوام مع اللہ کو غنیمت جانے اور دنیا اور اہل دنیا کی طرف منہ نہ کرے۔ اور لباس شریعت کا پہنے۔ اور خاموشی میں کوشش کرے۔

مصنّف کہتا ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فائدے ہیں۔ اور وہ ستر ہزار فائدے سات کلموں میں جمع کیے گئے ہیں۔ کہ ہر کلمہ میں ہزار ہا فائدے ہیں۔ چنانچہ اوّل خاموشی کا راحت کراماً کاتبین سے۔ اور دوسری خاموشی عبادت بے رنج تیسری زینت ہے بے لباس۔ چوتھی بادشاہی ہے بلا سلطنت۔ پانچویں قلعہ ہے بے عمارت۔ چھٹی بے نیازی ہے معذرت چاہنے سے۔ ساتویں عیب چھپاتی ہے۔

مصنّف کہتا ہے۔ کہ خاموشی سب میں خود فروشی ہے۔ یہاں تک کہ دل اللہ کے ذکر سے شور میں۔ اور غرق مع اللہ ہرگز بیہوش نہ ہو۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ عارف باللہ کا یہ نشان ہے۔ جو بے مکان نہ رکھے پریشان ہے کہ مطلب خاموشی کا یہ ہے۔ کہ جب دل کی زبان کھولے منہ بند ہو جاتا ہے ہرگز بات نہیں کرتا۔ اس واسطے کہ صاحبِ خاموشی خدا کو حاضر جانتا ہے گویا بموجب اس آیہ کے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو، اور جب تو جان لے کہ خدا تیرے ساتھ ہے۔ پھر کسی سے ڈر نہیں اور نہ اندیشہ۔ اور اگر تو جانے کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے شرک اور خراب ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔

تاک و تُک بہ یک ھُو زیادہ ناچیز کنم
ما کہ در قلزم توحید نہنگ آمدہ ام

جب ھُو کے مطالعہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو۔ اس کو کوئی چیز خوش نہیں آتی۔ خلق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ حضور ہے۔

باھوا بردار دل زاں تا پسند — جز خدا با دیگرے دل را مبند

جب ذکر ھُو کا وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے سوائے ھُو کے اور کچھ نہیں رہتا۔

دمے بے یاد حق مطلق گناہ ست — بجز مشغول بودن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد پندار ہستی — سوئے ظلمت سرائے بت پرستی

خودی کفر است نفی خویش کُن زود   کہ جُز حق درحقیقت نیست مقصود

مولیٰ کی طلب پیشوائے پیرراہ ہے اور دُنیا کی طلب پیر گمراہ ہے۔ جو پیر مریدوں کو معرفت خدا کی طرف لیجاتا ہے وہ ہوشیار ہے اور اُس کے مرید لائق دیدار پروردگار کے ہیں جیساکہ میرا پیر حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کہ ہر روز ہزار مرید پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں شرف کراتے ہیں۔ اور سات منصب دلاتے ہیں اور توحید میں غرق کر دیتے ہیں اور مرید سبقت غوث اور قطب سے لیجاتے ہیں اَولِیاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُونَ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ اور ہرگز دنیا کی طرف منہ نہیں کرتے ۔

سگے درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربّانی
کہ برشیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

جس کسی نے مرتبے غوثیت اور قطبیت کے اور سعادت اور نعمت اور ولایت پائی ہے یہیں سے پائی ہے۔ دونوں جہان کی کُنجی ان کے ہاتھ میں ہے جو ان سے مُنکر ہے وہ مردود ہے اور ابلیس ہے۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن اور مسلم اُمت پیغمبر صاحب کی ہے۔ وہ غلام حضرت کا ہے کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے اور جو باہر ہے اُس کو معرفت کی راہ حاصل نہیں ہے اور وہ سلب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کا خطاب غَوثُ الثَّقَلَیْنِ غَوثُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ ہے عقلمند کو اتنا ہی اشارہ کافی ہے ۔

قدمی علیٰ رقاب کل ولی اللہ کی بحث

اس واسطے کہ قدم مبارک حضرت پیغمبر سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ کی گردن پر رکھا ہے اور اُن کا قدم گردن پر تمام اولیاء اللہ کے شاہ مُحیُ الدِّین بَقَا بِاللّٰہِ سَیفُ اللّٰہِ غَوثُ الثَّقَلَیْنِ غَوثُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمَلٰٓئِکَۃِ الْاَرْضِ اَلَّذِیْنَ وَصَلَ فِیْہِ ۔

آپ کے فرزند نے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے تقوے کو لازم پکڑ اور سوائے خدا عزّوجلّ کے ہرگز کسی سے مت ڈر۔ اور مت کسی کو سوائے اللہ تعالےٰ کے جان۔ اور اپنی حاجتیں سب خدا کے سپرد کر کوئی نعمت اُس سے علیحدہ نہیں ہے۔ پس سب اسی سے مانگ اور سوائے خدائے تعالےٰ کے

کسی پر وثوق مت کر توحید لازم پکڑ ٭
فرمایا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان میں اتنا بُعد ہے۔ جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہیں۔ پس مجھ کو کسی پر مت قیاس کر اور نہ کسی کو مجھ پر ٭
فتوح الغیب اور اسی طرح مفتاح الفتوح اور بھجۃ الاسرار میں ہے فرمایا حضرت نے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے ٭
جیسا کہ حضور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر زندہ جان روشن دین عارف باللہ حق الیقین شاہ محی الدین قدس اللہ اسرارہم ختم الاولیاء ہیں۔ اور ختم الفقر اور ختم المعرفت اور ختم الولایت اور ختم الہدایت اور ختم العنایت ہیں۔ لقا باللہ کے برکات کے پہنچانے والے غرق ذات، وزیر حضرت، وزیر حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، دوام حضور کہ دونوں جہان کی کنجی ظاہر اور باطن اُن کا مرتبہ ہے۔ جو ان کے مراتب کا زندگی اور موت میں دعوے کرے کاذب اور دروغ ہے کہ شاہ محی الدین میرا پیر دنیا اور دین زندہ جان ہے۔ میری جان اور جان سے نزدیک ہے۔ جو کوئی نزدیکتر پیر کو جان سے نہ سمجھے۔ اس کو مرید نہیں کہہ سکتے پریشان ہے۔ اور قدم حضرت پیر کا شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف ہے۔ اور اس حرف سے حضرت پیر کو تمام شرف ہے۔ وہ حرف بے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی۔ اور بے سے بنائے اسلام ہے اور بنائے اسلام میں مسلمانی تمام ہے۔ آپ کی کنجی ہمیشہ تک گم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں۔ اور توحید میں غرق۔ اور طریقہ قادری میں کوئی تقلید نہیں ہے۔ مع اللہ عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدائے قادری کو نہیں پہنچا ہے اور کوئی کہے کہ پہنچا ہے دروغ ہے اور لاف ہے ٭
شرح حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب الاقطاب کے طالبوں کو ہر دم خدا تعالےٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے ٭
آپ اپنے طالبوں سے گناہ صغیرہ اور کبیرہ نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے طالب ہمیشہ اپنے حال پر ہیں۔ اس واسطے کہ آپ کے طالب جو گناہ کرتے ہیں۔ آپ پوشیدہ اور ظاہر اس کو معاف کرا لیتے ہیں۔ اور مجلس حضوری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتے ہیں۔ سب کے سب پیر آپ کے مراتب کے آگے مردہ اور آپ زندہ ہیں قدرت

سنبھالتے ہیں۔ عالم اور فقیر اور امیر مثل آپ کے مریدوں کے ہیں۔ مگر وہ جو عالم عامل اور فقیر کامل اور امیر عادل صاحب انصاف ہیں۔ اور یہی تین انسان ہیں۔ اور سب حیوان کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یعنی مثل چوپایوں کے ہیں۔ بلکہ وہ بھی بہت گمراہ ۔

اور حضرت پیر مریدوں کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جان جسم کے ساتھ اور آفتاب ذرہ کے ساتھ اور درخت پتوں کے ساتھ اور مہر نگینہ کے ساتھ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ جب ایسی صفت کا پیر نہ ہووے اسکے مرید خراب اور وہ عذاب میں ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا ۔

پیر مست الست خدا پرست وحدت کا پیالہ پینے والا چاہئے۔ نہ آبائی و اجدائی استخوان فروش ۔

میرا پیر نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاہ محی الدین ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ میرا مرید ایمان پر مریگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے) اے میرے مرید مت ڈر! اللہ میرا رب ہے ۔

جان کہ جب حشر کو سب پیغمبر نفسی نفسی کہینگے۔ سیدنا شفیعنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتی اُمتی فرمائینگے۔ اور ہمارے پیر حضرت محی الدین مریدی مریدی کہینگے اور جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوۃ نے فرمایا کہ قدم میرا تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم اے محی الدین ہر ولی اللہ کی گردن پر ۔

اس حالت میں سب ولی اللہ، حضرت علی ولی اللہ کے آگے التجا لائے کہ پیغمبر صاحب نے یوں فرمایا ہے توجہ فرمائیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے عرض لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علی حضرت شاہ محی الدین میری آل اور تمہاری اولاد سے ہے جو لائق فرزند کے قدم کو اُٹھا کر اور کاندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھے تو عجب نہیں ہے پس اوّل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عزت دی۔ بعد اس کے حضرت پیر نے قدم گردن پر تمام اولیا کے رکھا۔ اور ہر ولی اللہ سعادتمند ہوا۔ اور ہر ایک نے مرتبہ ولایت اور ہدایت کا پایا۔

آپ کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا رافضی ہے یا خارجی یا غیر شرع راندہ درگاہ گمراہ ہے۔ اور جس کو آپ نوازتے ہیں۔ ایک نظر میں اولیاء اللہ بناتے ہیں۔ اور جس کو ڈالتے ہیں پس اس کو کوئی نہیں اٹھا سکتا ۔

سماع کا بیان

جان کہ عارف غرق رحمۃ اللہ باخبر کو آواز سرود کی مثل آواز گدھے کے معلوم ہوتی ہے
چنانچہ آواز سرود کی شیطان کھینچتا ہے اور لذت دیتا ہے۔ حسن پرست زناکار کو نہ
خدا کے پہنچنے والے کو ؎

عارفاں بے نغمہ بطرب مست حال — منتہٰ ایشاں خاص از وحدت وصال

جان کہ بارہ برس سے ریاضت اور سماع سرود کا طریق اگر کسی کو روشن ہوا ہو یہ روز اس
سے بہتر ہے۔ سروری قادری ایک نظر کے ساتھ فیضیاب کرتا ہے جیسا کہ آفتاب کی نظر ذرہ کو ؎

بیقراری ذرہ دانی از کجا — بیقرار از شوق گردد در ہوا

ہمچو فانوس است خیال سوز او — درمیان پردۂ بیند روبرو

مقامِ قاب قوسین جانبین ہے اور سہر طریقہ قادری سے بڑے دنیا آتی ہے۔ قادری سروری
انشاء اللہ الصمد فارغ ہے۔ ان کا خواب مشاہدہ اور کھانا مجاہدہ اور مستی ہوشیاری اور دل
بیداری میں ہے۔ عاشقوں کی ریاضت خونِ جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال مت پوچھ ؎

توحید چو آفتاب تاباں شدن است — ار چہ شپر طبعاں ہراساں شدن است

گر خلق ابنیت حاجت عزلت نیست — از کور چہ ضبلاج نہاں شدن است

حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ نے ایک
بزرگ کو لکھا کہ تعجب ہے۔ اُس قوم سے کہ جو رات دن خواب میں ہیں اور قافلہ چلا جاوے
اور جانتے ہیں کہ منزل اور مقام پر پہنچ گئے ؏

بزرگ نے جواب میں لکھا کہ اے برادر بس راہ میں مردانِ خدا جانتے ہیں کہ رات
دن خواب میں رہیں، جب قافلہ منزل کے نزدیک اور مقام پر پہنچے ان کو زیادہ دیکھے۔ کہ
ہزار برس کی راہ نیم قدم کے برابر بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کو خواب اور بیداری ایک ہے
اور مستی اور ہشیاری ایک۔ اور اکل اور شرب اور پھونک ایک ہے۔ ان کے مرتبے ایسے ہیں
کہ ہمیشہ ان کو سیر اور مشاہدہ ہے۔ اگرچہ ان کا جسم دنیا میں ہے۔ لیکن دل آخرت میں ہے ؏

مصنّف حضرت باھُو کہتا ہے کہ جو دنیا اور آخرت سے اٹھ گیا۔ اور راہ مولے میں
غرق ہو گیا، مقام علیین میں ہے کہ باطن سے ادنے ہے۔ سیر ربانی اور مشاہدہ اسرار

سُبحانی کرتا ہے۔ اُلکھ اُس کی دل سے ہے، وصل اس کا رازپر ہے۔ اس کو صاحبِ منتہی کامل غالب بر نفس کہتے ہیں یعنی نفس اُس کا غلام ہے۔ ان مراتب کو حق الیقین کہتے ہیں۔ ظاہر اُس کا اگرچہ حال درست اور باطن صحیح ہے۔ بہرحال احوال معرفتِ الٰہی سے متفرق نہ ہوئے۔ اگرچہ صغیرا درکبیرا گنا ہ اس سے واقع ہووے۔ اس کے وجود میں گناہ تاثر نہ پکڑے۔ اس واسطے کہ ہر دم توبہ کرنے والا ہے کہ ایسے حال کی شدت، رضا، منع عطا، جفا، فنا، قدر اور قضا برابر ہے۔ کھانا اس کا دوام ریاضت ہے اور خواب اس کی بیداری مشاہدہ نور سے اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ بیدار ہے۔ اور اس کی لذت غذائے نفس اور حقیقت معرفتِ الٰہی کی اس کو ہمیشہ وحدانیت کے مراتب کی ترقی ہیں ظاہر خلق ہیں اور باطن خالق ہیں۔ ان معنی سے اُکھاڑنا نفس کی جڑ کا ہو اسے دنیا سے اور ملنا ہمیشہ خدا کے ساتھ ایسا دائم سیر ہے۔

مصنّف کہتا ہے کہ مرشد کامل کے نزدیک مُبتدی اور مُنتہی برابر ہے۔ کہ معرفت اور شریعت ایک ہے جو معرفت کا دریا نوش کرے عارف باللہ لباس شریعت کا پہنے چنانچہ مقام علم الیقین آفتاب دکھلاتا ہے۔ اور تاریکی ظلمات شب کی آفتاب کے نکلنے سے نابود ہوجاتی ہے۔ اور مقام عین الیقین پر جب پہنچا۔ حق الیقین کا امیدوار ہوا۔ اس کے وجود سے باطل اُٹھ جاتا ہے۔ علم الیقین اور عین الیقین، حق الیقین کو پہنچتا ہے۔ اُس کے یقین سے یقین حق ہوا۔ اور حق پہچانا۔ اور حق مانا۔ اس کو مُطلق عارف ختم الفقرا کہتے ہیں۔ کہ مقام رضا اور قضا سے برابر ہے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اور مرشد کامل کے طالب کو ریاضت درکار نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مثل دریا کے ہے۔ اور وجود کشتی اور طالب مشاہدہ بین ہر دو سرا کا، ایسا مرید اور طالب راہِ خدا میں چاہئے۔ اور مردہ دل کو ریاضت لازمہ ہے۔ اور یہ سب مراتب دولت اور برکت شریعت شریف سے لوازمہ ضروری ہے۔ اور زندہ دل صاحب راز کو کوئی ریاضت درکار نہیں ہے کہ ہمیشہ باحضور ہے۔ ؎

پاک روشن را مکن از فاقہ عیب ۔۔۔ گنجِ الٰہی ننگ کن ادرا بجیب

ہاں آدمی کو وہ احوال چاہئے کہ وصال کے ساتھ ہو ؎

غنچہ کجا داند ذوقِ کباب ۔۔۔ شیشہ چہ آگاہ ز بوئے گلاب

ذکر قلبی کے جلنے سے اور ذکر غیر سے کچھ فائدہ نہیں ہے، سوائے مشاہدہ اُس شخص کے

کہ آپ غرق مشاہدہ میں ہو۔ جیسا کہ شیشہ گلاب کی خوشبو سے کچھ فائدہ نہیں کھاتا ہے یہاں تک کہ دوسرے کو بلا کسب اور بلا محنت کے خوشبو سے معطر کرے۔ اور عارف کامل اور علمائے عامل کو دونوں آنکھ ایک چشمہ ہیں۔ ایک آنکھ ازل کی دوسری ابد کی۔ دونوں کے درمیان میں دنیا کیا دیکھنا ہے کہ سوائے ماسوٰے اللہ کے اور نہ دیکھے معصیت میں بندھ جاوے ورنہ یقین ہو جاوے ٭

جان کہ راز سنّت انبیا کی ہے۔ اور صاحب راز مجلس میں انبیا کے پہنچتا ہے۔ اور ریاضت سنّت اولیا کی ہے اور صاحب ریاضت کے ساتھ مجلس میں اولیاء کے پہنچتا ہے ؎

گویا ایں داوراں باور نمے دانند وے
کیں ہمہ قلب و دغل در کار داور مے کند

اہل دل کی صفت

جواب مصنف ؎

اہل باطل کے شود با حق شناس   گر دلائل صد بیاری باقیاس
دل دغا از مردہ افسانہ پسند   حرف حیرت بخش اللہ سودمند

جان کہ خواب اور صاحب خواب تین قسم کے ہیں۔ اوّل، دل مُردہ ہیں اہل دنیا اور اہل ظلم اور اہل جہل، ان کو خواب خیال ہے یعنی غلبات سیاہی دل اور گمراہی سے اور سیاہ دل اللہ کی نظر رحمت سے محروم ہے۔ دوم خواب صاحب خواب عالم علم تفسیر اور احادیث کا خواب علم سے خوب احوال فال اعمال کمال ہے۔ سوم خواب صاحب خواب کو بھی شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صورت صورت جوان لباس سفید دیکھے۔ مراتب ابتدا کی ہے۔ اور جو کہ مجلس روحانی لباس سرخ اور صورت دو موئے دیکھے۔ مراتب متوسط ہیں۔ اور جو کہ مجلس صورت نور ریش سفید اور لباس سرخ شہادت دیکھے مُنتہا ہے ٭

اور ذکر جہر دو قسم ہے یعنی ذاکر کو جلالیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس کی جلالیت خالی دماغ سے ہے کہ اُس جلالیت سے اُس کے منہ سے کلمہ جہل اور کفر اور شرک کا نکلتا ہے۔ حکمت یہ ہے کہ ذاکر جہر سرود کے ساتھ جو نام اللہ کو سرود کے ساتھ کہے اپنے آپ کو رسوا کرنا

ہے اور سبب شرک اور کفر کا ہے نعوذ باللہ منہا +

اور بعض کو ذکر جہر سے جوہر جمعیت کا پیدا ہوتا ہے اور جوہر محبت ہویدا ہے کہ وہ

جھاڑو دل اور زبان کی ہے +

ذکر خفیہ خلوت رحمان ہے۔ اور ذاکر خفیہ کا مکان لامکان ہے یہ ذاکر نہیں ہے کہ ذکر

کے ساتھ واسطے دنیا کے پریشان ہو تا کہیں اور شعور نہیں رکھتے ہیں ذکر حضور سے +

اور نیز شرح خواب اُس شخص کی کہ واسطے زیارت بزرگ کے اور تحقیقات مراتب کے

یا واسطے اپنے نصیب کے یا واسطے اجازت رخصت کے یا واسطے کار دینی اور دُنیوی

کے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جاوے۔ اور خواب میں کوئی شخص خوبصورت دیکھے

کہ اس کو کسی کام کے واسطے حکم رخصت کا کرتا ہے اور یا کسی کام سے مانع ہووے پس

کس طور سے معلوم ہووے کہ وہ شخص شیطان ہے یا بزرگ ولی اللہ۔ اس سے تحقیق کرنا

چاہیئے کہ اگر وقت اجازت اور رخصت کرے یا مانع ہووے، اس وقت فاتحہ خیر پڑھے

یا اُس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کہے یا درود حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھے یا ذکر

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے یا دُعا کو ہاتھ اٹھاوے اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءَ الْخَیْرِ +

جاننا چاہیئے۔ کہ اشارہ بشارت کے ساتھ انبیاء اور اولیاء سے ہے عین مجلس خاص حقیقی

سے ہے اور جو بشارت اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ خواب اور خیال ہے یا اشارہ شیطان

سے ہے پریشان۔ اور ذاکر فقیر کی خواب نہیں ہے اس واسطے کہ غفلت نہ کی، بلکہ الہام

حق سے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتا ہے کہ جواب باصواب ہے

اور خواب اُس فقیر کا کہ جو برابر باطن سے بے خبر ہے۔ اور درویش زندہ دل روشن ضمیر

کو خواب اللہ کے ذکر اور اللہ کے نام سے وصال اور لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق

جمال اللہ کے نور کے ساتھ عین بعین ہے +

مطلب یہ ہے کہ شرح خواب کی موافق صاحب خواب کے تعبیر طلب کر عالم صاحب

تفسیر سے یا طلب کر فقیر درویش صاحب معرفت الٰہی روشن دل سے +

خواب طالب دُنیا کا اور طالب عقبےٰ کا اور طالب مولےٰ کا، جو کہ خواب میں حیوانات

شیر اور وحوش مثل سانپ اور بچھو کے دیکھے، دل اس کا بیاد حُب دُنیا سے بھرا ہوا ہے

اور جو کہ خواب میں باغ اور بوستان اور بام بلند خانہ مثل قصور اور حور اور میوہ درخت وغیرہ دیکھے

معلوم ہوا کہ اس کا دل طلب عقبےٰ کا ہے۔ اور جو کہ خواب میں ذکر اللہ اور نماز کعبۃ اللہ یا حرم پاک مدینہ کے، اور آفتاب ماہتاب دیکھے، اور دریا آب رواں اور مجلس انبیاء اولیاء ذوق شوق نور اللہ کے ساتھ تجلیات دیکھے طالب مولےٰ ہے اور سب سے بہتر ہے پس خواب مثل عبادات معاملات اور غرق فی اللہ اسم ذات ہوا۔ خواب موافق صحیح بیان کے اور خواب حیوان اور خواب انسان اور خواب پریشان اور خواب نادان اُس کی تعبیر عقل کے ساتھ موافق نقل کے ہے

اسم اللہ ہمچو در دل آفتاب ظلمت از انوار او گرد و خراب

نام اللہ گشت آساں بر زباں کنہ اللہ مشکل است سرّ نہاں

اللہ کے نام پر آدمی کو اس قدر صدق اور یقین اور اعتبار اور عمل چاہیئے کہ مَعَ اللّٰہِ ھُوَ اللّٰہُ کہتا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص اور محبت اور یقین تھا۔ کہ شرح اللہ کے نام کی دفتر کے دفتر کتابوں میں پا سکتے ہیں۔ جو کوئی اللہ کے نام پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر یقین نہ کرے منافق ہے اگرچہ معمولی طرح کلمہ طیب پڑھے۔ مگر خداوند کی قدر اور کلمہ کی تصدیق نہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کے نام میں اسم اعظم ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام میں صراط مستقیم ہے ۔

بیان کہ تمامیت فقر اور معرفت الٰہی پندرہ چیز سے تعلق رکھتی ہے کہ پانچ باتیں ابتدائی ہیں۔ چنانچہ طلب با طاعت اور ذکر با فکر اور حیرت با مطالعہ مرگ۔ اور پانچ متوسط ہیں چنانچہ صحبت مردانگی کے ساتھ اور استقامت مکاشفہ کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور محاسبہ کشف قبور کے ساتھ اور پانچ منتہی ہیں، معرفت یقین کے ساتھ اور یقین فنا فی اللہ کے ساتھ اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے ساتھ اور بقا باللہ تفکر کے ساتھ ۔

اور تفکر چار سیر ہیں۔ اور ان کا مشاہدہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ اول سیر نفس جس نے نفس کو پہچانا گذرا۔ دوسری سیر قلب جس نے نفس کو پہچانا کشف القلوب ہوا۔ تیسری سیر رُوح، جس نے روح کو پہچانا مجلس محو حاضریت میں کشف القبور ہوا۔ چوتھی سیر سرّ، جس نے سرّ کو پہچانا، مقام مشاہدہ میں اسرار الٰہی دریافت کیا۔ اس مقام میں انسان کامل ہوا۔ اور لائق طلب وارشاد کے ہوتا ہے۔ جس نے ان چار ولایت کو کہ ولایت نفس اور ولایت قلب اور ولایت روح اور ولایت سرّ ہے۔ طیر اور سیر سے طے نہ کرے۔ لائق تلقین طالب

کے نہ ہووے۔ اور تفکر میں پختگی وجود کے برتن کی نصیحت کے ساتھ ہے نہ نزدیک عارف باللہ صاحب باطن حق پسند کے ؂

مَیں اُس قوم سے عجب رکھتا ہوں۔ کہ قلب کے پارہ گوشت کو تفکر کے ساتھ دم باندھ کر ہلاتے ہیں اور پھرتے ہیں۔ احمق اور نادان ہیں اور کچے حیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ رسم اور رسوم کو نفس کی زندگی گواہ ہے اور ابھی ضلالت کے جنگل میں دنیا کی عزت اور جاہ میں گناہ ہے اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ یعنی عقلمند کو ایک اشارہ کافی ہے۔ عیاں را چہ بیاں ؎

راہ سے بابیہ مرا راہ رسول	ہر دمے عارف شود باحق قبول
احتیاج نیست دم بستن ہوا	یک دمے معراج حاضر مصطفٰے
صد ہزاراں شکر باھُو یاز شد	ابتدا و انتہا نقش راز شد

اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؂

جان کہ نفس کو دنیا کی ولایت ہے اور قلب کو ولایت عقبےٰ کی اور حب بہشت کی اور روح کو ازل کی۔ اور سر کو مولا کی توحید مطلق نور کی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؂ | اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے اُن کو ظلمات سے نور کی طرف لے جاتا ہے ؂

ذکر اور فکر نور ہے اور ذاکر صاحب حضور ہے۔ ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الٰہی کی دوام حضوری میں ہے۔ جو ذاکر حضور نہ ہو اس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ خدا سے دور ہے اور معمولی ذکر اور فکر کا مزدور ہے ؂

جان کہ فقیر لایحتاج منتہی ہے۔ جیسا کہ عارف منتہی اور صاحب ذکر اور فکر منتہی اور صاحب مذکور حضور منتہی اور صاحب دعوت کامل اکمل۔ دعوت میں تمام وہ ہے۔ کہ موکل فرشتہ اور جن کل اور جزو دن رات گرد صاحب دعوت کے طرح طرح کے کھانے ہاتھ پر رکھے کھڑے رہیں۔ اور بعضے پانی اور بعض نقد سیم و زر اور بعض زیور اور بعض نقش لکھ کر واسطے مسخرات خلق کے اور بعض ہتھیار کمر میں باندھ کر واسطے لڑائی کے اُس کے حکم کے تمام منتظر اور اُس کی قید میں رہتے ہیں۔ اور وہ کچھ نہیں لیتا کہ اُس کی نظر خدا پر ہے۔ اور یہ سب راہزن گمراہ ہیں۔ فقیر کا قدم بیشتر آپ سے جدا ہے ؂

جان کہ مرشد مبتدی سے مقام مبتدی حاصل ہوتا ہے کہ خام ہے اور متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص ناتمام ہے۔ اور منتہی سے مقام منتہی پر مشرف ہوتا ہے کہ عازم تمام ہے۔

جان کہ طالب صاحب دانش وہ ہے کہ مرشد سے کوئی مقام مبتدی اور متوسط اور منتہی طلب نہ کرے، سوائے کنہ کن کے، جو وحدانیت کی کنہ کو پہنچتا ہے۔ اُس کی زبان پر کن کامل ہوتا ہے ؎

کُن مرا از اں کُن شود زاں روز کُن
جاودانی در رہ کُن از کُن سخن

جان کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے تماشا اٹھارہ ہزار عالم کا دیکھتا ہے۔ اس وقت فکر میں آوے کہ اللہ تعالےٰ بہتر ہے، دونوں جہان کے مشاہدہ سے جو دونوں جہان کو چھوٹا جانتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہتر جانتا ہے اُس فکر میں۔ اللہ تعالےٰ اُس کو ثواب دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ بخشتا ہے جیسا کہ حدیث ہے:۔

اَلتَّفَکُّرُ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔ | فکر ایک ساعت کی بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے۔

جس کسی کو کہ سرّ نہاں ہے ہمیشہ ہر زمان میں حاضر ہے اور اُس کو اُس سے حیرت ہے۔ اور حیرت میں ترک دُنیا پیدا ہوتی ہے۔ ترکِ دُنیا سراسر عبادت ہے ؎

زبہرِ زر چرا کردی خموشی — زبہرِ زر چرا تو دلق پوشی
زبہرِ زر چرا درویش خوانی — زبہرِ زر چرا عرفاں بکانی
زبہرِ زر چرا گریہ کشائی — زبہرِ زر چرا صورت نمائی
زبہرِ زر چرا تسبیح خوانی — زبہرِ زر چرا اسمے بدانی
زبہرِ زر چرا خلوت نشینی — زبہرِ زر چرا مردم گزینی
زبہرِ زر چرا غوغا فروشی — زبہرِ زر چرا اللہ فروشی
زبہرِ زر چرا تو شاہ طلبی — زبہرِ زر چرا تو ذکر قلبی
زبہرِ زر چرا تو انتظاری — زبہرِ زر چرا ہردم بخواری

زہر زر چرا علم و فضیلت زہر زر چرا دنیا و سیلت

جاننا چاہیئے۔ کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم شبِ معراج قابَ قوسین کو پہنچے۔ کس راہ سے اور اُس راہ کا کون گواہ ہے۔ راہ ورسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے۔ کہ پیغمبر صاحب کو ظاہر و باطن نور کی صورت تھی ابتدا اور انتہا حضور۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کو جلد معراج حاصل ہوئی۔ چشم زدن میں دونوں جہان سے مثل برق کے دل کو اُٹھایا اور طرفۃ العین میں وہاں تک پہنچا دیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس ذکر اللہ کا معراج ہے۔ جو اللہ کے ذکر سے منکر ہووے کافر ہووے ٭

طالب دنیا صاحب استدراج۔ اور ذکر موت دل پر۔ اس سے زیادہ ترکون ریاضت اور عبادت ہے کہ متوجہ ہو صدق اور خوف سے۔ اور ریاضت محبت داغ مولا کا دل پر۔ کہ اس کی محبت اصل سے دل چاک چاک اور تن پژمردہ خاک خاک۔ اور ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی۔ جو خلق کہ رجوعات کے لئے ہووے نعوذ باللہ منہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ ٭

رات دن جانسوزی کرے اور پُر درد دہے اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے۔ اور ریاضت دو چیز ہے ایک عاجزی دوسری محتاجی۔ فقر محمدی سے بعید ہے کہ اصل راہِ فقر کی جمعیت سے تعلق رکھتی ہے۔ پس جمعیت کیا ہے۔ اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ٭

جان کہ جمعیت چار چیز سے تعلق رکھتی ہے۔ ذکر اور فکر کی تمامیت اور باطن کی صفائی اور تمامیت تصور کے ساتھ۔ اور تصرف کہ نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ جو یہ چار مرتبہ ہیں۔ اور اس فرقہ سے باخبر رہ کہ ظاہر آراستہ صاحبِ طریق اور باطن زندیق۔ چنانچہ وہ یہ ہیں۔ جبیہ، اولیائیہ، شمراضیہ، اباحیہ، حلولیہ، ہستجالیہ، متکالیہ، الہامیہ، حوریہ، وقضیہ، وجود میں موجود ہوتے ہیں ٭

جان کہ قلب قالب کا سبحانی اسرار ربانی خزائن اللہ کو کہتے ہیں۔ ذکر قلب چار تاثیر رکھتا ہے جس کسی کو کہ ذکر قلب جاری ہے۔ اس کی جان رات دن سوز و گداز میں ہے مثل کباب کے بریاں اور اُس کی آنکھ کی دوام گریاں اور تن عریاں۔ پس معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کی رحمت دل میں نہیں سماتی۔ اور دل رحمت سے وسیع ہے۔ اور خدائے تعالےٰ کی رحمت

دِل میں نہیں سماتی۔ کہ رحمت کو خدائے تعالیٰ نے نورِ دل سے پیدا کیا اور نہ دل نورِ رحمت سے چنانچہ حدیث قدسی ہے :۔

لَا یَسَعُنِیْ سَمَائِیْ وَلَا اَرْضِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ۔ آسمان اور زمین میری وسعت نہیں رکھتے۔ لیکن مومن بندہ کا دِل رکھتا ہے :۔

جب نورِ دل اور نورِ روح اور نورِ سرّ اللہ تعالےٰ کے نورِ ذات سے ایک وجود ہوئے اُس دل اور رُوح اور سرّ کو رب کے ساتھ جلیس کہنا چاہئے۔ اور جو ذاکر اس مقام پر نہ پہنچے ہنوز ابلیس کی قید میں ہے۔ ذاکر کا دل ہمیشہ مراتبِ وصال میں ہے۔ اور صاحبِ قلب کا ایک ساعت کا وصال سالہا سال کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ بابِ تفکر میں حضرت سُلطان الفقراء فرماتے ہیں ؎

تفکر با اوہام وحدت دہد ۔ رساند بمولیٰ کہ از خود رہد
کہ اوہام است سلطان تفکر وزیر ۔ تذکر بود لشکرت دِلپذیر
تجرد تفکر بس زادِ راہ ۔ بدیں توشہ ہمت بود بس شاد
چو ہمت رساند بعالم وصال ۔ تنت عین گردد ز صحبت کمال
چو اوہام گردد یقین گیر من ۔ جہاں جملہ آید بدست بیر من
چو سُلطان ہمت نیابد کمال ۔ بہر ساعت آید بدل صد وصال
بدیں وہم خود را چو آراستی ۔ وصولِ حقیقت بخود یافتی

اوہام اور تجرّد و تفکرّ کی تعریف

جو اس مقام یعنی اوہام پر پُہنچے اس کو قرار اور آرام نہیں ہوتا۔ کبھی خوف اور کبھی رجا اور کبھی صحو اور کبھی سُکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی جلال کبھی استغفار کبھی افتقار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور حلاوتِ عشق اور محبّت کے ابدالآباد تک منقلب ہے اور اس کا شمار محال ہے ؎

باوہام حاسس بر آور تو سیر
اگر وصل خواہی۔ روں شوز خیر

جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تجلّی غیبی کہ احدیت کا نورِ ذات جس کی صفت غنا عن العالمین ہے بقدرِ استعداد کے تجلّی کرتی ہے۔ اور دل میں نہیں پاتا۔ خواہ ذاتی ہو یا اسمائی

تجلّی ذاتی اور ہے اور اسمائی اور ہے ۔لیکن ذاتی بھی تین وجہ پر ہے ۔کہ اس کو عطائے ذاتی کہتے ہیں۔ اہلِ ذات ہر وقت پاتے ہیں جب چاہتے ہیں۔ ایک تجلّی وصل دوسری بے مثل ۔ تیسری تجلّی غرق مشاہدۂ جمال۔ جب جمال حق تعالےٰ کا سالک کے دِل میں چمکتا ہے۔ دِل کو پکڑ لیتا ہے کہ غیر کی مجال دل میں نہیں چھوڑتا ۔سب ولایت پر آپ قابض ہو جاتا ہے۔ اور دِل مقابلہ گنجائش کے وسعت پاتا ہے۔ اور کوئی دل اور ساعت تجلّی کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا۔ اور ظاہر اور باطن حق غالب ہو جاتا ہے۔ اور جہاں کہیں کہ رُخ لا دے ؎

بخیالے تو زہر سُو کہ نظر میکردم پیش چشمم در و دیوار مصوّر باشد

جب یہ نظر سالک کی نظر میں فیض پہنچاتی ہے۔ اور آپ میں ہمیشہ باقی ہے۔ نورِ حق کی صحبت سے ثابت ہوتی ہے۔ اور جس وقت چاہے تجلّی اُس پر نازل ہوتی ہے۔ اور مشاہدات کے ساتھ دِل میں ظاہر آتی ہے۔ اس کو ابو الوقت کہتے ہیں۔ اور دِل کی تجلّی کے نظارہ سے ایک دم خالی نہیں رہتا۔ لذّت بہت اور شوق بے شمار اور قوت پائدار اُس کے دِل میں ظاہر آتی ہے۔ ہے ہر گھڑی دوسری حلاوت پاتا ہے۔ اور دُوسرا انوار علامت تجلّئے اوّل کی یہ ہے۔ کہ صورت و صد ایک ساتھ دوبارہ مُنہ دکھائے۔ اور اُس میں آئینہ ایک صورت کا پیدا ہووے ۔

جواب۔ جان کہ بہت کی کیا حاجت عارف فقط ایک کافی ہے ۔مقام یقین سے جس کو کہ یقین حاصل ہوتا ہے مُنتہی اوّل روز مرشد صاحب یقین سے باعتبار صاحب نظار کے اُس کو کیا حاجت ذکر فکر تجلّی اشتہار کی ، جس نے فنا پائی بقاء کو پہنچا اور جو بقا کو پہنچا نور کے ساتھ نور ہوا ۔کہ اپنے درمیان آپ کو نہ دیکھا کہ اپنے برابر کوئی گیاہ بزرگ تر نہیں جس کو سِرّ سے خبر ہے ۔ہمیشہ ورق دِل کے مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے ۔ اِسی طرح اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ شہباز شاہراہ کا ہے ۔

جب صاحب جمعیّت ذکر فکر کی نہایت کو پہنچتا ہے ، اُس کی نظر کیمیا ، اکسیر مطلق ہو جاتی ہے ۔ اس کو بھی جمعیّت لایحتاج فقیر کہتے ہیں ۔ اور دوسرے جو کہ جمعیّت کے ساتھ دعوت پہنچے ، صاحب تکثیر یعنی ہر کار دینی اور دنیوی کے لئے پڑھتا آتا ہے ۔ ایک دم میں اور ایک قدم اٹھانے میں ۔یہ بھی لایحتاج اور جمعیّت ہے ۔ اور جو کہ جمعیّت کے ساتھ تصوّر اور تصرّف کو اللہ کے نام سے پہنچے اس کو ختم الفقر کہتے ہیں ۔جس چیز کو اللہ کے کرم سے کہے اُسی وقت ہوتی ہے ۔ اور یہ مرتبہ کُن کا ہے یعنی کُنْ فَيَكُوْنُ ۔ اور کُن

تعلق قمُ سے رکھتا ہے۔ اور قمُ بھی دو قسم کا ہے ایک قمُ باذن اللہ بفقر تمام دوسرے قمُ باذنی مطلق کفر اور ناقص خام۔

اس مقام میں باخبر رہ کہ منصور نے انا الحق کہا۔ فقر کی تمامیت کو نہ پہنچا۔ اور اس کو دار پر کھینچا۔ صاحب کُن کو جمعیت اور لایحتاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے ہردم درد اور سوز میں اور بے خبر گناہ سے ہے یہی جمعیت کی راہ ہے۔ اور نظر خدا پر رہتی ہے اور خبردار رہ جو یہ چار جوہر وجود میں جمع کرے۔ مجموعہ جمعیت کی کُل اور جزو ہو صدقاً وعدلاً جو فقیر اس مقام میں پہنچے۔

اَلْمَلَتُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ کی تعریف

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ جو صاحب تمامیت ہو یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی۔ اور دین اسلام سے تمہارے راضی ہوا۔ نفس پر غالب ہو۔ اور نفس اُس کا قیدی ہو۔ اور جب نفس قید میں ہو۔ کہ دونوں جہان پر امیر ہو۔ یہی جمعیت ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ۔

جان کہ ابتدا فقر کی علم ہے۔ اور علم کی تمامیت بیس جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت علم اور حلم کی ایک جزو ہے۔ پس جب بیس جزو علم کی ایک جزو علم میں آجاویں۔ حلم تعلق حلیم سے رکھتا ہے۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے۔ علماء کلام سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صاحب شنید ہیں۔ اور فقیر معرفت کے دیکھنے سے کہ دل کے دیدہ سے صاحب دید ہیں علماء کی امید طاعت اور ثواب پر اور فقرا کی فضل اور دیدار پروردگار پر۔ اگرچہ بہشت گل و گلزار مگر عارفوں کی نظر میں خار ہے۔ جو عارف مولا کی نظر کا منظور ہے۔ اُس کو دوام حضوری ہے۔ اُس کو نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت نہ حور نہ قصور۔ جس گروہ میں حسد نہیں ہے۔ مطلق بہشت ہے۔ اور حاسدوں کا طالع دوزخ سے بدتر ہے۔ جو شخص علم کو تحصیل کرتا ہے یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید اور معرفت لیتا ہے۔ اُس کو جزو کی حاجت نہیں ہے۔ جو ان مراتب پر پہنچتا ہے اُس کو صاحب حقیقت کہتے ہیں ؎

ہر دو چشمے را ببیں دریک نظر ہر دو چشمے داشتہ ہم گاہ و خر

چشم باطن دل بود از جاں صفا تا ترا حاصل شود رو مصطفےٰ

علم دین فقہ است تفسیر و حدیث ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

پردہ را بردار عین از عین ببیں راہِ عرفاں ایں بود حق الیقیں

جاننا چاہئے۔ کہ مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور غرق کس کو بولتے ہیں۔ اور فقر کس کو جانتے ہیں مراقبہ اور غرق اور فقر مطلق بعین العیاں ہیں جو ایک کو تحقیق کرے محققان صاحب بیان سے ہے۔ تمام مراقبہ کی یہ ہے کہ نفس کو ہو اسے باز رکھے۔ اسی کو غرق بوحدانیت کہتے ہیں۔ جان، کہ مراقبہ مطلوب کو کہتے ہیں، جس سے مطلب ہو باطن میں اس سے ملاقات کرے اور جواب باصواب لے۔ اور مراقبہ مثل برق کے تیز رو ہے۔ اور صاحب مراقبہ اُس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ لائق دیدار کے ہے۔ یہ مراقبہ نہیں ہے۔ کہ موش مردار کے مارنے کو متوجہ ہوتا۔

صاحبِ مراقبہ کی حیات ممات ایک ہے۔ خواہ ہمیشہ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں رہے۔ خواہ مجلس انبیاء اور اولیاء میں، خواہ ہمیشہ غرق وحدانیت میں رہ کر رب العالمین کا وصال کرتا رہے۔

سکوت کی تعریف

جب اس حضوری سے صاحب مشاہدہ کو احوال ظاہر ہوں تو بعضے سکوت میں آجاتے ہیں۔ شرح مراقبہ کی حدیث ہے:۔

ح مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ح اَصْلُ الْاِيْمَانِ مِنَ السُّكُوْتِ

ح اَلسُّكُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ السُّكُوْتِ رِضَاءُ الرَّبِّ۔

شرح۔ مراقبہ کی یہ ہے۔ مراقبہ میں چار چیز ہیں۔ کہ اُس سے صاحبِ مراقبہ کے چار وجود ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ظاہر اور باطن انبیاء کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ حضور میں ظاہر کون ہے، اور باطن کون ہے۔

جو صاحب مراقبہ اول دل مراقبہ میں بیٹھے، مربع بیٹھے۔ اور اپنے سر کو زانو پر لیجا کر گویا مردہ ہے، فکر میں مولا کے ہووے۔ مراقبہ اس کو اعلےٰ مرتبہ پر لیجاوے گا۔ اس مراقبہ سے انبیاء اور اولیاء کی مُلاقات ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ مردانِ خدا کا ہے۔

اور مراقبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ بعض کو دل کی آنکھ دردمند سے اور بعض کو جسم ظاہر سے چنانچہ خواب اور نماز نہیں۔ اہلِ مراقبہ کے مراتب لائق دیدار کے ہیں۔ اور یہ مراقبہ نہیں ہے جس میں وسوسہ شیطان کا ہووے۔ عالم کو مراقبہ رحمان کی راہ پر لیجاتا ہے۔ اور جاہل کو شیطان کی طرف کھینچتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ علم ظاہر اور باطن وسیلہ خدا کی معرفت کا ایمان اور دین کے ساتھ ہے پس عالم علم سے طلب کرے۔ دو چیز ایک باشرف مجلس حضور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسری معرفت و ہدایت مولے کی نماز کے ساتھ اور روزہ بنائے اسلام فقیر تمام ہے۔ اور ذکر فکر تسبیح۔ جو عالم کہ ان دونوں مراتب کو پہنچے۔ ایک مجلس صحیح دوسری معرفت الٰہی۔ عالم کو علم ظاہر اور باطن اور نیک کردار ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ علم بیشمار پڑھ لیا۔ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہوا۔ اور پچاس ہزار برس فرشتوں کو تعلیم کرتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مراتب پر لے گیا۔ لیکن آخر کو زوال تھا کہ اعمال لایا۔

معرفت کی تعریف

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے خدائے پاک کہ پہچانا میں نے تم کو حق پہچاننے کے ساتھ وَسُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اور تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے پروردگار کہ نہ عبادت کی میں نے تیری حق عبادت کے ساتھ جس نے علم کو دنیا کا وسیلہ گردانا۔ اور امرا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کو علم فرعون کے مراتب پر پہنچاتا ہے۔ اور دنیا اس کو قارون کا مرتبہ دیتی ہے پس عالم بےعمل کو کیا قدرت ہے کہ دم مارے۔ اس کے دل پر شیطان غالب ہے۔ چنانچہ شیطان کا قول ہے کہ جو کوئی پچین روپیہ نقدا اپنے ملک میں رکھتا ہے۔ وہ میری متاع ہے۔ اور وہ میرا مرید اور غلام ہے۔ کہ اس کا دل خدا سے میں نے پھیر دیا۔ اور دنیا کے خطرات کو اس کے قریب پہنچا دیا۔ ہے۔ وہ مجھ سے خلاص نہیں ہوسکتا دنیا مزرعہ آخرت ہے۔ کہ رات دن اللہ کی راہ میں صرف کرے۔ جیسے کہ دنیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے۔ کہ جس قدر مال جمع کیا خدا کی راہ میں دے دیا۔ جو ایسا نہ کرے شیطان ہے۔

اور جب کسی کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں وہ عالم عامل

ہوتا ہے۔ اور تارک دنیا ہو جاتا ہے۔ اور صاحب توکل وہ جانے یا نہ جانے۔ پس اہل مراقبہ کو ورد وظائف کی کیا حاجت ہے۔ صاحب استغراق کی خواب اور بیداری برابر ہے۔ ان تینوں مرتبوں کو مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا کہتے ہیں۔ اور غرق توحید اس کو کہتے ہیں۔ کہ اسم اللہ اور سکر اسم اللہ کا اس پر غالب ہووے اور غرق ہووے راتبیت میں۔ اور اس کے وجود میں غضب اور غصہ دنیا کا نہ سماوے اور غرور نہ آوے۔ اس واسطے کہ وہ کسی حال میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقر محمدی ہے ✦

جاننا چاہیئے۔ کہ فقر کے ۳ حرف ہیں ف، ق، ر۔ ف سے نفس کو فربہ نہ کرے۔ کبر کے ساتھ کہ مقام کبریا سے محروم ہو۔ ق سے نفس کو قید کرے اور حرف ر سے سائل کو رد نہ کرے۔ چنانچہ فرمایا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ سائل کو مت جھڑک ✦

درمیان درویش اور فقر کے کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے۔ نہ مریدی کی طلب نہ زر کی طلب ؎

درویش یاد راست دائم در ناک — بلکہ خود چیز نے ندارد جز خاک

فقر دانی چیست فی اللہ باخدا — پوشیدہ چشم راز محرم کبریا

نیز فقر کے ۳ حرف ہیں ف، ق، ر۔ حرف ف سے فیض فضل فیاض حق سے اور حرف ق سے قیامت دل سے فراموش نہ کرے۔ اللہ کے قرب کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ اور نفس پر قوی اور قادر ہووے۔ اور حرف ر سے رتبہ کو اختیار نہ کرے سوائے حق کی رضا کے، اس طریقہ سے فقیر کو محقق صاحب حقیقت لیتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کہ اُن کے سِرِّ نہاں کو خلق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں وہ ہمیشہ خدا کے ڈر میں اور مولے کی طلب میں خاص مومن اور مسلمان نفس سے فارغ البال رہتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ کہ تحقیق حق کو پہنچے ہیں۔ آپ کو جانتے ہیں اور خلق نہیں جانتے ✦

جان کہ چار چیز خزانہ ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ کہ اُس کی انتہا کو پہنچتا ہے۔ اور صاحب خزانہ ہوتا ہے ✦

اوّل خزانہ قرآن ہے۔ اور قرآن میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو اسم اعظم کو قرآن میں پا جاوے۔ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جاوے۔ اور جو نہ پاوے اس کو علم قال

نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسوم میں مُردہ دل اور معدوم ہے +

دوسرا خزانہ دل کا ہے بے انتہا۔ جو اس کی انتہا کو پہنچے مقرب حق ہوئے وعارف باللہ

تیسرا خزانہ مجلس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ہمیشہ ہم صحبت ہوئے۔ وہ بھی صاحب گنج ہے +

چوتھا خزانہ فقراولیاء کا۔ جس کو فقر کی دعوت عمل میں ہو وہ بھی صاحب گنج ہے۔ لیکن ہر ایک اسم اللہ کی تہ میں ہے۔ چنانچہ طے کتاب اور قرآن کی جو نہ کھولے اور ورق ورق مطالعہ نہ کرے۔ راز کلام سے محروم ہے +

فقر کی دوستی کا بیان

ح۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِیَّ اللہ دوست رکھتا ہے بے پرواہ فقیروں کو، پس ایک طائفہ اہل ریاضت کا اہل سوال ہیں۔ حدیث نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ پناہ مانگتا ہوں فقر مکب سے اللہ کے ساتھ۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ + | میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کی طرف تحقیق اللہ دیکھنے والا ہے بندوں کو +

عاشقان وصل نے اپنا کام خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اپنا قدم وحدت کی طرف لے گئے ہیں۔ طلب مولےٰ وصال ہے اور طلب دنیا سوال۔ پس مجلس اہل وصال اور اہل سوال کی درست نہیں آتی ہے۔ طالب مولےٰ مسرور اور طالب دنیا رنجور رہتا ہے۔ اور طالب عقبیٰ مزدور ہے +

حدیث۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذَنْبِہٖ ذَرَّۃٌ + | جس نے ایک بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ اس کے گناہوں سے ایک ذرہ باقی نہیں رہتا +

کلمہ طیبہ کا ل یہ اشارہ ہے کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہ فانی ہونے والی شئے کو میں دوست نہیں رکھتا۔ اور سالہا سال کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے۔ اور ہزار چلوں سے ایک روزہ راز۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو خدائے تعالےٰ بے نیاز ہے۔ اگر اللہ کے ذکر کی گرمی سے اور نبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے دل چاک چاک

نہ ہو، تو مجاہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے ⁂

جان مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو ہر روز خدا تعالیٰ سے قوت باطنی نصیب کراوے۔ تاکہ اللہ کا طالب بے جمیعت اور پریشان نہ ہووے۔ اگرچہ طالب بہت کھائے اور نوش کرے اور خوب لباس پہنے۔ ہرگز معرفت حق تعالیٰ اس سے سلب نہ ہو ⁂

طالب دو قسم کے ہیں ایک مثل حضرت موسےٰ کلیم اللہ کے ظاہری عالم ہے، اور اس کو ظاہر علم کی طلب ہوتی ہے کہ کلیم ہے اور اس کی نظر گناہ پر ہے۔ دوسرے مانند حضرت خضر علیہ السلام کے کہ علم باطنی رکھتے تھے، اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔ پس جو علم ظاہر مثل حضرت موسےٰ کے اور باطن مثل حضرت خضر کے نہ رکھے۔ ہرگز معرفت الٰہی کو نہ لے۔ اور جس نے نصیب جدا وداني پایا فقر سے پایا ⁂

مرشد ایک ہو اور ایک مرشد سے ایک طالب ہو ؎

مرد مرشد مے برد با مصطفٰے

باز دارد از گناہ و از ہوا

مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا (جو اللہ کی محبت میں مرتا ہے۔ شہید ہوتا ہے ⁂

جان اے طالب صادق! کہ دنیا میں کون چیز مشکل ہے۔ کافر کو کلمہ طیبہ کہنا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایسے ہی اہل دنیا کو مشکل ہے ترک اور توکل اور توحید کہ جان مال اور فرزند خدا کی راہ میں تصرف کرے۔ اور جاہل کو علماء کی صحبت مشکل ہے اور جہل سے نکلنا اور علماء کو علم کا چھوڑنا اور معرفت میں محو کرنا آپ کو۔ لہذا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ مشہور ہے۔ اور کون مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکلکشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو، اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑے زبان گویائی سے مرجاتی ہے۔ موافق اس حدیث کے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ جیسا کہ گذرا۔ اور جب زبان دل کی اللہ کے ذکر کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ دیدا نکہ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اور دل کے کان میں یگانگت کی آواز پہنچتی ہے۔ اور کلام اللہ کا حجاب اٹھ جاتا ہے ⁂

حقیقتِ کشف

اے طالبِ صادق! جان کہ کشف بھی دس قسم کا ہے (۱) کشفِ زمینی (۲) کشفِ آسمانی (۳) کشفِ نفسانی (۴) کشفِ شیطانی (۵) کشفِ حیرانی (۶) کشفِ روحانی (۷) کشفِ مراتبِ مطلق خوانی (۸) کشفِ خاص الخاص رحمانی (۹) کشف القلوب (۱۰) کشف القبور۔ کشفِ غرق مع اللہ حضوری۔ وذکرِ کشف مجموعہ مراتب کشاف رجوعات خلق لاف ولاف کشف مع اللہ حضوری نفس خلاف از باطن معرفت الٰہی دل صاف مطلق زخاف۔ اور حقیقت کشف کی علم تصوّف سے تلاش کرے جس نے علم تصوّف نہ پڑھا۔ خراب ہوا ٭

تصوّف کے معنی توحید کے ہیں۔ اور توحید کے معنی ھُوَ اللہ۔ جو ھُوَ اللہ کے مرتبہ پر پہنچا ماسویٰ اللہ سے نکلا۔ سوائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اُس کے وجود میں غیر نہیں آتا۔ یہی مراتب مسکین مفلس فقیر کے ہیں۔ اور کشف حضوری دل کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ذکر لازوال مشاہدۂ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے ٭

جان اے طالب! جب دیکھے کہ کوئی طاعت اور بندگی میں یا ذکر معرفت سے حق کے نزدیک پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے۔ کہ اے فلاں کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو۔ اور طواف کر اور زیارت حرم مدینہ سے مشرف ہو اور روضۂ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور روضہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے۔ اور ابلیس لعین کہتا ہے کہ اے فلاں تجھ کو اجازت ہے۔ کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دُوسرے ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم اور تلقین لے کہ تیرا حصّہ وہاں ہے۔ کہ فلاں جگہ سے وہ فقیر پریشان ہوتا ہے اور شیطان خواب میں آکر کہتا ہے۔ کہ اگر فلاں آدمی فلاں جگہ سے اجازت لیکر تیرے آگے آتا ہے۔ اُس کو تعلیم تلقین گمراہی کی دے اور عبادت اور معرفت سے باز رکھ اور بدعت اور معصیت میں ڈال ٭

اے طالب باخبر رہ کہ اس راہ میں مدد خدا اور رسول علیہ السلام اور مرشد کامل قوی چاہئے۔ ورنہ شیطان بہت قوی ہے۔ اور حرم کعبۃ اللہ کے پہنچنے اور طواف کرنے اور عرفات کے حج سے حجاب ہوتا ہے ٭

مطلب یہ ہے کہ آدمی حرم میں داخل ہونے اور طواف کرنے اور زیارت

کرنے سے سیاہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ کے نور کی تجلّی دُور ہو جاتی ہے۔ اور طمع اور حرص پیدا ہوتی ہے ؛

حاجی وہ ہے کہ جس کی قید اور تصوّر میں حرمین شریفین اور نفس ہو اور شیطان زیرِ حکم ہو ایسا حاجی بے حجاب اللہ کو پاتا ہے ؛

جب ان مراتب کو پہنچے تو چار کشف کھلتے ہیں۔ کشف دنیا اور کشفِ عقبےٰ اور کشف ازل اور کشف مولا۔ ہر سہ کشف کو چھوڑتا ہے اور کشف مولا یکتا کرتا ہے۔ پس مُرشد وہ ہے کہ بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں لاوے۔ اور ایسا دل مولا کے ساتھ بہتر ہے۔ اور اس کو مجموعہ ذات، اسم اللہ بین حق الیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے۔ اُس کا قال قال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قال محمدی اللہ کا کلام ہے۔ اور حدیث اور اعمال یا اعمال محمدی ہوتے۔ اور اعمال محمدی نماز سے نیاز کے ساتھ۔ اور حال اس کا حال محمودی ہے اور حال خلق محمدی ہے خُلق کے ساتھ۔ اور احوال یا احوال محمدی ہو۔ اور احوال محمدی اللہ کے نور میں غرق ہے اور علم حجاب اکبر ہے ؛

اے طالب جان! کہ علم تین قسم کا ہے۔ علم دُنیا اور علم عقبےٰ اور علم مولےٰ۔ پس علم دُنیا وہ ہے کہ دُنیا کے مرتبہ کو پہنچائے۔ کہ بادشاہ دنیا کا ہو جائے کہ اُس سے عدل کی طرف پہنچے۔ اور علم عقبےٰ علما کا علم ہے۔ کہ اُس سے موافق علم کے عمل کی طرف پہنچ جاوے اور علم مولا سب سے بہتر ہے ؛

چنانچہ علم دُنیا زینت دنیا کی۔ اور علم عقبےٰ زینت حُور اور قصُور کی۔ دونوں آنحضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو لائے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز دونوں کی طرف نگاہ نہ کی۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی آنکھ نہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ اُس نے سرکشی کی۔ وَالْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ اور علم بڑا بھاری حجاب ہے ؛

جان کہ درمیان بندہ اور خدا کے پردہ مثل پردوں پیاز کے ہے۔ اور اُس کا چیرنا کیا مشکل ہے۔ لیکن مرشد کی نظر سے، اسی واسطے فقیر بے نیاز ہے کہ اُس کی آنکھ ہر مرتبہ سے باز ہے۔ فقیر ہونا آسان نہیں ہے۔ فقیری میں عجیب اسرار ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ہے

با بداں کم نشیں کہ صحبتِ بد — گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابے بدیں چناں بلند — قطرۂ ابر ناپدید کند

ہیچ نفسے نیست کز آئینہ رو پنہاں کند
دل چو روشن شد کتاب و دفترے درکار نیست

مصنف کہتا ہے ؎

ہر کتاب و نقطۂ از دل کتاب — دل کتاب و دفتر حق بے حساب
ہر کہ حق را بے حساب یاد کند — بے حساب در جنتِ مولیٰ رود

مراد یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بے حساب کرے جیسا کہ حدیث ہے، جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہا، بلاحساب جنت میں داخل ہو گا۔ اور بلا عذاب۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اگر زنا اور چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں ؎

ہر کہ مانع میشود ذکر خدا — ہست شیطاں کافر و بے پیر ہوا
ذکر دانی چیست سر یا رحیم — ذکر و فکر و معرفت راہ مستقیم

اے طالب جان! کہ توریت اور انجیل اور زبور کا ختم قرآن ہے۔ اور ایسے ہی عبادت کا ختم اللہ کا ذکر یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ہے۔ جیسے ختم پیغمبری کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اور ختم وحدانیت فضل اللہ کا ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ہے۔ پس جو اللہ کے ذکر سے دوستی نہیں رکھتا۔ ذاکر اور مسلمان نہیں ہے کہ خاتمہ بالخیر ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں واقع ہے:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور نگاہ رکھنے والے اپنے خاص مقاموں کو مرد اور عورتیں اور ذکر

مُّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٭ | کرنے والے کثرت کے ساتھ مرد اور عورتیں
مقرر کردی ہیں اُنکے واسطے اللہ تعالےٰ نے اجر عظیم ٭

اور جو اولیاء اللہ کہ نفس پر امیر ہے۔ تمام مخلوقات پر قدیر ہے۔ اس طریق سے اولیاء اللہ کو مالک الملک کہتے ہیں ٭

قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ٭ | تحقیق آئے تم ایک ایک جیسا کہ پیدا کیا ہم نے تم کو اوّل مرتبہ ٭

جاننا چاہیئے کہ سب آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے شکم سے آئے اور تنہا اور خالی ہاتھ جاوینگے۔ مگر اللہ کے عارف کہ معرفت کے ساتھ شکم مادر سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جاوینگے ٭

علما ہمیشہ کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر ہمیشہ معرفت الٰہی میں غرق ہے۔ جو کہ ورق سے مشاہدہ معرفت الٰہی کا نہیں کرتا اُس کو ورق نسیان ہو جاتا ہے اور جو معرفت الٰہی سے نکلکر ورق کے مطالعہ میں آتا ہے۔ اُس کو پھر معرفت الٰہی سے غرق نہیں کھولتا ٭

مرد غالب الاولیا وہ ہے کہ ہمیشہ ظاہر اور باطن معرفت الٰہی میں غرق رہا ہے سرّن ظاہر ورق کیا ہے۔ اور باطن غرق کس کو کہتے ہیں۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک دوسرے سے گفت وشنو در سم رسوم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ میں حق الیقین حیّ وقیوم ہے۔ پس صاحب خواندن اور صاحب دیدن میں فرق ہے صاحب ورق مطالعہ میں فریاد کے ہے۔ اور صاحب معرفت آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ؎

علم رسمی سینہ صافاں را نمے آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہر است

علم معرفت دو جہان کا رہبر ہے ؎

گر ترا سرے زند سر پیش نہ
خدمت از بہر خدا درویش بہ

حدیث۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں ٭

مرید کی تعریف

مرید صادق وہ ہے جیسا کہ حدیث ہے اَلْمُرِیْدُ لَایُرِیْدُ۔ جو آدمی کہ مطلب کو پہنچا۔ مشاہدہ ظاہر اور باطن کا دیکھا ۔

جان کہ ابتدا سلوک کی یہ ہے کہ طالب اللہ اپنے حقائق التماس کرے۔ اور طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیغام دے۔ جیسا کہ طالب اللہ مراقبہ کے ساتھ اسم اللہ کے تصور سے یا اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کے تصور سے یا ذکر اللہ کی تجلیّت سے متوجہ مجلس نبی اللہ کا ہووے۔ اور آپ سے بیخود ہووے۔ اور حضور میں ہو مشروحاً جواب باصواب پیغام پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وسلم سے آوے۔ اور مراقبہ بیہوشی سے پھر ہوش میں آوے۔ اور صاحب مقام کو پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالےٰ کی طرف درستی سے پہنچاوے اور پیغام باطنی سے مقصود کی طرف ظاہر ظہور پہنچے یہ مطلب کلیہ ہووے۔ جو اس طریق سے پیغامبر ہو، اُس کو طالب پیغام کہتے ہیں کہ اُس کا ظاہر اور باطن ایک ہے ۔

دوسرے یہ کہ طالب اللہ کو مرشد باطنی راہ سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد رسول اللہ کے ساتھ یا اللہ کے ذکر کی تجلیات کے ساتھ نبی اللہ کا ظہور ہووے۔ اور جو نبی اللہ سے باطن میں جواب باصواب پاوے۔ خلاف ظاہر معلوم ہوا کہ باطن میں بیشک حضوری ہے۔ لیکن طالب اللہ کے وجود کو ظاہر نہیں ہے ۔

جان اے طالب! اگر کسی کا نفس سرکش ہو کہ نماز روزہ اور ذکر فکر اور شب بیداری سے ہرگز تابعدار نہ ہو۔ چاہیئے کہ اُس کو سر سے پکڑے یعنی تصور اسم اللہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دماغ میں رکھے تاکہ ایسی آگ مغز کی جنبش سے پیدا ہو کہ خلاف نفس اور خلاف ظن اور خلاف دنیا اور خلاف شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آراستہ ہو۔ تزکیہ نفس کا تصفیہ قلب کے ساتھ اور روح کے اور سر کے ساتھ پیدا ہووے۔ جو اس مقام پر پہنچے لائق ارشاد کے ہووے۔ اور اُس کی آنکھ بند کر کے شغل اور مشاہدہ ربوبیت کے لائق ہے اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ۔

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہووے نیاز ہے۔ اور طالب کے دل میں کدورت حب دنیا کی گمراہی سے پایہ کہ اللہ کے نام اور محمدؐ کے نام پر اعتقاد صادق ہو

پیرِ ما پیغمبر از پیغمبری پیغمبری پیغام اُمّت رہبری

بعضے طالب اللہ صاحبِ پیغام ہیں اور بعضے صاحبِ الہام، بعضے صاحبِ وہم اور صاحبِ وہم وہ ہے کہ جس کو وحدانیت کا ذوق نہیں ہے۔ ان کا وہم قاتل ہے۔ اور صاحبِ خیال کہ جس کا نور خالص ہے۔ اور حال قبولیت لازوال بہرحال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھتا۔ قیل و قال سے جو اس مرتبہ پر پہنچا مرشد لایزال ہے ۞

الہام بھی چار قسم کا ہے (۱) الہام شہ رگ سے بہت نزدیک ہے۔ اور ہر جزو اور حقیقت کے ساتھ مشروح (۲) الہام شیطانی انسانی مطلب بنیائی راہ کا استدراج خام ناتمام ہے (۳) الہام روحانی (۴) صفائی قلب اور سرِ پنہاں قدرتِ سُبحانی ہے ۞ اس طریق سے صاحبِ الہام استدراج سے فارغ ہے۔ اور یہ راہ باطنی اسم اللہ کے تصور اور اسم محمد رسول اللہ کے تصور سے ہے ۞

اے طالب! علم بھی چار قسم ہے (۱) علم عاری (۲) علم قاری (۳) علم اختیاری۔ (۴) علم افتخاری ۞

علم عاری وہ ہے۔ کہ دین کو دُنیا سے بدل کرے، جیسا کہ رشوت اور ریا اور کبر و ہوا، دُور کرتا ہے خدا سے ۞

علم قاری قرأت اور حفظ پڑھنا قرآن کا خدا کے واسطے اور ارواح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ۞

علم اختیاری فقہ اور تفسیر اور حدیث ۞

علم افتخاری تصوّف اور معرفت اور توحید اور تقوٰے اور پرہیزگاری اور ہدایت اور ولایت فقر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے

علم با یداز عنایت خلق را ہر کسے پرساں کردن طبع را
ہر چہ خوانی حق بخواں بہر خدا جہل را جائے نماند چوں چرا

جہل کی بُرائی

حدیث۔ مَنْ لَمْ یَزْدَدْ وَرَعٌ حَالَتُ الْعِلْمِ اِبْتَلاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِثَلٰثَۃِ بَلِیَّاتٍ | یعنی جو علم پڑھ کر پرہیزگاری نہ کرے اُس کو تین بلاؤں میں اللہ تعالےٰ نے پھانستا ہے

اِمَّا اَنْ یَّمُوْتَ شَابًّا اَوْ اَنْ یَّقَعَ فِی الرِّسْتَاقِ اَوْ فِی بَابِ الْاُمَرَاءِ ؕ	یا جوان مرجائیگا یا محتاج ہو گا یا امیروں کے دروازہ پر بھیک مانگیگا ؕ

مصنف کہتا ہے کہ جو عالم دوام اللہ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہوتا ہے اور جو دُنیا کی طلب میں ہے وہ دُنیا کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ لیکن جلد زوال پاتا ہے اور واسطے رزق کے مت غم کھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ؕ	اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے واسطے رزق کی کشائش کرتا تو یقیناً بغاوت کرتے زمین میں، لیکن اللہ تعالےٰ بقدر اُس کے

نازل کرتا ہے کہ چاہتا ہے تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے ؕ

اور خلقت کے طعنہ سے اے عالم عارف عاجز مت ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے:۔

وَیَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ؕ	اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک پہلی خلقت کی طرف لوٹائے جائینگے ؕ
قولہ تعالےٰ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ؕ	فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک اپنے معبدوں کو ایک

شاعر مجنون کے کہنے سے چھوڑ دینگے ؕ

اے عالم عارف اللہ کے ذکر سے مشغول ہو:۔

قولہ تعالیٰ وَاِنْ كَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ؕ	اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کا ذکر ہوتا تو ہم بیشک اللہ کے خالص بندوں سے ہوتے

پس اے عالم عارف شیطان دشمن سے خبردار رہ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ؕ	تحقیق شیطان تمہارا دشمن بین ہے پس اس کو دشمن جانو اُس کا گروہ تم کو بلاتا ہے کہ تم دوزخی ہو جاؤ ؕ
حدیث مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَلَمْ یَزْدَدْ وَرَعًا لَمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ	جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور پرہیزگاری نہ کی تو اُس کو اللہ تعالےٰ سے دوری

اِلَّا بُعْدًا اَوْ مَقْتًا فِی الشَّرِیْعَۃِ ؁

زیادہ ہوتی ہے شرع میں ؁

حدیث۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ ؁

تحقیق زیادہ عذاب قیامت کے دن اُس شخص کو ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ علم سے نفع نہ دے ؁

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سوال کئے گئے کہ عالم کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا جو علم پر عمل کرے ؁ پس علم سیکھنا چاہئے تاکہ کام میں آوے اور اُس سے سُنّت کی راہ پاوے۔ اور جاننا چاہئے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے۔ تو اُس کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے زیادہ ڈرے۔ اور جس کو علم زیادہ ہو اور بے خوف ہوا تو اُس کا جہل زیادہ ہوتا ہے اور وہ جہل ظاہر سے باطن کی طرف پلٹ جائے۔ عالم وہ ہے کہ خوف والا ہو۔ اور اگر سو ہزار مسئلہ جانے اور خوف والا نہ ہو۔ اور بقول خدا تعالیٰ کے عالم نہیں ہے عالم کا احتمال ہے اور جو مسئلہ ایک جانے اور خوف والا ہووے۔ اس کا حشر علماء کے ساتھ ہوگا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ فقیہ کون ہے؟ آپنے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کا خوف کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

وَیَخْشَی اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ؁

جو خدائے تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہی کامیاب ہونگے ؁

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ درمیان عالم اور جاہل اور کفر اور اسلام کے ربّ العالمین کے نزدیک فرق نہیں ہے۔ غلط کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ؁

قولہ تعالیٰ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ؁ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ؁ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ؁ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں جہنّم کی طرف ٹولیاں بنا کر ہانکے جائینگے یہاں تک کہ جب جہنّم کے پاس پہنچینگے تو اُن کیلئے اُس کے دروازے کھول دئے جائینگے۔ اور دوزخ کے مؤکل اُن سے کہینگے۔ کہ کیا تم ہی میں کے رسول تمہارے پاس نہیں آئے کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز بد کے پیش آنے سے

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ
فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا
خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ
نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ
اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ
حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تم کو ڈراتے یہ جواب دینگے کہ ہاں (رسول تو آئے اور اُنھوں نے ڈرایا بھی) مگر (ہم نے اُن کی ایک نہ سُنی اور) (عذاب کا وعدہ (ہم) کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا (پھر ان سے) کہا جائیگا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور ہمیشہ ہمیشہ اس (جہنم) میں رہو غرض (خدا سے) اکڑنے والوں کا (بھی کیا ہی) بُرا ٹھکانہ ہے اور جو لوگ (دُنیا میں) اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کو (بھی) گروہاں گروہاں بنا بنا کر بہشت کی طرف لیجاوینگے یہاں تک کہ جب (یہ لوگ) بہشت کے پاس پہنچینگے اور اُن کے دروازے (اُنکے لئے پہلے ہی سے) کھلے ہونگے (تاکہ اُن کو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے تو اُن کی بڑی آؤ بھگت ہوگی) تو بہشت کے مؤکل ان کو سلام علیک کرکے کہینگے کہ تم (بڑے) مزے میں رہے تو بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے داخل ہو اور (یہ لوگ) کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا۔ اور ہم کو (بہشت کی سر) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں۔ تو (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے اور (اے پیغمبر اُس دن تم) فرشتوں کو دیکھوگے۔ کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے (کھڑے ہیں اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اس کی) تسبیح (و تقدیس) کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور (سب کچھ ہو ہوا کر آخر کار ہر طرف سے یہی) صدا (بلند) ہوگی کہ سب تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں۔ جو تمام جہان کا پروردگار ہے ؎

کہا وہ فقیہہ ہے کہ خدائے تعالےٰ لئے سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے خدا واسطے کو اور جب نہ ڈریگا۔ تو نفس بہ تاویلات میں مشغول ہوگا۔ اور حرام اور شبہات سے نہ بچیگا۔ اور حُبِ دُنیا میں کہ سر گناہوں کا ہے داخل ہوگا ✦

حدیث لَوْ كَانَ الْعِلْمُ دُوْنَ التَّقْوٰى شَرَفًا لَكَانَ الْاِبْلِيْسُ اَشْرَفَ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ✦

اگر علم کو بلا تقویٰ کے شرف ہوتا، تو اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں ابلیس زیادہ بزرگ ہوتا ✦

مصنف کہتا ہے کہ جب علم اور عمل اور تقویٰ اور خدائے تعالیٰ کا ڈر چاروں وجود میں جمع ہوں۔ دل بندہ معرفت کے ساتھ ہو گا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باللہ کہتے ہیں ؂

طبقات علم

جاننا چاہیئے۔ کہ طبقہ اوّل و ثانی تو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا۔ تیسرے طبقہ میں بعد اصحاب کبار کے ایک وقت ایسا ہو گا۔ کہ علم بہت ہو گا اور عمل نہ ہو گا۔ اور چوتھے طبقہ میں نہ علم ہو گا نہ عمل۔ اور پانچویں طبقہ میں حضرت عیسےٰ روح اللہ چہارم آسمان سے بیت المقدس میں اُتریںگے۔ اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پر عمل کرینگے۔ چنانچہ علم اور عمل بہت ہو گا ؂

جاننا چاہیئے کہ علم توحید اور علم شریعت اور علم فقہ بمسائل فرض واجب سُنت مستحب اور علم معرفت الٰہی مجموعہ علم کو جمع کرنا۔ الغرض علم مثل دریا عمیق کے ہے۔ اور عالم مثل کشتی کے اور کشتی سوائے دریا کے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی۔ اور عالم عامل مثل ملاح کے ہے۔ اور فقیر عارف باللہ مثل غوّاص کے۔ اور غوّاص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ موتی ملتا ہے۔ اور اس کو نکالتا ہے۔ لیکن غواصی مشکل ہے ؂

غوّاص را چہار ہنر مے باید | غواصی کن گرت گو ہرے باید
دم ناز دن و پائے سرے باید | سررشتہ بدست جاں بر کندست

جان کہ اصل علم اور معرفت اور عبادت کا لقمہ ہے۔ اور وہ لقمہ دو قسم کا ہے۔ ایک مثل دوزخ کی آگ کے کہ حرام اور شبہ دار ہو کہ اُس سے حرص اور غیبت اور بغض اور عناد اور نفاق اور ریا اور بے حمیت اور شیطنت اور نفس پیدا ہوتا ہے ؂

دوسرا لقمہ حلال ہے مثل بہشت کے پانی کے جب وہ وجود میں آتا ہے۔ دوزخ کی آگ فرو ہوتی ہے۔ اور تائب ہوتا ہے ؂

اور توبہ تین قسم کی ہے اور اُس کے تین نشان ہیں۔ کہ اُس سے تین آثار پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو جہل سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ علم پڑھے۔ اُس کا علم یکبارگی روشن ہو کہ ابتدا اور انتہا سے عامل ہووے۔ اور اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ

زبانی عبادت میں مشغول ہووے۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور دُنیا اور اہلِ دُنیا سے طالب ہو بلکہ توبہ کرے فوراً اُس کو معرفت الٰہی روشن ہو۔ بلکہ مجلس محمدی میں حاضر ہووے۔ اور جو اخلاص کے ساتھ فسق اور فجور سے تائب ہوا وہ خاک میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے اُسی قدر اُس کو زر حاصل ہووے۔ اس طریق سے توبہ قبول ہووے اور تائب محتاج نہیں رہتا ؛

اے بھائی! یہ سب برکت لقمہ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام لقمہ کو اوّل نظر سے پہچان لیتا ہے۔ اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ ہے غذائے نفس اور شہوت اور رجوعاتِ خلق اور ناموس تجلی ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کو حرام لقمہ سے سستی بندگی اور بے لذتی ذکر میں اور بے مزگی فکر میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی تمام مراتب ہیں۔ مردوہ ہے کہ اگر قند اور لقمہ حرام وجود میں آوے اور معلوم کیا کہ آیا تو اللہ کے ذکر سے ایسا جلا دے اور ناگمتر کر دے کہ نابود ہو جاوے۔ اور تاثیر نہ کرے لیکن اصل حرام پایا ہے جس نے لقمہ حرام کھایا وہ اللہ کا نور نہیں دیکھتا۔ اور جو حلال کھاتا ہے۔ ترقی تجلی اور مشاہدہ کی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک حقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے ؛

اور علم دو قسم ہے۔ ایک واسطے دین کے جیسا کہ عمل پرہیزگاروں کا ہے۔ اور خوف خدا کا اور ذکر کا حرص اور حسد سے اور مشغول ہونا عبادت میں اور سعادت اور پرہیزگاری اور صفائی دل کی یہ سب خاصیت علم رحمان کی ہے۔ ان علما کو عبدالرحمن کہتے ہیں۔ یعنی تابع المسلمین قوی دین۔ دوسرے علم دنیا کہ طمع اور بخل اور رشوت اور ریا ہے کہ بموجب حدیث کفر سے اشد ہے اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ یہ علم شیطان کا ہے۔ کہ علماء کو حرص اور نادانی کی طرف لے جاتا ہے ؛

ریا کی مذمت

جان کہ کفر کی ابتدا علما کی انتہا ہے۔ اور فقر کی ابتدا کیا ہے۔ اور علما کی انتہا کس کو کہتے ہیں۔ یعنی ابتدا فقر کی اللہ کا ذکر ہے۔ کہ اُس کی تاثیر سے کہ اسم اعظم ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے کشف ہوتا ہے۔ اور اسم اعظم کی تاثیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے۔ حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی اور جزو کل ہر چہار کتاب۔ توریت ۔ انجیل ۔ زبور ۔ فرقان اور حدیث نبوی اور حدیث قدسی اور علم معرفت اور مشاہدہ اٹھارہ

ہزار عالم کا اور طیر اور سیر سفلی اور علوی کلمہ طیب کی سطر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ہے جو اس سے منکر ہو مرتد اور کافر ہے۔ آمنّا وصدّقنا۔ اور کلمہ دونوں جہان کی کنجی ہے جب طالب باترتیب اس کو پڑھے اس سے کوئی علم پوشیدہ نہیں رہتا۔ اور کلمہ طیبہ سطر میں اسم اللہ کے ہے۔ اور اسم اللہ طے میں اسم اعظم کے ہے۔ اور اسم اللہ اور اسم اعظم نفع اور تاثیر نہیں دیتا سوائے وجود معظم کے اور دل سلیم کرم۔ پس پیر روشن ضمیر ہاتھ میں لاوے جو علم و عمل کے ساتھ دونوں جہان پر آپ کرتا ہے۔ یہ نہ عالم ہیں نہ فاضل ہیں۔ معاش کی طلب میں محتاج ہیں اور خوار ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عالم گور ہیں اور علم کتابیں ہیں۔ اس واسطے کہ علم اکسیر توریت۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن میں مرقوم ہے۔ آیات میں مشہور ہے۔ جو عالم کہ آیات قرآنی سے اسم اللہ کا اسم اعظم اور علم اکسیر نہ پاوے اور عمل میں نہ لاوے اور غنی نہ ہووے۔ پس موافق اسرار آیات کے ووجدک عائلا فاغنیٰ (اور پایا میں نے تجھ کو عیالدار پس غنی کر دیا) کیمیا درست نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں خبر نہیں معلوم ہے محروم ہے۔ اگرچہ خلق کے نزدیک عالم فاضل ہے۔ اور محروم ہے۔ زبردست سیاہ دل اور بے ترس ہے ؎

علم بہر دین بود دین از خدا　　　نیست عالم آنکہ بارشوت ریا

جو علم کہ مولا کے ڈر سے اور آخرت کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور جس علم سے کہ نفس درست نہ ہو وہ علم نہیں۔

دُنیا کی مذمّت

مخمس

وارا برفت حشمت وجاہ از جہان نبرد　　　کاؤس ہم فروشد وکام از جہان نبرد
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد　　　حال سپہ این چنین کہ کسے از جہان نبرد
زنہار دل مبند بر اسباب دُنیوی

اور جس علم سے کہ دُنیا کی محبت اور جہل اور شرک اور کفر نہ نکلے اور جس علم سے کہ دل کے دیدہ کی صفائی نہ ہو اور حق کی معرفت نہ کھولے وہ علم وبال اور اس کا عالم حمال جاہل ہے۔

شکر کی تعریف

تو جانتا ہے کہ علم نیک اعمال کے واسطے ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے۔ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا۔ عمل کرو تم اے آل داؤد کی شکر کا۔ خطا امت کی گناہ ہے اور شفاعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عطا اور فضل اللہ کا ہے۔ علم خاص کر قرآن اور حدیث ہے۔ اور زاہد بے علم ابلیس ہے اور خبیث علم مونس جان ہے۔ اور زاہد بے علم شیطان ہے۔ علم ہادی رہبر ہے اور زاہد بے علم گمراہ۔ علم فقہ اور علم فقر فیض الٰہی ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ اور رہبر ہیں۔ جانتے ہو کہ خدا کی طرف سے دو گواہ ہیں اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں۔ اور علیم اللہ کا نام ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ تعلیم علم اور تلقین معرفت اور فقر کے لئے۔ اول نور کو آپ کی تعلیم کیا۔ دوسری بار روح مقدس کو کہ اس وقت میں کوئی مخلوق نہ تھی۔ تیسری بار جسم اطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم اولین اور آخرین تعلیم و تلقین کیا۔ پس مرشد کامل تعلیم میں نور اور روح اور جسم کے چاہیئے۔ نظر میں اور معرفت الٰہی میں اور ذکر فکر میں اور علم لدنی میں اور کشف و کرامات میں اور عقل میں سب میں کامل ہو۔ اور غرق باللہ ہو مرشد کامل وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو تین مراتب پر پہنچا وے۔ اول نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوم روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ سوم جسم مقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ قول ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ہر چیز اپنی اصل پر رجوع کرتی ہے۔ جب اصل پر نہ پہنچے وصل پر نہ پہنچے مطلق حیوان رہے ؎

علم سہ حرف است سہ از بہر سہ | ب دیا برکت تو کل نزک ت
ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب | طالب دنیا بود اہل از کلب

چنانچہ حدیث ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا ایک مردار چیز ہے اور اس کا طالب کتا ہے ۔

نور محمدی کی تعریف

شرح نور و روح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ جب خدائے تعالےٰ نے اپنی خداوندی کا اظہار چاہا۔ تو اپنے نور خاص سے نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جدا کیا۔

اور وہ نور مقدس آئینہ محبت میں اور معرفت میں اپنا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اُس نور پاک کا نام نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ اور حبیب اس واسطے نام ہوا۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے زبانِ قدرت سے فرمایا۔ کہ اے میرے حبیب مجھ سے ہمکلام ہو۔ اُس دفعہ وہ نور پاک جنبش میں آیا اور کہا یا اللہ۔ پس نام اللہ تعالےٰ کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا اور اللہ تعالےٰ نے اس نور پاک کو دو لاکھ اور ستر ہزار اور تیس سال نگاہ رکھا۔ بعد اُس کے حق سبحانہ وتعالےٰ نے از روئے لطف اور کرم کے فرمایا کہ اے نورِ محمد، رُوح محمد ہو جا۔ پس وہ نور روح کی طرف منتقل ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے روح محمد مجھ سے ہم سخن ہو، پس روح مقدس نے عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ حق تعالےٰ نے بزبانِ قدرت جواب دیا وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور کلمہ توحید کے نور سے نور فقر وحدت اور معرفت پیدا ہوا ایک صورت پر۔ پس اس صورت نے رُوح محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ السلام علیک یا روح محمد۔ روح مطہر نے جواب دیا وعلیکم السلام یا فقر۔ پس صورت فقر نے دل میں روح پاک کے سکونت قبول کی تصدیق قلب وجود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبدل ہوئی پھر حق سبحانہ وتعالےٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا کہ رُوح محمد نجیب مجھ سے ہم سخن ہو۔ رُوح نے عرض کی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حق سبحانہ تعالےٰ نے زبانِ قدرت سے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چنانچہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نور سے صورتِ اسلام اور ذکر اللہ اور کلام اللہ پیدا ہوا تھا۔ اور صورتِ علم اور اسلام نے روح محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی السلام علیکم یا رُوح محمد، روح پاک نے جواب دیا وعلیکم السلام یا علم کلام اللہ ور روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کو تعظیم دی اور علم کے روبرو کھڑے ہوئے۔ اور بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے قرار اور سکونت زبان پر پکڑا اور آنکھ سے مطالعہ کیا اور تین لاکھ تینتیس ہزار سال خدائے تعالےٰ نے روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم علم کی دی اور حافظ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہ تھی۔

تعلیم انسان و اتمام فقر

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ہوز

جیسا کہ تھا تعلیم کیا انسان کو کہ وہ نہ جانتا تھا۔ جس وقت فقر تمام ہُوا پس وہی اللہ ہے +
صاحب معرفت اور نہایت فقر پہنچی۔ سرفرازی اور فخر یگانہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ محمد مصطفٰے وہ ہے کہ یگانہ ہو۔ اور یاد رکھے حقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مشاہدہ کے ساتھ اور واقف ہو اس احوال پر بھی کہ فقر لازوال نعمت ہے۔ چنانچہ یہ فال میرا میرے احوال پر شاہد ہے۔ کہ اس مقام پر نور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ آدمی پہنچے کہ دست بیعت کرکے طالب حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور مقام محمد مصطفٰے صلے اللہ وسلم کا اس پر کھولے۔ اور حقیقت ابتدا اور انتہا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دکھلائے۔ اِنَّ اَوْلِیَائِی تَحْتَ قِبَائِی لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِی تحقیق میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ سوائے میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ پھر خدائے تعالےٰ نے نظر جمالیت دست راست سے طرف روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کی اور زبانِ قدرت سے فرمایا کُنْ فَیَکُوْن۔ پس کل مخلوقات جن اور انس اور ملائکہ اور اٹھارہ ہزار عالم موجود ہوئے۔ پھر طرف دست چپ کے کی۔ اس نے نار شیطان اور دنیا اور نفس امّارہ پیدا ہُوا۔ اور تیسری مرتبہ تعلیم جسد اور جسم، حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چنانچہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے پا پیادہ جلودار تھے۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور آپ بالائے عرش گذرے۔ اور قاب قوسین اَوْ اَدْنٰی کے مرتبہ پر پہنچے اور دیکھا جو دیکھا اور سُنا جو سُنا ؎

دید محمدؐ بہ چشم دگر | بلکہ بداں چشم کہ دارد بہ سر

اور مرشد کامل وہ ہے کہ طالب کو مجلس میں نور محمدی کے پہنچاوے۔ اور طالب کے رُوح کو مجلس میں رُوح محمدی کے پہنچاوے۔ اور جسم کو مجلس میں پہنچاوے۔ چنانچہ موافق حلیہ شریف کے ہو۔ اور جو مرشد یہ توفیق نہ رکھے اُس سے تلقین حرام ہے ؎

با تو گویم بشنوی اے ہوشمند | ذکر و فکر عقل آنجا نا پسند
جسم و روح نے رسد آن خاص نور | تا نہ گردد نور کے باشد حضور
نور پیدا میشود از حق نظر | در مطالعہ علم از حق بے خبر
مے شناسد نور حق آں زندہ دل | کے شناسد مردہ دل دیوار گل

باھوا بہر از خدا انورش نما نور حاصل مے شود از مصطفٰے

اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ نور آسمانوں اور زمین کا ہے دوسری جگہ فرمایا ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اس مقام میں نور مذکور ہے کہ قرآن میں ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ البتہ بخش دئے اللہ تعالےٰ نے اگلے اور پچھلے گناہ سب تیرے ❖

جاننا چاہئے کہ ذکر فکر عقل مذکور الہام اور تعلق جسم اور روح سے رکھتا ہے۔ اور غرق نور حضور تعلق سر سے رکھتا ہے ❖

اقسام فقیر

اے طالب صادق! فقیر دو قسم کے ہیں۔ بعض صاحب حال اور بعض صاحب جمال۔ منتہی حال کا وصال اگرچہ کمال ہے۔ مگر اس کو زوال ہے۔ جیسا کہ کشف و کرامات اور رجوعات خلق اور حاضری جنوں کی۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور سکر اور صحو اور قبض اور بسط اور سیر اور طیر اور طے زمین دو نیم قدم مشرق سے مغرب تک۔ فقر محمدی کے نزدیک یہ سب حال کی بازیگری خام خیال ہے۔ اور بعض فقیر صاحب احوال کہ اپنے پر لباس شریعت کا پہن کر سوائے نور اللہ اور تجلیات معرفت کے اور قدم بر قدم محمدی کے دوسری راہ نہ دیکھے، اس کو صاحب جمال وصال کہتے ہیں مقام نور رستگاری ہے اور ماسوئے اللہ سب خواری ہے ❖

جان کہ صاحب ریاست مجاہدہ خدا سے جدا ہیں۔ اور صاحب غرق نور اللہ با خدا ہیں۔ مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے ہیں اور مشاہدہ شاہد حال کے ساتھ ہے۔ نہ قبیل قیل و قال سے اور نہ منتہی حال سے جدا ہے ہوا پر ہے۔ اور ریاضت کے ساتھ شور میں ہے اور جو خدا کے ساتھ باطن معمور رہے خموش ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ حدیث ہے۔ مرشد عارف سے اللہ کا طالب اول روز عارف ہوتا ہے۔ ذکر فکر مرشد عارف باللہ اللہ کے طالب کو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ مرشد نہیں ہے اور جو مشاہدہ عینیہ بخشے یعنی اسم اللہ کے تصور سے وہ صاحب کمال ہے ❖

یقین کا مرتبہ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم عبادت کر اپنے پروردگار کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین پہنچے، مراتب ذکر اور فکر سے آدمی صاحب یقین ہوتا ہے اور مراتب دنیا کے تمامیت اسے بیدین ہے اور دم آخر خاتمہ بالخیر ہے۔ وقت نزع کے تصدیق دل کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پس موت کے وقت قبر میں لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

حضورِ قلب کی تعریف

معلوم ہو کہ عبادت رسم رسوم اور یقین جسم کا کل ہیں آوے۔ بعض کو وقت موت کے اول کہ مومن اور مسلم ہو ویں اور جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معائنہ کرے۔ پھر یقین حاصل ہو اور موت پر راغب ہووے۔ اور باوجود اس کے جو کوئی عبادت مثل ابلیس کے کرے۔ اور یقین معرفت کا نہ لاوے۔ عبادت وہ ہے کہ یقین کو پہنچاوے۔ یعنی عبادت رکوع اور سجود میں اللہ اکبر کا جواب باصواب لبیک عبدی، پاوے۔ کہ بے جواب اور الہام اور بے ورد زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا ہے لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حدیث ہے یعنی نہیں جائز ہے نماز مگر حضور دل کے ساتھ۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دل بیار دست بکار غلط کہتے ہیں۔ بلکہ دل بیار و دست بکار صحیح ہے۔ چونکہ دل تعلق اللہ کے ساتھ رکھتا ہے۔ پس جو اللہ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے۔ اور جو اللہ سے پھرا دنیا کے ساتھ، یقین سے پھرا اور بیدین لعین ہوا۔ یعنی بے ادب۔ اور اللہ طلب کرتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ طلب ادب کرتا ہے اور قرآن اور علماء ادب طلب کرتا ہے اور فقیر او رسم اللہ ادب چاہتا ہے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور شیطان بے ادبی اور دنیا بے ادبی اور نفس امارہ اور کفر اور نفاق بے ادبی کی طلب چاہتا ہے۔ اور ادب کیا معنی رکھتا ہے اور بے ادبی کیا ہے۔ ادب حق با یقین اور یقین راہ راستی ہے۔ اور بے ادبی باطل دروغ تابع شیاطین ہے پس مجلس ادب کے

ساتھ اور بے ادب کے راستہ نہ آوے۔ دین کی اصل درفقر کی اصل ادب ہے اور دنیا اور کفر کی اصل بے ادبی ہے۔ کوئی بے ادب خدا کو نہیں پہنچا ؎

ہر کہ در اُفتاد بسیلاب بیم | بر قدم خویش نماند مقیم
ہر عبادت دور گردانند ترا | شد یقینش زانکہ حق خواند ترا

لَا اِلٰهَ عبادت ہے نقش نفی اور اِلَّا اللّٰهُ اثبات اللہ کے نور کے مشاہدہ سے ذات کی تجلی حاصل ہوتی ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے سے اسلام کی درستی سلامتی کے ساتھ اسلام دین اور ایمان ہے۔ جو جزو کی عبادت کل کی طرف پہنچا دے۔ اور جزو کل میں آئے۔ اور کل سے ہر مقامات اللہ کے نور کے کھلتے ہیں۔ یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل یقین مطلق ہوتا ہے۔ اور یقین ہی حق کی یگانگی کے مقام اور باطل کا دور کرنے والا ہے اور حق الیقین کے مقام کو پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ عبادت توفیق ہے۔ اور یقین رفیق ہے۔ اور یقین جاننا ہے۔ اور عبادت بے یقین کار شیطان ہے۔ عبادت علم ہے۔ اور یقین اسرار امر ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے حاصل ہوتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے۔ فرمایا آپ نے قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعُ الْهَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ اَمَّا اِتِّبَاعُ الْهَوٰی فَیُضِلُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَةَ *

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی چیز میری اُمت پر دو چیز سے زیادہ خوف دار نہیں ہے ایک خواہش نفس کہ ان کو راہ حق سے باز رکھتی ہے۔ اور دوسرے اندیشہ دراز کہ قیامت کو اُن سے فراموش کرتی ہے *

جان کہ کلمہ طیبہ معرفت کا سر اسرار اور یقین معراج ہے، سوتے ہیں اور بیہوشی میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے۔ جس کے وجود میں ذکر تمام تاثر کرتا ہے۔ اور اللہ کا نام نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی تلوار ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی طرف قہر اور غضب سے نظر کرے اور کہے یا اللہ! اسی وقت جان سے بیجان ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ کا نام اسم اعظم کے ساتھ ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ یہی مراتب یقین کے ہیں۔ کہ اللہ کے نام سے واصل ہوتے ہیں *

حدیث۔ ذِکْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ

اللہ کا ذکر ہر ذکر سے پہلے فرض ہے کہ

حِصْنٌ قَبْلَ كُلِّ فَرْضٍ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ | لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ ہے ۔

چنانچہ حدیث ہے :-

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ قِيْلَ مَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ يَحْجِزَ عَنِ الْمَحَارِمِ ۔ | جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خالصًا مخلصًا کہا وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوگا صحابہ کرام نے عرض کی کہ اخلاص کیا ہے فرمایا آپ نے حرام باتوں سے علیحدگی قبول کرے ۔

ایک اور حدیث ہے :-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَثِيْرٌ وَّ مُخْلِصُوْنَ قَلِيْلٌ ۔ | لا الٰہ الا اللہ کثیر ہے ۔ اور مخلص کم ہیں ۔

جاننا چاہیئے ۔ کہ کلمہ خاصان صاحب ذکر بارہ ضرب ہے کہ دل پر مارتے ہیں ۔ اور اس کی برکت سے ہر مقام کو پاتے ہیں ۔ چنانچہ جو شخص کہ پہلی ضرب دل پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی مارے اور فکر کرے اس وقت اس کو معلوم ہوتا ہے ۔ کہ میری جان کندنی کا وقت ہے ۔ اور معنی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے حاصل ہوتے ہیں ۔

اور جب دوسری ضرب اِلَّا اللّٰهُ کی مارتا ہے ۔ اور فکر میں آتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ستر ہزار سوال بندہ سے پوچھتا ہے اور بندہ بے زبان جواب دیتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ ۔

اور جب تیسری ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اس وقت ستر ہزار سوال فرشتہ قبر میں داخل ہونے سے اول پوچھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو ۔ اور ہر احوال پر واقف ہے اور موت زندگی میں بندہ کے ہمراہ ہے ۔

اور جب چوتھی ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے ۔ کہ قبر میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے منہ کو دوات اور انگلی کو قلم اور تھوک کو سیاہی بنا کر مجھ سے لکھواتا ہے کہ جو نیکی اور بدی میں نے کی ہے اور تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے :-

[illegible] | ہم نے اس کا رزق اس کی گردن میں چپکا دیا

يُخْرِجُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِتَابًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؛

اور وہ اُٹھیگا قیامت کے دن کتاب لیکر کہ اس کو وہ اپنی دستاویز کریگا۔ پڑھ تو اپنی کتاب کہ آج کے دن اندروئے حساب کے وہ تیرے لئے کافی ہے ؛

اور جب چھٹی ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب قبر ہے۔ ہر طرف سے زمین غلبہ کرتی ہے۔ اور سوائے خدا کے کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا ؛

اور جب ساتویں ضرب دل پر مارتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم استادہ ہے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے بیر غرق ہے اور نفسی نفسی کی پکار ہے۔ اللہ تعالے کا قول ہے :۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ؛

جس دن کو بھاگیگا آدمی اپنے بھائی اور ماں اور جورو اور اولاد سے ہر مرد نے واسطے اُن میں سے آج ایک شان ہے۔ کہ وہ اس کو بے پروا کرتی ہے ؛

جب آٹھویں ضرب مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے ہاتھ میں اعمالنامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالے کا ہے ؛

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّيَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَاۗءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ؛

یعنی جس شخص کی سیدھی طرف سے کتاب دی جاویگی۔ اس کا عنقریب آسان حساب ہوگا اور خوشی خوشی اپنے اہل کی طرف لوٹیگا۔ اور جس کی پشت کے نیچے کتاب دی جاویگی۔ پس عنقریب وہ بلایا جائیگا۔ شور اور دوزخ کی طرف پہنچایا جائیگا ؛

وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥

اور ہم سے اُنکے ہاتھ باتیں کرینگے۔ اور اُنکے پاؤں گواہی دینگے اُنکے اعمال کی جو وہ کرتے تھے ؛

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا

اور جو شخص کہ خیر کا عمل ایک ذرہ برابر کرتا ہے اس کا اثر کو ملیگا اور جو شخص کہ شر کا عمل ذرہ برابر کرتا ہے اس کا

تِیرَہ ؕ

اَجر پاوے گا ؕ

اور جب نویں ضرب دل پر مارتا ہے ۔ اور فکر میں آتا ہے ۔ اُس وقت جانتا ہے کہ میری نیکی اور بدی ترازو میں تولی جاتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ؕ

اور وزن آج کے دن حق ہے ؕ

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ ؕ نَارٌ حَامِيَةٌ ؕ

پس جس شخص کا وزن بھاری ہوگا ۔ وہ عیش پسندیدہ کریگا ۔ اور جس کا ہلکا ہوگا ۔ اُس کو دوزخ نصیب ہوگا ۔ کہ جس کی ماہیت تو نہیں جانتا ہے وہ آگ ہے بھڑک دار ؕ

قولہ تعالیٰ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں ۔ اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں اور اس رزق سے جو ہم نے دیا ہے خرچ کرتے ہیں ؕ

قولہ تعالیٰ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ

اور نہیں بڑھائی جاتی کسی کی اور نہ گھٹائی جاتی ہے ۔ مگر وہ کتاب میں درج ہے ؕ

اور جب دسویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے ۔ اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مومن سلامتی کے ساتھ پلصراط سے گذرتے ہیں اور جنت میں آتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف راضی مرضی کے ساتھ ہو تو میرے بندوں میں داخل ہو ۔ اور میری جنت میں رہ ؕ

اور جب گیارھویں ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اللہ کے نور کا پیالہ اور حوض کوثر سے شراب طہور مومنوں اور مسلمانوں اور عارفوں اور عاشقوں کو دیتے ہیں ۔ اور وہ شوق سے نوش کرتے ہیں ۔ اور حق تعالےٰ کے حضور میں تمام اُمت کے ساتھ دیدار الٰہی کے واسطے جاتے ہیں ۔ اور مشرف بہ دیدار ہوتے ہیں ؕ

جب بارھویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقام منتہیٰ کو پہنچا اور کلمہ طیبہ کو

ختم کیا۔ وہ آدمی صاحب زبان اور سیف الرحمٰن ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قبولیت کا ہے جس کو حضوری ہوئی۔ اور نور اللہ میں غرق ہوا۔ تو ان میں سے بعض کو شکر ہوتا ہے بعض توبہ میں آتے ہیں۔ کہ ہر دم توبہ توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض ظاہری عبادت میں کہ کسی وقت اور کسی حال میں سر سجدہ سے نہیں اٹھاتے ۔

فوائد کلمہ طیبہ

جان کہ کلمہ طیبہ کے چار گواہ ہیں۔ اول اقرار زبان سے ۔ دوم تصدیق دل سے ۔ سوم لام نفی کہ ہر گناہ کو اس کی تلوار سے قتل کرے مثل ذوالفقار سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ۔ چہارم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔

پس جو کلمہ طیبہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے امید قوی ہے کہ وقت جان کندنی کے اسی طرح پڑھیگا۔ اور وقت حشر کے جب سے اٹھیگا اور کہیگا لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو اس کے دو بازو پیدا ہونگے۔ کہ ان سے اڑ کر بہشت میں داخل ہوگا۔ اور ایسا کہ جب قبر میں سے اٹھیگا اور کہیگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو نور کی شمع اس کے آگے ظاہر ہوگی۔ کہ وہ اس پر عاشق ہوگا۔ اور اس کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا ۔

اور کلمہ چار چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ وہ فرض ہیں۔ چنانچہ اول کلمہ کہنا فرض ہے دوسرے جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے اس سے منکر نہ ہو جیسے کہ فرصت نہ دے تیسرے معنی تحقیق کرنا اس کے فرض ہیں۔ چوتھے ہمیشہ کلمہ پڑھنا فرض ہے ۔

جاننا چاہئے۔ کہ کلمہ چار چیز سے قبولیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیز سے ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کہ بغیر اس کے کلمہ نفع نہیں دیتا۔ اور تاثیر نہیں کرتا۔ اگرچہ تمام عمر پڑھو۔ جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھے اور بیخود ہو۔ بیشک مجلس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جاوے۔ اور باطن میں جو حکم ہو وہ ظاہر میں آوے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا اور حضرت رب العالمین کے دیدار سے خواب میں شرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے ؎

علم را آموز اول آخر اینجا بیا ۔ جاہلاں پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

۵ علم حق نوراست روشن مثل او انوار نیست
علم باید با عمل علمے کہ بر خر بار نیست

قولہ تعالٰے مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ اور حدیث ہے لِكُلِّ شَيْءٍ اٰفَةٌ وَّاٰفَةُ الْعِلْمِ الطَّمَعُ ❖

اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ توریت کے عالموں کی مثال کہ عمل نہیں کرتے مثل گدھے باربرداری کی ہے: ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی طمع ہے ❖

۵ گر بخوانی صرف و نحو فقہ خوانی با اصول
از وصال قرب وحدت و رہانی اے جہول

تو جانتا ہے کہ شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے باز رکھا۔ کہ وہ حجاب ہوگیا۔ اور فرمان خدائے تعالٰے کا بجا نہ لایا۔ چنانچہ حدیث۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ موجود ہے یعنی جس علم سے کبر پیدا ہو۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبر کے ۳ حرف ہیں ک، ب، ر، حرف کاف سے کرامت دور ہوتی ہے۔ اور ب سے برکت، اور ر سے رحمت ❖

قولہ تعالٰی۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ❖

فرمایا خدائے تعالٰے نے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ تحقیق جو لوگ غرور کرتے ہیں۔ وہ عنقریب جہنم میں داخل ہونگے ❖

اور حدیث ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ ذَرَّةٌ مِّنَ الْكِبْرِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ❖

جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ وہ صاحب شیطان ہے جیساکہ شیطان علم میں فاضل جہان کا ہے ❖

جان لے کہ علم کو کئی درجے دیئے گئے ہیں۔ وعدہ وعید، انبیا کے قصے اور آیات کئہ حق کے پانے کے اور ترک دُنیا سے اور اہل دُنیا سے، دیے ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے ❖ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ ۔ دُنیا میں سب چیزیں ملعون ہیں سوائے ذکر اللہ کے ❖

قولہ تعالٰی۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ❖

ہم نے اُن پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے دُنیا میں اور قیامت کے دن وہ خراب ہوں گے ❖

وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ❊	اور اس دُنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی دیکھو (قوم) عاد نے اپنے پروردگار کی ناشکری کی (جس کی اُن کو

سزا ملی) دیکھو عاد جو ہود کی قوم کے لوگ تھے (دیکھو) خدا کے ہاں سے دھتکارے گئے ❊ سورہ ھود

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ❊	جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں۔ اُن پر دُنیا اور آخرت (دونوں میں) خدا کی پھٹکار ہے۔ اور خدا نے اُن

کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ❊ سورہ احزاب رکوع ۷ ❊

پس معلوم ہوا کہ دُنیا پر یقین کرنا بہت بڑا یار ہے۔ اور اُس کی یاری سے حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور حرص مطلق معصیت کار شیطان ہے۔ اور نفس کی تازگی کہ دوزخ میں لیجاوئے اور موئے پر یقین کرنا۔ وہ یار ہے کہ عقبےٰ پر یاری دیتا ہے۔ اور تفرقہ پیدا کرتا ہے اور محبت خدائے تعالےٰ کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب عالم نے دُنیا کا لباس لیا دین دُور ہوا کیونکہ دُنیا مثل زہر قاتل ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت دُنیا شیطان کی متاع ہے۔ جو اِس پر جیتا ہو وہ دل شیطان کا گھر ہے اس کو علم سے کچھ نفع نہیں ہوتا کہ اُس میں لذت ہوائے نفسانی کی ہے۔ اور کلمہ طیبہ دل کی صیقل ہے۔ اور روشنی کرنے والا ہے۔ اور اللہ کا ذکر وہ ہے کہ شروع ذکر سے دل پر ضرب مارے اور اس کے مُنہ سے دھواں نکلے اور اُس کے بعد دوسری ضرب لگاوے اور اس کے غلبہ سے مُنہ سے آگ نکلے۔ بعدہٗ تیسری ضرب لگاوے اور مُنہ سے چنگاریاں نکلیں تو یہ صحیح ذکر ہے ❊

بعدہٗ کے خفی ذکر میں آوے۔ اس سے گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور خون آنکھ سے نکلتا ہے ❊

مصنف کہتا ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ اور مجھ کو بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کو حضور حق کہتے ہیں۔ جس کا ایسا ذکر جہر اور خفی نہ ہو۔ اُس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ معلوم ہوا کہ ذکر بہ رسوم نہ ذکر حیّ اور قیوم سے

ذاکراں ذکر یا شد از اللہ ❊ ذکر دانی حیث حدثت ماں را

اور جس وجود سے حجاب کی مثل بو نکلتی ہے، یہ بھی ذکر خفیہ کی تاثیر ہے جیسا کہ تلوار لگنے کے درخشں

کرنے والی صیقل ہے۔ ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیّبہ ہے۔ اور جیسا کہ نجاست کو پانی اور اندھیرے کو آفتاب ماہتاب روشن کرتا ہے۔ ایسا ہی دل کو ذکر۔ جو چاہے کہ میرا دل مثل آئینہ کے صاف ہو اور دونوں جہان روشن ہوں۔ اوّل محبّت اور طلب پیدا کرے۔ اور مکر، فریب، ریا سے دل کو پاک کرے۔ وہ رات دن، سوتے، جاگتے ذکر کرے۔ جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کو شرط ہے، ایسے ہی دل کو کلمہ طیّبہ سے ہے اور تاثیر ذاکر قلب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب وصف اور توہمات اور خطرات دل سے دُور رہوں۔ اور خرابی نہ رہے۔ اور ہر ساعت مشاہدہ علیحدہ علیحدہ دیکھے۔ جب یوں دل پاک وصاف ہو جائے۔ اُس کو ذاکر دوام کہتے ہیں۔

جان کہ آدمی کا وجود مثل چاہ کے ہے اور دل مثل پانی کے اور غفلت اور خطرات اور بے ذکر ہونا اُس میں مُردہ چوہا۔ پس اول مردار چاہ سے نکالا جاتا ہے۔ بعد اس کے بیس یا تیس ڈول پانی کے نکالے۔ اور وہ ڈول دلیل غیر سوئے اللہ کی ہے۔ پھر پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف ہے۔ جب فولاد روشن ہو گیا اور زنگ اور سیاہی دور ہو گئی۔ تو مثل زر کے قیمت دار ہو گیا۔ حالانکہ جو کام فولاد سے نکلتا ہے زر سے نہیں نکلتا۔ مثل زر کے علم ہے اور تیغ فولاد کی اللہ کا ذکر کہ ایک بار میں نفس کو قتل کرے۔ ہاں علم کا پڑھنا ثواب ہے۔ بغیر ذکر اللہ کے نفس کا مارنا دُشوار ہے۔

جان کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے۔ دل کو پاک کرتا ہے۔ حالانکہ خلق اس کو احمق کہتی ہے اور گھر والے دیوانہ اور مجنون جانتے ہیں۔ کہ اس قدر یہ کلمہ طیبہ کیوں پڑھتا ہے حالانکہ بہت پڑھنا کلمہ طیبہ کا سنّت ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی کے وجود میں خطرات مثل درخت کے اور کلمہ طیّبہ مانند تبر کے ہے جس طرح تبر سے خار وخس دُور کرتے ہیں اور زمین قابل تخم ریزی کے ہوتی ہے۔ اسی طرح کلمہ طیّبہ سے دل پاک صاف اور قابل تخم معرفت کے ہوتا ہے۔ ورنہ عمر برباد ہے۔ آدمی اگر تمام علم نماز، روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا۔ سوائے ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے۔ جو اس تک پہنچتا ہے۔ کسی سے نہیں ڈرتا ہے ۵

در عشق چوں پروانہ شو از جانِ خود بیگانہ شو
شادی کناں مردانہ شو۔ گر سر رود در فتن بدہ

مذہب اہلسنت والجماعت

اے برادر! مذہب اہلسنت والجماعت مولا کی راہ ہے اور غافل اُس سے گمراہ ہے۔ راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے جس راہ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گئے۔ وہ سنت والجماعت کی راہ ہے اور خلاف اُس کے گمراہ ہے۔ جس سے حق ملا وہ راہ پر ہے اور باطل گمراہ ہے اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ جس نے دین اسلام کو قبول کیا۔ اور جو اُس میں ہے اور کفر سے بیزار ہوا اور جو اس میں ہے ؎

زسر ہوس تافتن پیشۂ دین پروری است
ترک ہوا یافتن قوت پیمبری است

قولہ تعالےٰ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی ؁	جس نے نفس کو خواہش سے روکا اُس کا مقام جنت ہے ؁

علم واسطے ترک دنیا کے ہے اور معصیت سے نکلنے کے واسطے اور ہوائے نفس سے باز رہنے کو ؎

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن زن
یا رضائے دوست بگزین یا ہوائے خویشتن

جو شخص کہ حرف لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ ؁	یعنی البتہ کفر کیا اُن لوگوں نے کہ کہا اللہ تیسرا تین کا ہے، کا پڑھے۔ اور حقیقت وَمَا

مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے حق تعالےٰ کے نہ جانے مصداق

اس حدیث کے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ ؁	تحقیق اشد آدمیوں کا قیامت کے دن وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ اُس کے علم سے نفع نہ دے ؁

سوال کئے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عالم سے، یعنی عالم کون ہے۔ آپ نے فرمایا اَلَّذِیْ عَمِلَ بِعِلْمِہٖ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔ حدیث میں وارد ہے۔

مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَّلَمْ یَزْدَدْ وَرَعًا لَمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا وَّمَقْتًا ؁	یعنی جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور پرہیزگاری زیادہ نہ کرے وہ نہیں بڑھاتا اللہ تعالےٰ سے مگر دوری ؁

مصداق حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ کا وہ ہے۔ کہ دوستی امر بالمعروف کی جس کو دل وجان سے ہے۔ نہ وہ شخص مثل قاضی اور مفتی کے یا حاکم ظالم اہل غالو اد کے رواداربدعت کا کہ شرع محمدی سے برگشتہ ہوئے باروادارنہی اور منکر کا کہ اہل شرع سے ہو اور جو کوئی شرع شریف سے پھرا وہ دین محمدی سے پھر گیا۔ (اور دین سے وہ شخص چور اور بیدین لعین ہے ؂

جان کہ وارث پیغمبروں کی دو چیزیں ہیں۔ ایک جہاد نفس کے ساتھ، دوسرا جہاد دارالحرب کے ساتھ۔ چنانچہ حدیث ہے :-

اَلْفَقْرُ عَظِیْمُ الْغَزْوِ لِاَنَّ الْفَقْرَ جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْکُفَّارِ جِهَادٌ صَغِیْرٌ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ ؂	فقر بڑا غزوہ ہے اس واسطے کہ نفس کا جہاد ہے، اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد صغیر ہے۔ رجوع کیا ہم نے جہاد صغر سے طرف جہاد اکبر کے ؂

اور حدیث ہے :-

لِکُلِّ اَبٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِیْ اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔	واسطے ہر ایک کے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں، فقر اور جہاد جس نے ان دونوں کو دوست رکھا مجھ کو دوست رکھا اور

جس نے ان دونوں سے بغض کیا۔ پس تحقیق مجھ سے بغض کیا ؂

رات کا جاگنا عبادت ہے

قولہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؂	نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اس کی گنجائش کے موافق ؂
اور یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؂	اے میرے پیارے کملی پوش رات کو اٹھ مگر تھوڑا اس کا نصف یا اس سے کم یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو عمدہ پڑھ ؂

طالب مولیٰ فقیر کا وجود با جمعیت ہے اور طالب دنیا فقیر کا وجود جہل کے ساتھ یعنی طمع اور حرص ہے علم کی عاقبت بالخیر طلب سے اور حرص سے جہل کی جلالی خدا کا (۱)

غضب ہے۔ اور طالب حقیقی کو اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطن کا یہ کے ساتھ طلب مولے کا مقصود نہ پہنچے، چاہیئے کہ اس سے رخصت ہو۔ کیونکہ عمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ ہو۔ اس واسطے کہا ہے کہ ایک ہفتہ خدمت کامل فقیر کی بہتر ہے عبادت ستر برس سے

مرشداں باشد کہ درراہ خدا　　طالباں را باز دارد از ہوا

اور طالب وہ ہے کہ اول روز خدمت میں مرشد کے جان و مال تصرف کرے اور مرشد وہ ہے کہ اس کا جو وہ مال اور ملک دوام کل دے۔ اور ولایت جاودانی بخشے۔ اور جو وہ جان کا جمعیت دل کی عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو۔ جان و مال طالب تصرف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے چاہیئے اور آواز آدمی کی کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحب شغل کی رحمان کی حضور سے ہے اور مردہ دل کی شیطان سے ہے۔ عارفوں کی آواز اسرار سے ہے اور مردہ دلوں کی خوار۔ فقر نعمت ہے اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ سوائے دوستان خدا مثل انبیاء اور اولیاء کے۔ جو سوائے انبیاء اور اولیاء کے دعوے فقر کا کرے کاذب ہے ❊

فقر کی تعریف

فقر سری راز وحدت با خدا　　زیر پائے فقر باشد سر ہوا
فقر را معلوم کن از کو سخن　　نے گدایاں اہل بدعت راہزن
فقر گنجے اکبر و کانِ کرم　　از دلش طواف کعبہ در حرم
باھوؒ از گرانی فقر ایں گریاں کند　　باعشق آتش سوز جاں بریاں کند

ظاہر علم سے ظاہر عمل اور باطن سے جنگ نفس قاہرہ درست ہوتا ہے۔ جو علم ظاہر عمل ظاہر اور باطن سے نفس پاک کرے اور خدا اور رسول اس سے رضامند ہوں اور جھوٹ سے بیزار اور حق پسند ہو۔ انہیں کو علمائے عامل اور فقیر کامل اور درویش صابر اور بادشاہ عادل اور جوان تائب زبان باحیا اور مومن باصفا اور اہل سخاوت اور طالب خدا اور صاحب خوف اور تقوے اور سعادتمند صاحب شرع محمدی اور پرہیزگار درویش کی خدا کی تہمت کا داغ درویش کے دل پر ہو اور دوسری حقیقت اُمت کی یہ ہے کہ بحرالمعانی سے نقل ہے

آج یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا　|　تحقیق قیامت کے روز کہ حق باطل ہے

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۔ سورہ عم

جُدا ہوئے اور نیک بد سے یعنی قیامت کے دن ہے اولین و آخرین کے وعدہ کا، واسطے ثواب اور عذاب اُس دن کے کہ پھونکا جاوے صور میں،

پس تم آؤ حساب گاہ میں فوج فوج اور گروہ گروہ ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی قیامت کے روز کیونکر اُٹھینگے ۔

آپ نے فرمایا اے معاذ تو نے بڑا کام پوچھا ۔ بعدہ دونوں آنکھیں آپ کی جاری ہوئیں ۔ اور فرمایا! اے معاذ قیامت کے دن میری اُمت دس گروہ میں اٹھائی جاویگی ۔ بعض بندر کی صورت اور بعض سور کی صورت اور بعض اس طرح کہ اُن کے پاؤں اُوپر اور سر نیچے اور بعض اندھے اور بعض بہرے اور گونگے اور بعض اس صفت سے کہ اُن کی زبانوں سے خون جاری ہوگا ۔ اور پیپ اُن کے سینہ پر گرتا ہوگا ۔ اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے اور بعض آگ کی سُولی پر کھینچے ہوئے اور بعض سخت گندہ بُو دار مردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے ہوئے کہ اُن کا پوست ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہونگی ۔ پس جو بصورت بندر کے ہونگے ۔ وہ وہ شخص ہونگے ۔ کہ آدمیوں میں سخن چینی کرتے ہیں ۔ اور جو بصورت سؤر کے ہونگے وہ رشوت خوار ہیں اور جو اُوندھے ہونگے وہ سود خوار ہیں ۔ اور جو اندھے ہونگے ۔ وہ ظالم ہیں ۔ اور بہرے اور گونگے وہ لوگ ہونگے کہ جو عُجب میں مبتلا ہیں ۔ اور جن کے زبان اور منہ سے ریم جاری ہوگی وہ عالم اور فاضل ہیں کہ عمل اُن کا خلاف ہے ۔ اُن کی گفتار کے ۔ اور ہاتھ پاؤں بریدہ وہ لوگ ہیں ۔ کہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں ۔ اور سُولی پر کھنچے وہ لوگ ہونگے ۔ کہ بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں ۔ اور جو بُو دار مردار سے زیادہ وہ لوگ ہونگے کہ نفع اور لذّاتِ دنیاوی اٹھاتے رہتے ہیں ۔ اپنے مال سے اور دُنیا میں خدا کی راہ میں نہیں دیتے ۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہونگے کہ غرور اور فخر کرتے ہیں ۔

فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمت وہ ہے کہ جس کا عمل نص اور حدیث سے ہے اس واسطے کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پارسا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے اللہ کی رحمت سر سے تا قدم ہیں ۔ اور جو اُمت کہ صاحب شرک اور

صاحب تکلیف اور صاحب نفاق ہے۔ اُس سے حضرت پیغمبر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں۔ پس اُمت ہونا آسان نہیں ہے، دشوار ہے۔ اُمت مومن مسلمان ہے۔ نہ حریص صاحب بغض اور نفاق اور تابع شیطان ۔

اُمت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا علامت ہے۔ کہ جس پر منظور نظر اللہ تعالےٰ کی ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بھی نظر رحمت کی جُدا نہیں کرتے ہیں۔ مثل آب کے ذرہ سے ۔ خدا اور رسول خدا سے ایک ساعت غافل رہ معصیت سے تائب ہونا اور طاعت سے بے نیازی نہ کرتا اور آپ کو بندوں میں شمار کرنا یہ بہتر اُمت ۔ یعنی خیر اُمتی ۔ ہے

نیست اُمت طلم دنیا سیم و زر ۔ حق پرستی اُمتی بر حق نظر
ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا ۔ کے شود امت بفرمانِ خدا

دوسرے سمجھنا چاہیئے ۔ کہ

دم ازل دم دنیا دم پیش رو ۔ ہر دم قدم ثابت بود درویش کو
راہ این و آن جہان دم درمیان ۔ درمیاں دیگر مبیں جز عین آں

حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اُمت محمدی کے یہی خطاب ہیں اور یہی حالات ہر ایک بشر دیکھتا ہے پھر نفس ہوا سے اور دل گناہ سے بھر دہو جاتا ہے۔ بندہ بندگی کے واسطے ہے۔ اور بے بندگی شرمندگی ہے۔ جیسا کہ وصیت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ اے میرے فرزندو! پانچ چیزیں مجھ سے سیکھو۔ کہ تمہارے کام آویں۔ اوّل یہ کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی پر دل مت ڈالو۔ کیونکہ میں نے بہشت میں دل ڈالا۔ آخر اس سے جُدا رہا۔ دوم عورتوں کے کہنے پر کام مت کرو کہ میں نے حوّا کا کہنا کیا راس نہ آیا۔ سوم جس کو تمہارا دل چاہے اُس کو نہ دو۔ کیونکہ میں نے اُس درخت سے کھایا۔ کہ جس کو دل نے چاہا۔ پس بہتر نہ ہوا۔ چہارم۔ جو کام کرو اُس میں مشورہ بندوں سے کر لو۔ کیونکہ میں اگر فرشتوں سے مشورہ کر لیتا میرا یہ حال نہ ہوتا۔ پنجم۔ اگر کوئی ہزار دفعہ قسم کھائے اُس پر اعتبار مت کرو۔ اس واسطے کہ ابلیس لعین نے میرے آگے خود قسم کھائی اور میں نے اُس پر اعتبار کیا۔ پس جو مجھ کو پہنچا معلوم ہے ۔

مُصنّف کہتا ہے کہ فقیر کو اللہ کافی ہے باقی ہوس ہے۔ اور نہ دُنیا میں شیطان کی طرف مُنہ لاوے اور نہ کسی سے اُمید رکھے اور نہ کسی کو شمار میں لاوے ÷

حضرت سرورِ عالم صلےّ اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ بہشت کے بادشاہ کون ہونگے۔ آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ چنانچہ اگر اُن کے سر کے بال دراز ہو جائیں۔ اور اُن کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کو دیکر منڈ وائیں۔ اور اگر بیمار ہوں کوئی نہ اُن کو پُوچھے اور اگر نکاح کرنا چاہیں۔ کوئی اُن کو لڑکی نہ دے۔ اور اگر بات کریں۔ کوئی اخلاص سے انکی بات نہ سُنے۔ جہاں بیٹھیں فرش اُن کا خاک ہو۔ اور اللہ کے شغل میں اُن کی روح فرشتوں کے ساتھ پاک ہو اور نفس اس کا ہلاک۔ اللہ کے نزدیک ہوں صاحب بہشت۔ بلکہ یہ مرتبہ اہلِ سُکر فنا فی اللہ کا ہے۔ اگر تو سو تلواریں مارے دم نہ ماریں۔ گو سر تن سے جدا ہو۔ اس واسطے کہ ازل کے روز سے اُنکی تلقین اور تعلیم رضا کے ساتھ ہے ؎

بہتر ز ہزار صوف و اطلس نمدم | غیر از نمدم بہر دو عالم بمدم
روزے کہ حساب این و آں مطلبند | غیر از نمدم بہر دو عالم قدم

جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ جنگ کرے اور دل اس کا پاک ہو۔ جان کہ وہ موافق العلماء ورثۃ الانبیاء کے نبی علیہ السلام کا وارث ہے اُنھوں نے کافروں سے رشوت نہ لی اور نہ ریا کی۔ اور اپنا دین کثرت روپیہ کے ساتھ نہ بیچا تو جانتا ہے کہ پیغمبروں نے اپنے سر کو زر کی بسیاری سے نہ بیچا ہے اور فی سبیل اللہ تصرف کیا ہے۔ اور اصحابِ کرام نے دین محمدی پر شہادت پائی اور دُنیا اور اہلِ دُنیا کو نہ اُٹھایا۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ علمائے عامل اور فقیر کامل قوی دین اور ناصر دین ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور علم بے عمل طامع دُنیا۔ اور فقیر اہل بدعت جاہل دونوں جہان میں خوار ہے اور بے دین ÷

اے طالب! جان کہ مومن کو تین قسم کی چیزیں ہیں۔ تن اور مال اور دین پس اگر مومن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے۔ تن اور مال دین پر تصدق کرے۔ اور دین ہاتھ سے نہ دے۔ علم اور تعلم اور تصدق واسطے دین کے ہے۔ اور جو دین کی پیروی نہ کرے لعین اور بے یقین ہے ÷

حدیث۔ اِنِّیْ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ ہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنی

اُمت پرضعف یقین کا خوف کرتا ہے۔ اور منافق تن اور دین، مال پر فدا کرتا ہے اور دین سے بیدین ہو کر مر جاتا ہے۔ اور مال دوسرے کھاتے ہیں۔ اور منافق خوار درک اسفل میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔

جان کہ دین حسبۃً للہ حب مولےٰ علم علوم سے اولےٰ ہے اور دوستی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور روح اور جمادی اور عقل کلی اور صبر اور شکر اور توکل اور فقر اور ہدایت اور معرفت اور قرب خدا اور فنا فی اللہ اور قلب صفا اور روشن ضمیری یہ پندرہ علم خاص الخاص رحمانی مجموعہ متابعت شریعت محمدیؐ ایک طرف۔ اور نفس اور شیطان اور بخل اور طمع اور دنیا اور حرص اور کذب اور کینہ اور حسد اور انا یہ بیس علم مجموعہ شیطانی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جاوے، علم رحمانی اس کو نفع نہیں دیتا اور دل اس کا سیاہ ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

حیوان اور انسان کا فرق

اور عالم عامل اُس کو کہتے ہیں۔ کہ ان علوم شیطانی کو پس پشت ڈالے اور علم کلام اللہ اور تلاوت قرآن کو آگے کرے۔ اور جو سر پر آوے قضا و قدر سے۔ راضی اور رضا بر ہووے اور اس کو صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں حدیث لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ۔ نہیں فرق ہے درمیان حیوان اور انسان کے مگر علم سے۔ قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ اور اللہ تعالےٰ کا قول ہے سکھائی انسان کو وہ چیز کہ نہیں جانتا تھا۔ علم وہ ہے۔ جس سے حق معلوم اور باطل معدوم ہو اور وہ علم با عمل ہے ؎

حامئے ناداں پریشاں روزگار　　بہ ز دانشمند ناپرہیزگار

قیامت کے روز شیطان عالم بے عمل اور فقیر اہل بدعت اور سرود سننے والے کو اپنے ہمراہ دوزخ میں لیجاوے گا ؎

علم کز تو ترا نہ بستاند　　جہل زاں علم بہ بود بسیار

جو شخص کہ اللہ کے پاک کلام کو جہل پلید کی طرف کھینچے سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ کیسا ہی عالم ہو، علم کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی جانب پہنچاتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تفسیر ہو تعلیم نہ لینا چاہئے۔ کیونکہ بے عمل بے تاثیر ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا

ہے ۔ مُردہ دل دُنیا کی حرص میں پڑا ہے ۔ صاحب مذیر علم رُوح پر مارتا ہے یا یہ ہوتا ہے ۔ اور نفس پر مارتا ہے مار ہوتا ہے ؎

علم گر بر تن زنی مارے بود ۔ علم گر بر دل زنی یارے بود

کہ رُوح اور علم اور حلم اور معرفت اور توکل اور توحید اور توفیق ترک تولا ۔ اللہ ایک اتفاق کے ساتھ ۔ اس طریق سے رُوح اور دل دلالت مولے کی طرف کرتا ہے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے ۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑ ورنہ مبادا موت جان لے لے پس فقیر ہونا اس واسطے ہے کہ مصلحت رُوح سے پہنچتا ہے اور دُنیا زشت کو فانی دیکھتا ہے ۔ دل سرد ہوتا ہے دُنیا سے ایک مرتبہ میں فارغ ہو جاتا ہے ۔ کہ یہی راہ خاص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ لیکن عالم ۔ فاضل ۔ غوث ۔ قطب درویش کو ترک دُنیا سے بہت دشوار ہے کہ یہ متفق نفس سے ہیں ۔ اور نفس اتفاق شیطان سے رکھتا ہے ۔ اور شیطان دُنیا سے ۔ پس نفس اور شیطان اور دُنیا ہر سہ کہ فقر محمدی سے شرم نہیں آتی ہے کہ خدا کی طرف رجوع نہیں لانے دیتے اور مانع ہوتے ہیں یعنی کہاں سے اور کہاں سے کھائے ، حیلہ اور حجت سے رزق لاتے ہیں ؎

ترک دُنیا کے توانند ہر خسے یا بولہوس ۔ شیر مردے باشدت دریا دیدہ مردانہ

جان کہ عارف پانچ قسم کے ہیں (۱) عارف ازل (۲) عارف ابد (۳) عارف دُنیا ۔ (۴) عارف عقبےٰ یہ چاروں خام ہیں اور (۵) عارف باللہ کہ فقر تمام ہے ؎

اے عالم نادان کہ تو در علم مغروری ۔ نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دُوری

کشاف ہدایہ اگرچہ تو نے خوانی ۔ تا خدمت فقراں نکنی ہیچ ندانی

سید القوم خادمہم

حدیث ۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ ۔	فقیروں کا خادم قوم کا سردار ہے ۔

دُوسری حدیث ہے :-

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْجِدَالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَالِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔	جس نے علم مناظرہ کے واسطے سیکھا وہ جاہل ہے ۔ اور جس نے خاص خدا کے واسطے وہ مومن ہے ۔

اور حدیث ہے :-

الصُّحبۃُ مُؤثِّرۃٌ ۔ یعنی صحبت اثر کرتی ہے ۔

اَلتَّقدِیرُ یُضحِکُ عَلَی التَّدبِیرِ ۔ یعنی تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے ۔

تمام وجود آدمی کا جہل کی ظلمت سے سیاہ ہے ۔

اگر علم رحمانی نہ ہو کہ مثل آفتاب کے طلوع کرے اور روشنی جاودانی دکھلاوے۔ اور کوئی تاریکی نہ رہے - یعنی نیک اعمال سے نفسانیت اور معصیت شیطانی دل سے اٹھ جاتی ہے - اور یہ کہ عمل کرنے والوں عالموں اور عارفوں اور واصلانِ حق کو ہوتی ہے - جو علماء سے عامل نہیں ہوتا ہے ، فقیر کامل ہوتا ہے - دلِ سلیم یہی ہے - اور راہِ مستقیم یہ موافق اَنعَمتَ عَلَیہِم غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَّآلِّینَ (جن پر تو نے نعمت کی کہ غیر ان لوگوں کے ہیں ، جن پر غضب کیا گیا ہے اور غیر گمراہوں کے) کے منقام ہدایت کو پہنچتا ہے ، اللہ تعالے کا قول ہے - قُل ھُوَ اللہُ اَحَدٌ ط اَللہُ الصَّمَدُ - کہہ دے تو اے محمد کہ اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے ، اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ۔

شرح معراج

حضرت سرور کائنات کہ معراج کی رات براق پر سوار اور حضرت جبرائیل پیادہ پا جلودار تھے - چونکہ حضرت جبریل پیچھے رہ گئے اور عرش سے فرش تک دونوں جہان اٹھارہ ہزار عالم آراستہ و پیراستہ آگے آئے - آنجناب عالی حضرت نے چشم مبارک حق سے نہ اٹھائی مَا زَاغَ البَصَرُ وَمَا طَغٰی اور ہمہ توجہ کا عالم اشیاء وغیرہ کی طرف نہ کیا - جب بمقام سدرہ پہنچے فقر کی صورت دیکھی اور لذت سلطان الفقر کی چکھی کہ فقر سے اللہ کا نور اور نور باطن معمور تھا - قربت میں حضرت کلیم اللہ گذر گئے اور فنا فی اللہ میں آئے - اور فقر کے ساتھ ملاقات اور فنا فی اللہ میں غرق ہوئے - اور فقر کو اپنا رفیق کیا - محبت اور معرفت اور عشق اور شوق اور ذوق اور علم اور حلم اور کرم اور جود اور خلق تمامیت فقر وجود محمدی میں آیا اور زبان گوہر بار سے اظہار فرمایا اَلفَقرُ فَخرِی وَالفَقرُ مِنِّی جب صحابہ کرام کی مجلس میں آئے - فخر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج ماری - فقر کے احوال سننے سے معرفت الٰہی کی آواز آئی - حق سبحانہ وتعالے کا حکم ہوا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات دن فقر کا

دیدار دیکھ اور نظر حدامت کر، وہ فقیر جو رات دن خدا کے ساتھ غرق رہتے ہیں شکر خدا بجا لائے کہ الحمد للہ کہ ہم کو کام کے ساتھ ہوا۔ کہ خدمت سے باہر نہیں ہے ؂

اے طالب صادق! جان کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کہ کون ہے حضرت نے فرمایا، میں محمد ہوں اے فاطمہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ باہر رہیں، میں ننگی بیٹھی ہوں اور میرے پاس پہننے کو کپڑا نہیں ہے۔ آپ نے رو اٹے مبارک تن سے جُدا کر کے حضرت بی بی فاطمہ رضی کی طرف پھینکی۔ اور آپ کے پاس کپڑا ستر عورت کا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی جانب کھینچتے تو زانو کھل جاتے اور اگر زانو کی طرف کھینچتے تو سر کھلجاتا۔ پس حضرت اسی پارچہ میں آکر سکڑے ہوئے آکر بیٹھے اور حضرت بی بی صاحبہ کے فقر اور فاقہ کا حال دیکھ استغراق میں ہوئے اور فرمایا۔ اے خاتون جنت! مجھ کو خدائے تعالےٰ نے اپنی قدرت سے اس قدر قوت بخشی ہے۔ کہ اگر ایک نظر کروں تو تمام در و دیوار سونے اور چاندی کے ہو جائیں اور ڈھیلے لعل اور موتی اور یاقوت بن جاویں۔ اگر کہو تو نظر کروں۔ اور تم ان دنیا کی چیزوں کو لے لو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قبول نہ کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! فقر محمدی اور فاقہ میں ہم کو نثر ملتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزانہ خدائے تعالےٰ کا ہے، کسی کو نہیں ملتا۔ سوائے مقربوں اور دوستوں خدا تعالےٰ کے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ توجہ کی نظر سے حضرت خاتون جنت سے فرمایا کہ اے خاتون جنت تو فقیر ہے، اور فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے ؂

انتہائے معرفت کی اور اسرار کی اللہ کے نور ذات سے دیکھے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور دل کی صفا کو آنکھ سے دیکھا، پوشیدہ راز کان سے سُنا۔ اور جب سر نہاں کان سے سُنا، لامکان پہنچے اور معرفت میں محو ہوئے اور وجود اللہ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شغل میں مغز اور پوست ہو گیا۔ جو اس لامکان پر پہنچے۔ اس کے وجود میں کوئی حُب دُنیا اور شرک اور بدعت نہیں رہتا، سوائے مشاہدۂ ذات کے اور ذوق و شوق وحدانیت کے ماسوائے اللہ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قید فی اللہ میں آجاتا ہے اور خدا سے جُدا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اللہ کے نور کا اور حق کی تجلیات جا نگیر ہیں ؎

گر بگویم عیاں بیرود گر جاں رود چوں نگویم ۔ حیران دریں کارے شدم یا نگویم یا جان وہم

ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے۔ منصور حوصلہ وسیع نہیں رکھتا تھا، اقرار تصدیق قلب انا الحق کا زبان پر لایا۔ اور انا الحق سِرّ ہے۔ اور سِرّ کے فاش کرنے سے سر اُس کا دار پر کھینچا اسی واسطے انتہائے فقر کو نہ پہنچا تاکہ انا الحق زبان پر لاتا مقام فنا فی الشیخ میں شہرت پذیر ہے اور انا الحق دل سے کہنا روشن ضمیر یہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ کا ہے ؎

اگر نگو ید انا الحق دلم عجب نبود   کہ روح خویش ہمی دیدست درون قالب ما

انا الحق دل سے کہنا اسرار ہے اور زبان سے کہنا سر بردار ہے۔ دقائق باطنی کا مولے تعالےٰ کے پہچاننا بہت مشکل ہے۔ عالم اس راہ کو کب جانتا ہے، معرفت سے بے خبر ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے مگر بے عملی سے مثل بیل اور گدھوں کے ہیں ÷

جاننا چاہیئے۔ کہ مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہونا۔ اور ذکر فکر اور تصور اسم اللہ کا مشاہدہ کرنا اور معرفت الٰہی مشکل ہے ÷

شرح مراقبہ

مراقبہ چند قسم ہے۔ مراقبہ مُبتدی اور متوسط اور منتہی۔ پس مراقبہ مبتدی ذکر اور فکر کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ اگر کوئی تلوار مارے بے حرکت نہ کرے اور نہ ہے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتدا کا خام ہے ÷

دوسرا متوسط، جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الٰہی میں بارہ برس ایک مراقبہ کے ساتھ گذریں کہ نہ گرمی کی خبر نہ جاڑے کی۔ اور بعد بارہ برس کے جب اُٹھے تو کہے طرفۃ العین بھی نہ گذرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے ÷

تیسرا منتہی جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف مثل آب نور اللہ کے وحدت کا دریا ہووے۔ اور اس میں توحید کا دریا اس میں اللہ کا نور اللہ کے نور میں صاحب مراقبہ غوطہ کھاوے اور غرق ہووے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق ہووے۔ تو اُس کے تن پر سوئیں لگیں کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے خون نہ نکلے۔ اور اپنے حال پر سلامت رہے۔ اور باوجود اس کے کہ صاحب مراقبہ منتہی مراقبہ کے ساتھ غرق ہو جیسے نفسانیت سے نکلے اور انبیاء اور اولیاء کی مجلس میں ہم مجلس ہوئے۔ اور ذکر قلبی وجود میں جاری ہووے خلق کے نزدیک مُردہ اور قبر میں دفن ہو۔ اور خدا کے نزدیک زندہ حدیث اَلْمَوْتُ جِسْرٌ

يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ موت ایک پُل ہے کہ حبیب کو حبیب تک پہنچاتا ہے؛ قبر میں پوست اور عرش پر رُوح، اس موت کو حیات ابدی کہتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اور اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ ٭

مراقبہ اوّل

مراقبہ کی انتہا ہے جو اس مرتبہ میں آوے موت کو اختیار کرے اور قرب الٰہی میں داخل ہو جسم نفسانیت سے نکلے ٭

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دشمن ہیں۔ ایک کشف۔ دوسرے کرامات۔ تیسرے خلق کی رجوعات چوتھے سیر طبقات، جو ان چاروں سے نکلے، اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا فی اللہ ہووے۔ اور مراقبہ مرتبہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ مراقبہ اور مراتبہ کو مردہ دِل محروم معرفت کیا جان سکتا ہے۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ٭

جاننا چاہیئے۔ کہ قرآن راہ اور معرفت کی راہ تمامیت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رات دن اسم اللہ پر تھی۔ اس میں نہ ریاضت نہ ذکر نہ فکر۔ دونوں جہان کی نعمت قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اول حافظ قرآن ہو کر پڑھتا ہے۔ اور مغز حقیقت کا تفسیر جانتا ہے۔ اور صاحب تفسیر وہ ہے۔ کہ علم اس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذکر سے کھولے، بیشک جو شک لاوے کافر ہووے۔ اور مردود اور مرتد نعوذ باللہ منہا ٭

ابتدا اس طریقہ کی حق کی رضا، اور متوسط نفس کی فنا۔ اور انتہا رُوح کی بقا اس کو فنا درویش نے طے کیا ہے۔ گویا حق تعالے کا وصل لے گئے ہیں۔ اور جو علم سے ہمیشہ تعلیم اور تعلم رکھے اور مطالعہ کتاب کا در پیش رکھے۔ تاکہ تصوّر اسم اللہ سے غرق ہو۔ اور لحظہ بلحظہ درد کے ساتھ دِل کو زخمی رکھے، وہ صفا کیش ہے۔ درویش کامل کے مراتب جاننا چاہیئے ٭

اے عزیز! طالب حق درویش کے پانچ حرف ہیں د، ر، و، ی، ش۔ دال دِل کے ذکر پر اور دم کے حبس پر دلالت کرتی ہے۔ اور رے رُوح کے ذکر پر کہ جس سے پردہ سرِ اسرار کا کھولتا ہے۔ اس کو مطلق صاحب الحاد یعنی نفس مُردہ قبر میں پہنچا ہوا کہتے ہیں۔ ایسا فقیر ماسوے اللہ کے دیدار سے بیزار ہے۔ اور حرف واو سے وحدانیت حق

واضح ہو۔ محقق حق پرست ہو۔ ور حرف ی سے یگانہ یار اللہ کے ساتھ۔ اور حرف ش سے شرم رکھے دنیا اور اہل دنیا سے۔ ایسا درویش درویش ہے۔ ورنہ گدا گر خوار اور تن پرست ہے۔ خدا سے دور مثل دھوبی کے بیل کے ہے

درویش را دلریش باید یا فدا کے بود درویش کشفہ سرہوا

جاننا چاہیئے کہ حقیقت ماضی اور مستقبل کا کشف اس سے ہے۔ درویشوں کے ساتھ کہ ہمیشہ لوح دل کے مطالعہ میں حجاب درمیان ہے۔ اللہ کا قول ہے:-

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ - سوائے خدا کے ہر شے فنا ہونیوالی ہے ۔

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔ اور خدائے ذو الجلال والاکرام باقی رہیگا ۔

اور اسم اللہ کا تصور اس کی باطن میں جاتا ہے۔ کہ طلب دنیا نہ ہو۔ طلب دنیا بدعت کا سر اور حب مولا ہدایت اور ولایت کا سر ہے ۔

شرح اسم اللہ

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے۔ اس کی زبان بند ہو جاتی ہے کلام لا نفعی سے۔ اور علم کتاب اور مسائل اور تلاوت قرآن اور نماز اور ذکر لا الٰہ الا اللہ میں زبان دراز ہو جاتی ہے۔ کہ سوائے اس کے لب نہیں کھولتا۔ چاہے اس کی کوئی گردن مار دے۔ چنانچہ حدیث ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانَهٗ جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی زبان دراز ہوئی۔ اور جس کا دل پکڑتا ہے۔ اس کو ذکر اور فکر دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ فقیر کا ہے اور زبان بند ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ۔ اور جس کو روح سے پکڑتا ہے زندہ جان ہو جاتا ہے۔ اور ہرگز نہیں مرتا۔ چنانچہ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ ہے اگرچہ اس جہان میں زندہ ہو۔ مگر اس کا کام اسی جہان سے ہے۔ اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اس کو حاجت خلوت کی نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ خلعت اسرار الٰہی کا پہن لیتا ہے یعنی اسم اللہ سر سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ گھاس درخت کو حدیث قدسی ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَائِيْ تَحْتَ قِبَائِيْ ان مراتب پر پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہوا اور

اللہ کا فضل ہو اور دست بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کرے اور جو فنا ئے اللہ کے نیچے آتا ہے۔ مرتبہ فقیری پر تمام اور کمال پہنچتا ہے اور اس کا وجود تمام نور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہمیشہ آدمیوں کی مجلس میں رہے مثل حضرت خضر علیہ السّلام کے اور وہ بھوکا ہوتا ہے اور درخت سے میوہ طلب کرے۔ اسی وقت درخت اس کو میوہ دیتا ہے اور جو کم اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے۔ اس میں استدراج نہیں ہے۔ یہ راہ رحمت سے معراج ہے جو شخص اس صفت سے موصوف ہو، اُس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے اور شہد اور شکر اور پانی روغن ہوتا ہے اس صفت کے آدمی کی نماز سنت جماعت کے ساتھ با شرائط تمام ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور ملائک اور جن آکر نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ اور دو قدم میں تمام زمین طے کر لیتا ہے۔ اور خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوام مدینہ طیبہ میں مجلس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللہ مصداق ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سیر مثل حضرت خضر ؑ کے ابد الآباد مشاہدہ کے ساتھ ہے اور مرتبہ حق الیقین کا حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ اس کو استغراق ہوتا ہے۔ جہاں کوئی نہ پہنچے یا پہاڑوں یا سمندروں کے کنارہ پر وہ صاحب شغل اللہ میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے۔ اور ایک دم اُس کا ایسا گذریگا۔ کہ صور اسرافیل ؑ اس کو باخبر اور بیدار کریگا۔ یہ مراتب صاحب دم اور ثابت قدم کے ہیں۔ اسی کو خلوت کہتے ہیں۔ یہ تو خلوتیں ہیں کہ اُس میں خلل شیطان کا خلق کے رجوعات سے بہتر نہیں ہے جب عالم اور فقیر اور خانوادہ دنیا طلب کرتا ہے۔ شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب میرا مطلب کلیہ ہوگا کہ اس کو بہت دنیا دونگا۔ اور یہ بہت سے آدمیوں کو گمراہ کرے گا اور جو دنیا اور مراتب دنیا پر فخر کرے، اس سے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور بیزار ہو فرماتے ہیں کہ دنیائے فرعونی سے آدمی فخر کرتے ہیں۔ اور میرے علم اور میرے فقر اور دین سے بیزار ہوتے ہیں میں اُن سے بیزار ہوں۔ افسوس اس قوم پر تعجب کہ شیطان کو خوش کریں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رنجیدہ۔ یہ کیسے لوگ ہیں، اے عالم باعمل فقیر! خود منصف بن اور اپنے نفس کو انصاف دے۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر اور اصحاب رکھتے تھے، کیوں رکھتے تھے۔ کہا جائے کہ محض فی سبیل اللہ رات دن کفار کی لڑائی اور مساکین کے صرف میں دیتے تھے اور اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ کے مصداق بنتے تھے۔ اور دوسرے لوگ لذت نفس کے لئے

رکھتے ہیں۔ چونکہ دُنیا کلیہ ریاست او رہوا ہے۔ اور حضرت پیغمبر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا نہ رکھتے تھے اور نہ دُنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا۔ اور خدا تعالےٰ نے دنیا جمع کرنے سے منع کیا۔ پس جو دُنیا سے دوستی رکھے خلاف پیغمبر اور قرآن مجید کے کرتا ہے دُنیا کی بنیاد فتنہ اور فساد ہے اور معصیت ہے اور دل سیاہ کرتی ہے یعنی نیکی اور بدی برابر جانتا ہے اور حلال اور حرام میں فرق نہیں رکھتا۔ اور غضب کے وقت باخبر نہیں ہوتا۔ اور کلمہ شرک اور کفر سے غافل رہتا ہے۔ یہ سب آثار دنیا کے ظلم کے ہیں ؎

ناظراں را نظر باشد بر اِلٰہ　　　لعنتے بر مالِ دُنیا عزّ و جاہ

اب جاننا چاہیئے کہ نظر کیا ہے۔ اور نظر کس کو کہتے ہیں۔ پس جان کہ نظریں سات ہیں۔ نظر اللہ اور نظر محمد رسول اللہ، اور نظر اصحاب نبی اللہ، اور نظر فقیر فنا فی اللہ، اور نظر اولیاء اللہ، اور نظر فرشتگاں، اور نظر نفس و شیطان اور دیو اور جن لعین اور ہر ایک نظر کو تاثیر وجود سے معلوم کرنا چاہیئے ٭

جان کہ نظر کیمیا کے اثر چند قسم کے ہیں۔ چنانچہ بعضے صاحبِ نظر پتھر اور کلوخ کو زر کر دیتے ہیں۔ اور بعضے نظر سے بیمار کو صحت بخشتے ہیں۔ اور بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے ہیں اُن کو نو طبق آسمان اور سات طبق زمین کے روشن ہو جاتے ہیں۔ اور بعضے عالم کی طرف نظر کرتے ہیں۔ اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور علم کسبی اور رسمی اس سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور علم معرفت کھل جاتا ہے۔ ان سب کو کیمیا نظر کہتے ہیں۔ مگر سب ناتمام اور خام ہیں۔ مرد صاحبِ نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حاضر مجلس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کر دے کہ خلق کے نزدیک وہ بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جہان کا امیر ہو یہ نظر کیمیا مردانِ خدا فنا فی اللہ کی ہے ؎

نظر مولےٰ روز و شب ناظر کند　　　با شریعت مصطفےٰ حاضر کند

حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ ٭

اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھنے کا۔ اور نہ اعمال کی طرف بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھیگا ٭

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِکَثْرَتِ الصَّوْمِ وَبِکَثْرَتِ الصَّلٰوۃِ

بندہ روزہ اور نماز کی کثرت سے جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ بلکہ چار خصلتوں سے

اِلّا بِاَرْبَعِ خِصَالٍ اَوَّلُهَا بِسَخَاوَتِ الْيَدَيْنِ وَثَانِيْهَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَثَالِثُهَا بِتَعْظِيْمِ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَابِعُهَا بِالشَّفْقَةِ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ؂	کہ اول سخاوت دوسری صلاح دل تیسری اللہ کے علم کی تعظیم، اور چوتھی اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا ہے ؂
اَنِيْنُ الْمُذْنِبِيْنَ مِنَ النَّدَامَةِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ تَسْبِيْحِ الْمُتَكَبِّرِيْنَ ؂	گنہگاروں کا ندامت سے رونا کرونا متکبروں کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ؂

جاننا چاہیئے کہ علم تعلق اعمال سے رکھتا ہے نہ قیل وقال سے۔ اور فقر وصال سے نہ زرو مال سے۔ اور علم کے تین حروف ہیں ع ل م عین سے علم اعلیٰ عین بخشے کہ سر علم کا عین ہے جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا عین نہ پایا۔ بے دانش اندھا ہے۔ اور حرف ل سے لائق انسان نکلے جہل اور پریشانی سے، اور حرف ع سے عارف باللہ اور ل سے لا یحتاج، اور حرف م سے محو معرفت ہو۔ جو فرمودہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا عمل نہ کرے۔ علم اُس کو باطل میں ڈالتا ہے اور حرف ع سے عاق اور حرف ل سے لادین، ریا کار اور م سے مردار دنیا کا طالب، مردود، منافق، اور ہوا و حرص میں مبتلا ؂

جاننا چاہیئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر قیامت تک سات قرن ہیں۔ اول قرن صدیقوں کا، جب وہ اس جہان سے گئے، صدق کو ساتھ لے گئے۔ دوسرا صاحب شفقت کا، وہ شفقت کو لے گئے۔ تیسرا صاحب مروت کا، وہ مروت کو لے گئے۔ چوتھا صاحب کرم کا، وہ کرم کو ساتھ لے گئے۔ پانچواں قرن صاحب حیاء کا، وہ حیا لے گئے۔ چھٹا صاحب قناعت کا، وہ قناعت لے گئے۔ ساتواں قرن اہل گفتگو کا جس میں اسرافیل کا صور پھونکیگا۔ اور قیامت قائم ہوگی۔ اس واسطے عارفوں کو گفتگو دل سلیم اور دہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق اور شفقت اور مروت اور کرم اور حیا اور قناعت معرفت الٰہی ہے۔ اور معرفت الٰہی خموشی ہے۔ اور خموشی اللہ کے شغل میں غرق وحدت سے ہے ؂

حدیث۔ مَنْ اَغْبَرَّ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى النَّارَ فِيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَلٰى جَسَدِهٖ ؂

فقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر وہ ہے کہ بے زبان بانظر ذکر و فکر و مراتب سلطان مشاہدہ وصال جمعیت بخشے۔ اور نظر کے ساتھ مراتب قضا اور قدر کے اور مطالعہ لوح محفوظ کا اور صبر و رضا راز الٰہی بخشے اور نظر سے مراتب صاحب لفظ اور صاحب راز اور فقر بے نیاز لا یحتاج کرے۔ اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی جذب کے ساتھ اپنی قید میں کرے تمام عالم قید کر لے۔

معراج الفقر

جان کہ فقر کے تین حرف ہیں ف، ق، ر۔ حرف ف سے فنائے نفس اور فاقہ، چنانچہ حدیث ہے مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ فقیر کی معراج فاقہ کی رات ہے یعنی اپنی روزی دوسرے مسلمان کو دیدے اور فاقہ کو ذائقہ جانے۔ اور حرف ق سے قوی ہو دین میں۔ اور حرف ر سے رنج کو گنج جانے۔ اور گنج سے جس نے فقر میں قدم رکھا۔ اور پھر اس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا۔ از حرف ف فضیحت و از ق قہر خدا اور حرف ر سے رو دونوں سرا سے پھیرا۔

شرح علم حدیث اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَتُهُ الْحَيَاءُ وَثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ ایمان ننگا ہے اس کا لباس تقوے ہے اور زینت حیا اور ثمرہ علم ہے آدمی کو پارسائی اور علم بہت پڑھنا فرض نہیں ہے۔ علم باعمل اور گناہوں سے باز آنا فرض عین ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل سے اسی تابوت علم کے جمع کئے اور ہر تابوت ستر گز کا تھا۔ اور نفع نہ اٹھایا اپنے علم سے۔ پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی جانب کہ اس سے کہ اگرچہ تو نے بہت علم جمع کئے لیکن بیفائدہ۔ ہاں اگر تو تین بات پر عمل کرے، ایک یہ کہ دنیا کو دوست نہ رکھے کیونکہ دنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔ اور شیطان کا مصاحب مت ہو، کیونکہ وہ مومنوں کا یار نہیں ہے۔ اور کسی کو آزار مت دے۔ کیونکہ آزار مومن کا پیشہ نہیں ہے۔

درمیانِ بادہ قبلہ مینواں توحید رقت
یار نمائے دوست مجوید یا مہدائے خویشتن

حدیث ہے حَیَاتُ النَّاسِ بِالرُّوْحِ وَحَیَاتُ الرُّوْحِ بِالْعَقْلِ وَحَیَاتُ الْعَقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَیَاتُ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ آدمی کی حیات روح سے ہے اور روح کی عقل سے اور عقل کی علم سے اور علم کی عمل سے۔ اور علم کے پانچ طبقے ہیں :-

طبقۂ اول میں حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے علم بہت تھا اور عمل بھی بیشمار تھا ؛

طبقۂ دوم میں بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے وقت میں بھی علم بہت تھا اور عمل بھی تھا ؛

طبقۂ سوم میں بعد صحابہ اور چاروں امام مجتہدین کے علم تھا اور عمل نہ تھا ؛

طبقۂ چہارم میں نہ علم رہا اور نہ عمل ؛

طبقۂ پنجم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائینگے۔ اور علم اور عمل کو زندہ کریں گے ؛

اور بندہ کو اول علم توحید اور معرفت چاہیئے۔ جب اس کو پایا مضبوط کیا۔ اس وقت علم شریعت کی طلب میں نکلے۔ اس واسطے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے۔ اور علم شریعت اس کی فرع ہے۔ اور فرع کی اصل پر بنا کرتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اول خلقت کو توحید کی دعوت کی ؛

رسالہ ابو اللیث میں ہے کہ کسی نے شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ اور معرفت اور توحید اور شریعت اور دین کا، پس فرمایا، ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے۔ اور توحید پس اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ اور شریعت اللہ تعالےٰ کے امر کی تابعدار ہے اور منہیات سے بچنا۔ لیکن دین پس وہ دوام اور اثبات ہے، ان چاروں پر موت آنے تک اور یہ چاروں اللہ کے نام تابع ہیں ؎

داده خود سپہر بستاند اسم اللہ جاوداں ماند

اور جو علم اس کو پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوئے ہیں، پھر پڑھنے اور پوچھنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس کو علم کے ساتھ نزدیک کرے ؛

انجیل میں لکھا ہے اس چیز کا علم تم مت طلب کرو جس کو نہیں جانتے ہو یہاں تک

کرے یا نہ تو اُس چیز کے ساتھ کہ تحقیق تم نے جا ماجس کو بھی ہونے کے عمل سے ٭

حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ - علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے - اس سے مراد علم مکاشفہ اور معرفت ہے اس واسطے کہ علم توحید ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک اور لا شریک ہے ... جینے والا ہے اور ہمیشہ سے ہے - اگر نسبت علم پڑھنے سے فضیلت ہوتی - تو ہر مرتبہ عالموں اور ... کا صحابہ کرام سے زیادہ ہوتا - اس واسطے کہ بعض اصحاب علم نہیں لکھتے تھے اور عمل کرتے تھے - جو کوئی بہت سا علم سیکھے اور پرہیزگاری کرے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کہ علم اور قرآن سکھایا ہے جیسے کہ تنزیل میں یاد کیا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا - اگر تم پرہیزگار ہوتے تو ہم تم کو ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیک اور بد حلال اور حرام ... اور تم کو شاگردی کرنے کو نہ کہا اور زیادہ علم سیکھنے کو ٭

جان کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم ہیں - چنانچہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبر ہیں - کہ ہر ایک پیغمبر کو علیحدہ علم تھا - کسی کو علم کتاب - کسی کو علم صحیفہ - کسی کو علم خواب - کسی کو ... اور سب اللہ کے نام سے ہیں ؎

ہر کہ خواند اسم اللہ را مدام
در ولایت گشت او فاضل تمام

علما انبیا کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیا کا پڑھتا ہے اور جانتا ہے اور ختم سب کا قرآن ہے اور قرآن نے ہر علم کو انبیاء کے منسوخ کر دیا ہے - اور قرآن بھی آیات ناسخ و منسوخ ہیں - جو قرآن کے خلاف اور احادیث قدسی اور نبوی کے خلاف اور اقوال اصحاب کے خلاف کرے اُس کو وارث انبیا کا نہیں کہنا چاہیے ؎

ہر علم روشن شود نظر از فقر
نظر فقر ہست ناظر زیر و زبر

قولہ تعالیٰ - وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ٭ | اللہ تعالیٰ کا قول ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی عبادت کہ اس وقت تک کر کہ عبادت سے تجھ کو یقین آجاوے ٭

عبادت ربانی عفو مغفور اور یقین نور فنا فی اللہ فی النور ؎

از عبادت نور گر دو نور شد
شد یقینش زانکہ آں بحضور شد

بنیاد عبادت کی یقین ہے اور علم یقین چار طریق کا ہے ۔ علم تفسیر اور وہ وہ ہے کہ اُس علم تفسیر سے تین علم تحصیل کرے اور معنوی مغز اس کو معلوم ہو وے ۔ جیسا کہ حساب اعداد سے نقش پُر کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے ۔ ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے چاہیئے ۔ اور اس آیت سے تفسیر علم اکسیر کی اور علم تاثیر اور علم روشن ضمیر سے معرفت مولا عالم فاضل اولیاء کی یہ بات معلوم کرے ۔ کہ اُس کے آگے کوئی علم ظاہری اور باطنی سے دم نہ مارے ۔ کہ ہم صحبت بادشاہ اور امراء اور قاضی اور مفتی کا جس چاندی اور زر سے کہ تو سول سے ۔ اگرچہ بوجھ علم کا پشت پر لیا ہے ، مردوں کا کام نہیں ہے ۔ علم دل میں جاننا چاہیئے ۔ اور سینہ سے کھولے ۔ کہ ہدایت اور مکان صفا علم کا دنیا سے بدل کرنا اور درم ہاتھ میں لانا ، کام مطلق کبر اور ہوا کا ہے ۔ ہر فقہ اور ہر عمل نص اور حدیث پر چاہیئے ۔ تو جانتا ہے کہ انبیاء اور اولیا کو کیا فخر معرفت اللہ تعالٰی میں ہے ۔ کہ ہر وقت غرق توحید رہنا ، پس ان سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ سردار ہیں اور سب بہتر ہیں ، چھوٹا بڑے کو نہیں پہنچتا ، کہ شیوہ بڑے کا لڑائی دار الحرب میں اور نفس کے ساتھ ۔ اور مرتبہ چھوٹے کا لڑائی بھائی مسلمانوں کے ساتھ یعنی نفاق مطلق دوام اموس کے ساتھ ۔ تو جانتا ہے ۔ کہ اس زمانہ میں ہزار آدمی ہیں ۔ کہ بے ریا حق کے ساتھ یگانہ کہ معاملہ جہان کا ڈھونڈنے سے ملا اور جو شخص جھوٹا ہے اس پر اعتبار نہ لانا چاہیئے کہ دروغ قیامت سے تیں ہے ۔ حدیث ہے اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ ؎

پس کذاب دو قسم کے ہیں ۔ ایک وہ کہ کلمہ پڑھیں اور مثل منافقوں کے اس پر تصدیق نہ لاویں ؎

دوسرے مطلق منکر کفار دوزخی پس اس راہ میں مسند محمدی چاہیئے ۔ کہ شرع شریف ہے ۔ جیسا کہ حجت قرآن اور حدیث کی ۔ اور حدیث کیا ہے ۔ راستی اور حجت راستی کیا ہے ۔ تقوٰی سے اور حجت تقوٰی سے کیا ہے ، ہوا سے نکلنا ، اور ہوا سے نکلنا کس طور سے معلوم ہو یعنی بے کبر اور بے ریا ہووے ۔ اور دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور صفائی اللہ کے ذکر سے ۔ اور ذکر قلبی تین چیز سے تعلق رکھتا ہے ۔ ایک مراقبہ دوسرا فکر تیسرا محاسبہ نفس کا ؎

پس مراقبہ کس کو کہتے ہیں ۔ اور محاسبہ نفس کا کیا ہے ؎

بیان کہ مراقبہ سے اور تاثیر مراقبہ سے مردود نفس تابع اور مسلمان حقیقی اور تحقیق مولیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور ذکر سے نفس کی فنا ہوتی ہے۔ اور فیض اور فضل اللہ کا ازلی لازوال اور قرب وصال ہاتھ دیتا ہے اور محاسبہ نفس کا حساب کرنا نفس کا ہے روزِ ازل سے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَوْ فُوْا بِعَهْدِي أُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ہر دم اور ہر ساعت طاعت اور بندگی کی طلب میں ظاہر اور باطن نہایت رہنا یت خلاف نفس کے ایک لحظہ نفس کے حساب سے روح کے صواب کے ہاتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو نصیحت اور آپ کو فضیحت۔ یہ نہ راہ ہے کہ بے راہبر گمراہ ہے۔ اور رہبر رفیق مرشد کامل ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن دیکھنا چاہیئے ؎

تا نہ بینی تو بچشم خویش را اعتبارے نیست کس درویش را

راہ کسب کی دوسری ہے اور راہ کثرت کی دوسری اور راہ کرامات کی دوسری اور راہِ نجات کی دوسری اور راہِ صفات کی دوسری اور غرق وحدانیت ذات کی دوسری ہے یار فروشی کے ساتھ اسلام یعنی حق اور خود فروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آوے در کھلا ہے شاہباز سوختہ جان عاشق محبت معرفت کے ساتھ اہل راز اور اگر نہ آوے حق بے نیاز ہے۔ خدا بندہ کے ساتھ ہے اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی اور دنیا نجس گندگی۔ پس مجلس اہل فقر کی بندگی اور اہل دنیا کی نجس اور گندگی ہے۔ وہ نہ چاہیئے ؎

باھوا برخیز از خود شو جدا تا ترا حاصل شود ہستِ خدا

حدیث تَجَرَّدْ عَنْ تَرَانِیْ تَجَرَّدْ وَ تَنَسَّلْ بھوکا رہ تاکہ مجھ کو دیکھے اور تنہا ہو سب سے قطع کر ✦

معرفتِ الٰہی کا طریقہ

کسے از معرفت محروم ماند بود جاہل اگر صد سالہ خواند

حدیث ہے اَلْجُوْعُ زِیْنَۃُ الْاَنْبِیَآءِ نبیوں کی زینت بھوک ہے چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا۔ یہ بھوک بھوک نہیں ہے قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے۔ فقر اختیاری نہ اضطراری۔ حدیث عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ بھوک قبر کے عذاب سے

زیادہ سخت ہے ۔

پھونک تین قسم ہے۔ ایک موئے کے واسطے کہ محبت اور مشاہدہ ربوبیت کا دل سے اٹھتا ہے۔ دوسری عقبےٰ کی اُس کے واسطے کہ پریشان خاطر دو جہان کا ہے۔ مرنے کی طلب کر کہ تجھ کو کُن کی کنہ حاصل ہووے اور جب کُن کی کنہ کو پہنچیگا لا احتیاج ہوگا۔ تیسری پھونک دوام روزہ دار خلق میں اشتہار دینا۔ دُنیا مردار کے واسطے معاذ اللہ ۔

جان کہ عارف باللہ کو دنیا اور عقبےٰ دونوں خواب میں یا مراقبہ میں زینت تمام کے ساتھ آگے آویں۔ فقیر صفا کیش دُنیا کے سر پر پاپوش مارتے ہیں اور عقبےٰ پر نگاہ نہیں کرتے کیونکہ دیدار کے مشتاق ہیں اور سوائے اللہ کے دوسرے پر نظر نہیں لاتے۔ کیونکہ مستند قرآن و حدیث کے ساتھ جان سونپتے ہیں ؎

نیست مشکل دیدنش ہمراز را ‎ ‎ ‎ بے حجاب اللہ چشم و راز را
در حقیقت معرفت ہمراز شد ‎ ‎ ‎ چشم را کے او بپوشد وا نشد

؎ غرق راغم نیست اندر غار دل ‎ ‎ ‎ در غار دل گنج بود اسرار دل
دل کہ با م غرق گردد بر دوام ‎ ‎ ‎ عارفان را معرفت زان شد تمام
قلب دل سرّی بود ہم چون برق ‎ ‎ ‎ آن فنا شد برق باشد دل ورق
برق غرق ورق دل از حق حضور ‎ ‎ ‎ در مطالعہ ورق غرقش گشت نور

؎ دل ولایت ملک اعظم لامکان ‎ ‎ ‎ کے تواند کرد وصف دل بیان

جو اس مقام پر پہنچے اُس کو ہمیشہ انبیا اور اولیا کی ملاقات ہوتی ہے۔ اگرچہ خلق میں شہرت پذیر صاحب تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ کے ساتھ فقیر انبیا کے وارث ہیں۔ کہ انبیا کے ساتھ ملاقات رکھتے ہیں۔ اور ہر مشکل اور علم کے دقائق انبیاء سے معلوم کرتے ہیں۔ اور ہر مشکل کھولتے ہیں۔ یہی اولیاء اللہ وارث حق ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم دین کے زندہ کرنے والے حق الیقین کے مخزن اسرار۔ اور علماء وارث انبیاء کے ہیں کہ متقی ہیں اور اُن سے جھوٹ اور پھونک اٹھ گئی ہے ۔

جان کہ طاعت عقبےٰ خواب میں دیکھے بہشت اور اُس سے اکل و شرب کرے دُنیا کی پھونک سے اور شرب نعمت دُنیا کا ایک روز تمام گنائے۔ اور جان کہ فقیر بے باطن حرص اور طمع اور جماعت خلق اور شہرت ناموس کے ساتھ اپنی چاہتا ہے۔ اور خدا سے

دُور ہے اور فقیر بے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب اور خیال ہے اور صاحب کی خواب وصال ہے ۔

قولہ تعالیٰ - وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں بہت سے فائدے میں رہیگا۔ اور جو اپنے گھر سے خدا اور رسول کی طرف ہجرت کرنے کے ارادہ سے نکلے پھر اس کو موت آجائے تو خدا سے اجر پانے کا مستحق ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔

فقیر اہل ہجرت سے ہے کہ جان و مال اور تن اور زن و فرزند فی سبیل اللہ اور محمد رسول اللہ نذر کرتے تھے ۔ اور دوسرا یہ کہ اکثر کافر اور منافق اور کاذب اور حاسد اور ساحر ازراہِ دشمنی کہتے تھے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر ہے - یہ سن کر آپ فرماتے تھے کہ فقر محمد فخر محمدؐ ہے ۔

شرح الفقر فخری

یہ ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو الفقر فخری فرمایا ہے بموجب اس آیہ کریمہ کے فرمایا ہے :-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

اور صبر کرو تم اُن لوگوں کے ساتھ کہ بلاتے ہیں رب اپنے کو صبح اور شام اور رضامندی اُسی کا قصد رکھتے ہیں اور مت ملا تو آنکھ اپنی ان سے کہ ارادہ دُنیا کی زندگی کی زینت کا رکھتے ہیں ۔ اور مت اطاعت کر اُن لوگوں کی کہ جن کا دل ، ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اُن کی خواہش کے تابع ہوا اور ہے امر اُن کا ۔

اور فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں ۔ اولیاء تین قسم کے ہیں ۔ ایک صاحب جمال ۔ دوسرے غرق جمال مشاہدہ کمال ۔ تیسرے اہل سوال ۔ اور بعض اولیاء اللہ صاحب وصال اور غرق توحید اپنے

کو خود نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے۔ مولائے ساتھ ہی مستغرق فقیر اولیاء اللہ بہتا ہے۔ اور بعض اہل سوال آپ کو اپنے میں جانتے ہیں کہ رجوعات سے خلق کے ان کو اولیاء کہتے ہیں، خلق میں مشہور ہیں اور باطن میں وصل اور جمال سے دور تر ہیں تم کو جاننا چاہیئے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے الفقر فخری سادات اور اہل قریش اور علماء اور امراء سے چھپ کر فرمایا۔ اور الفقر منی مقام فی مع اللہ میں کہا۔ کیونکہ اس مقام میں فقر فنا فی اللہ کا مرتبہ ہے۔ اور بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام میں کوئی نہ پہنچا ✤

شرح فقر محمدی

اور شرح فقر محمدی کی یہ ہے کہ فقر سر اللہ کا نام ہے یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ہے۔ کہ اللہ کا نام محمد کے نام کے ساتھ پیدا ہوئے چنانچہ حدیث قدسی ہے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ یعنی میں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں ✤

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ✤

جاننا چاہیئے کہ سب آدمی ایک ایک دار اور اہل فقر کا ملک ملک نہیں ہے۔ اور ملک اللہ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور منہ اللہ کی جانب کرتا ہے۔ کیونکہ ملک ملک شرک ہے۔ اللہ کا قول ہے لَا یُمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا ملک ملک سے جدا فقیر کو چھوڑے وہ خدا ہے

فقر را تحقیق کردم از فقیر
فقر طالب نیست دنیا سیم و زر

حدیث۔ اَلدُّنْیَا لِلسَّلَاطِیْنِ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالْمَسَاکِیْنَ ✤

دنیا بادشاہوں اور کافروں کے واسطے ہے۔ اور آخرت متقیوں کے واسطے اور مسکینوں کے واسطے ✤

اللہ تعالےٰ کا قول ہے ✤

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ۔

جو اللہ اور رسول کی تابعداری کریگا پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے کہ جن پر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت ڈالی ہے۔ کہ نبی اور صدیق

وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٭	اور شہید اور صالحین ہیں ۔ اور یہ اچھے رفیق ہیں ٭

بہ رفیق حق کی توفیق ہے ۔ اور طاعت توفیق فقر محمدی کو کہتے ہیں ۔ اور وہ محض عطا ہے ۔ جس کو چاہے اللہ تعالیٰ بخشے ۔ اور مہربانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ؎

فقر فخرے انبیاءؑ اولیاء ۔ فقر فخری را چہ داند پُر ہوا

ترجمہ شعر بہ شعر ؎

فخر نبیوں اور ولیوں کا ہے فقر ۔ پُر ہوا کیا جانتا ہے اس کی قدر

جب تک تو اپنا قدم ہوس سے اٹھاوے گا ہوا پر نہ رکھیگا ؎

اے طالب ترا گر بہشت آرزو است ۔ مرو در پئے آرزوئے ہوا

ترجمہ شعر بہ شعر ؎

اگر جنت کی تجھ کو آرزو ہے ۔ نہ چل ہرگز تو اب پیچھے ہوا کے

اے مرد فہیم ! جاننا چاہیئے ترک دنیا سُنت عظیم ہے ۔ خدا سے ڈر ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٭

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٭ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ٭	کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا ۔ کہ شیطان کو مت پوجیو ۔ اے اولاد آدم تحقیق وہ تمہارا دشمن ہے ۔ اور مجھ کو پوجیو کہ یہ سیدھا راستہ ہے ٭

ہاں جو شخص اللہ پاک کو اعتقاد سے جانتا ہے ۔ اُس پر شیطان غالب نہیں ہے ۔ اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ہیں ۔ فقیر کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے ۔ بعضے فقیر صاحب توفیق اور بعضے حق کے رفیق اور بعضے خاص الخاص طریق اور بعضے ہر دم موج مارتے ہیں جیسا کہ دریائے عمیق اور بعضے اللہ میں مشغول ہمیشہ غریق اور بعضے خلق سے دور اور بعضے استدراج رکھتے ہیں ۔ وہ اہل زندیق ہیں اور بعضے محقق حقیقت اور معرفت الٰہی میں بالتحقیق ۔ فقیر تحقیق عینہ بعینہ عفو عیاذاً باللہ ٭

اور فقیر عین پانچ عین سے ثابت ہوتا ہے ۔ چنانچہ اول ع عبادت اللہ سے

دوسرے ع عنایت اللہ سے تیسرے ع عفو عیا ذاً باللہ سے چوتھے ع عارف باللہ پانچویں ع عاقبت بالخیر حق میں ڈوبا ہوا ؎

مرادانہ بہار یار کہ بہ "

شد تجلی از حقیقت بر دلم انوار شد ۔۔۔ ہم جلیس با محمد ہم مجالس خیار شد

جلوہ زاں نور ذاتی عارفاں اند نصیب ۔۔۔ جاودانی گشت روشن معرفت اظہار شد

کور چشم اہل ظلمت منکر از نورِ خدا ۔۔۔ نورِ حق را کے بہ بیند ابتر ی خوار شد

مردہ نفسے زندہ دل در خواب بیند مستدام ۔۔۔ مردہ دل زاں بےخبر دان زندہ دل بیدار شد

باھو آں را کے تواند دید صورت بے مثال ۔۔۔ عارف غواص وحدت طالب دیدار شد

ترجمہ اشعار ؎

دل میرا نورِ تجلی سے پُر انوار ہوا ۔۔۔ ساتھ احمد کے ہیں اور یاروں کے دوچار ہوا

جلوہ نور ہوا مجھ کو جو قسمت سے نصیب ۔۔۔ نورِ عرفان کا دل سے میرے اظہار ہوا

کور باطن ہے ہوا نور سے حق کے جو جدا ۔۔۔ عاقبت ہو گئی برباد کہ فی النار ہوا

مردہ دل وہ ہے جو ہے زندہ نفس سے مدام ۔۔۔ زندہ دل وہ ہے کہ جو نفس سے بیزار ہوا

باھو اس کو ملے صورت جاناں کا مزہ

جبکہ وحدت میں ہو غرق تو دیدار ہوا

طالب دیدار صدق ارادہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا، دنیا مردار کی طلب کرتا ہے۔ اور مردار ہے پس مجلس اہل دیدار اور اہل مردار کی درست نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو ۔

حق کے خاص ہمیشہ حافظ حقیقی کی حفاظت میں رہتے ہیں اور دوام ہم صحبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ہمیشہ حق سے ہم سخن اور ہم مجلس، نفس امارہ اور شیطان سے بےخبر۔ اسے الحدیث حدیث قدسی ہے:

أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ ۔ | میں جلیس ہوں اس کا جو میرا ذکر کرتا ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ ۔

کمال فقر محمدی کی راہ صحابہ کبار کو عطا ہوتی۔ اور مرتبہ صفائی اور فقر کا صحابہ سے معلوم ہوتا ہے چار یار یہ ہیں:

صدیق صدق عدل عمر حیا عثمان بود ۔۔۔ گوئے فقر از محمد شاہ مرداں یافت زود

ترجمہ شعر

صدیق صدق عدل عمر پر حیا عثمان تھے
فقر محمد کے مالک حضرت شاہ مرداں تھے

جاننا چاہیئے کہ اصحاب کے بعد ولایت فقر محمدی کی دو کو پہنچی۔ ایک حضرت شاہ محی الدین غوث الثقلین۔ دوسرے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کہ دنیا سے فارغ تھے۔ چنانچہ امام صاحب نے ستر سال نماز قضا نہ کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور خدا کی رضا پر رہے۔ حدیث ہے :-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ مِنْھُمْ ھَالِکَۃٌ وَّ وَاحِدَۃٌ مِّنْھَا نَاجِیَۃٌ

عنقریب میری اُمت میرے بعد تہتر فرقہ پر ہوگی، بہتر ناری اور ایک ناجی ہوگا ✦

اور تمامیت فقر محمدی کی حضرت خاتون جنت اور صالحہ ساجدہ والیہ اور بی بی رابعہ بصری کو پہنچی۔ اور سوائے آپ کے دوسرے کو نہ ملی۔ اور فقر کی بُو سے فقیر مست اور حیران اور بیقرار اور بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہل فقر کی بیقراری سے خلق کی جمعیت اور آرام ہے۔ اور زمین اُن کے قدم کی برکت سے قائم ہے۔ اور جس کو فقیر باطن میں صورت دکھاتا ہے۔ دو جہان اس پر مبتلا ہوتے ہیں۔ اور جس پر فقیر باطن میں سایہ ڈالے اس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں مُلاقات کرے۔ وہ اللہ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے۔ اور جس کا نصیب فقر کا ہو، وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پایا جاتا ہے۔ اور برکت شرع محمدی کی پاتا ہے۔ اور طالب دُنیا پیغمبر کے خلاف ہے

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی اگر کوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علیحدہ ہو کر خدا کے حاصل ہونے کی راہ پر چلے تو اُس کو خدا نہیں مل سکتا ہے ✦

حدیث۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ ✦

فقر میرا فخر اور اسی سے میں تمام نبیوں پر بُزرگی رکھتا ہوں ✦

فقیر دریا نوش ہے کہ دل کے اندر کا دریا جوش مارے لیکن دل کے باہر کا شور نہ جا دیکھا

اور جو جوش میں حوصلہ وسیع نہ رکھے وہ خود فروش ہے ۔

حدیث لَوْلَا الْفُقَرَاءُ لَهَلَكَ الْاَغْنِيَاءُ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے اور جو فقیر خلاف شرع کرے استدراج ہے اور لاف اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ اس کے معنی یوں ہوتے ہیں نہ علم ہے نہ عقل ہے نہ تقوٰے ہے نہ دین ہے مثل کافر فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین ۔

حدیث مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَهُوَ يُجَنُّ فِي اٰخِرِ عُمْرِهٖ اَوْ مَاتَ كَافِرًا

جو بغیر علم کے زہد کرے پس وہ آخر عمر میں مجنون ہوگا یا کافر مریگا ۔

جان کہ جب وجود میں اللہ کا نام بہ سبب ذکر کے قیام کریگا ۔ کبر اور علم ظاہر اور باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے ۔ اور وجود میں روح قاضی صاحب کی تلاش کرے اور دل یعنی مفتی صاحب فتوٰے اور نفس چور کو قید میں کریں اور توفیق الٰہی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو ۔ اور اعضا ایک دوسرے کے ساتھ واسطے محاسبہ کے بلکہ نہ گواہ ہمراہ نفس کے وجود سے پیدا ہوں ۔ چنانچہ دو آنکھیں عَيْنَانِ تَزْنِيَانِ اور دو کان لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا نہیں سنتے لغو اور جھوٹ ، اور ایک زبان لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا بجز حکم خدا کے وہ بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب ، اور دو ہاتھ اور دو پاؤں وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور کلام کرینگے دونوں ہاتھ اور گواہی دینگے پاؤں جو وہ کرتے تھے ۔ اور اس حساب میں نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور یاد آتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۔ اے ایمان والو اللہ کی طرف دل سے سچی توبہ کرو ۔

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثل شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

دنیا اور اہل دنیا اظلم الناس ہیں ۔ اللہ تعالٰے کا قول ہے :۔

قولہ تعالٰے ۔ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔

ظالموں کی طرف مت جاؤ پس اُچک لیگی تم کو آگ ۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا

پس جبکہ بھول جائینگے وہ اُس چیز کو کہ یاد دلائی جاویگی کھولیں گے ہم اُن پر دروازے

بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ ؎	ہر شئے کے یہاں تک کہ خوش ہوگئے وہ اُس چیز سے کہ دیئے گئے وہ ؎

اور نعمتِ دُنیا کے کھانے سے وہ پُوچھے جاوینگے۔ چنانچہ قول ہے۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ البتہ سوال کئے جاوینگے وہ آج کے دن نعمتوں سے۔ چنانچہ زمین سے مغز تخم سے درخت نکلتا ہے اور پتا بھی جان درخت سے نکلتا ہے اور شاخ بھی نکلتی ہے اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور ہر مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت سے اور ذکر اللہ سے دل کھلتا ہے ؎

اور ولی بھی دو قسم کے ہیں ایک مادر زاد چنانچہ حدیث ہے :۔

اَلسَّعِيْدُ مَنْ سَعِدَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ ؎	شقی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے اور نیک بخت ماں کے پیٹ ہی میں نیک بخت ہوتا ہے ؎

اس واسطے کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا نہیں قبول کرتا از روئے ولایت کے جاہل کو ؎

دوسرا۔ ولی دست بیعت کو سکھایا پڑھایا جاوے۔ مجاہدہ اور مشاہدہ کے ساتھ اور طالب کی تین قسمیں ہیں۔ طالب دُنیا، طالب عقبےٰ، طالب مولےٰ، ہر ایک کو مرشد طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد اول روز اللہ کے طالب کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام کے ساتھ مشغول کردے ؎

اگر طالب اللہ خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے، معلوم کرنا چاہیئے کہ اُس کے نصیب میں مراتب دُنیا کے ہیں کہ حیوانات مطلق ناسوت ہے۔ اور جو باغ و بہار اور صورت حور و قصور دیکھے اور مُلاقات کرے، یہ طالب مولےٰ ہے۔ اُس کے نصیب میں مولا ہے۔ آخر اُس کے نصیب میں مولا کی طلب دُنیا اور عقبےٰ سے ہوگی۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ؎

جان کہ عارف باللہ اگرچہ فقر اور فاقہ سے جاں بلب ہوں، اور جان سے بیجان ہوں کہ مُردہ ہیں۔ مگر قدم اہلِ دنیا کے دروازہ پر نہیں لیجاتے۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اگر اہلِ دُنیا کے دروازہ پر بھی گئے ہیں۔ تو اُس کو اللہ کی طرف لائے ہیں جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا کو پہچانا۔ اور جس نے شیطان کو پہچانا حُبِ دُنیا کے ساتھ۔ جیسا کہ دُنیا کی بادشاہی حضرت ابراہیم ادھم نے ترک کی اور اللہ کی طرف آئے۔ عنایت اللہ سے

اور ولایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ ولایت نہ محتاج درویش فقیر کی ہے کہ نذر بطور طمع اور رشوت لے ۔

زبان بزاغن است دچشم درویش ، بہ بیند ہر خزائن در نظر خویش

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اللّٰہ ۔ فقیر سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ رنج کو فقیر گنج عزیز جانتے ہیں۔ اور گنج دنیا نہیں لیتے ۔

شرح علم الہام وپیغام

جان کہ علم ایک لفظ ہے جیسا کہ جانا گیا ہے جدائی حرف دال۔ وحی حق سبحانہ تعالیٰ ندا دال سُنی۔ اور سرور کائنات کو پیغام دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنے والی ہے۔ اور کلام اللہ غیر مخلوق اور بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت کرنے والی وعدہ وعید اور قصص الانبیاء امر معروف۔ اور نیز دال دلالت کرنے والی علم کی۔ ہر قال اور ہر مال اور ہر حال اور ہر احوال پوشیدہ اور ظاہر اور رات اور دن معرفت الٰہی کے مراتب انبیاء اور اولیاء سے کیفیت اللہ کے وصال کی۔ پس علم دال خیال اور پیغام وحی پیغمبروں مرسل پر جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کا الہام ہے۔ اور الہام چھ قسم ہے یعنی آگے پیچھے، سیدھے، اُلٹے، اوپر، نیچے۔ پس جو الہام پس پشت سے ہوتی ہے۔ پس وہ الہام نفس کی بدخصلتی سے ہے کہ جانی چور ہے۔ اور جو اُلٹی طرف سے آواز آتی ہے وہ عالم غیب جنونیت سے ہے یعنی جن اور دیو اور پری۔ اور جو سیدھے ہاتھ سے آوے اور نیچے سے پیدا ہو، یہ موکل فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح۔ اور جو روبرو سے ہو۔ انبیاء اور اصفیاء اور اصحاب نبی اللہ سے ہے۔ اور جو دونوں کتف سے آوے دل سے ہے مثل وہم یا خیال کے یا دلیل بے آواز اور بے صورت دل سے چمکتی ہے۔ اور صورت کی صورت پسند نہیں ہوتی اور ثبات ہاتھ میں دل تحقیقی سے پاتا ہے۔ اور یاد رہے جیسا کہ باطن میں معلوم ہوتا ہے ظاہر ہو۔ یہ الہام معرفت قدرت علم اور ارادہ غیبی اور فتوحات لاریبی عطا ہوئے حق سبحانہٗ تعالیٰ سے۔ اور اس راہ باطنی سے ناقص اہل حجاب بے معرفت الٰہی کو آگاہی نہیں ہے۔ کہ ظاہر کے ساتھ آدمیوں کو وعظ نصیحت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات اور فضیحت یوں ہے۔ پس مجلس اہل فیض فضل اللہ فضیلت اور اہل حیض فضیحت راس آتی ہے۔ اور یہ مراتب

مقام فقیری کا ہے۔ اس پر مغرور مت ہو کہ مقام اللہ کے قرب وصال کا آگے ہے حضور خاص الخاص نور ہو کہ ہدایت سے قید مت۔ اس کا مقام ہر دم زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ جس نے مقام الہام میں اور کشف کرامات میں سکون اور قرار پکڑا اور رجوعات خلق میں جمعیت پکڑی اور خلق سب عزت اور عظمت اور حرمت اور کرامت جانتے ہیں اور مخدوم کہتے ہیں۔ وہ خلق کی قید اور کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا۔ ساخته مخدوم معرفت ہونے سے باز رہا اور دنیا کی کشف اور کرامات اور معرفت مقام فنا فی اللہ کے [illegible] مراتب ہیں سوائے معرفت درجہ کے اور کشف و کرامات اور خلق کی قید سے ان مقامات کو طے نہیں کر سکتا اس واسطے کہ مقامات محبت اور طلب مطلوب معرفت الٰہی لا انتہا بے پایاں ہے کہ حیات اور ممات میں ہزاروں مقامات ایک دم میں طے کرتا ہے اور ہر مشاہدہ کے ساتھ [illegible] ترقی درجات حی القیوم ہوتے ہیں محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص [illegible] دوام ارباب رب جلیل کے ساتھ مثل خلق خلیل کے قربان جان اور فرزند قربانی دیتا ہے اور محبت کی آگ کی گلزار میں جاتا ہے اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہووے۔ اس کی محبت اور طلب کا دعویٰ درست کہ کاذب ہے اور یہ مراتب خاصوں کے ہیں۔

چنانچہ حدیث ہے۔ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ قِیْلَ مَا اِخْلَاصُہَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَہٗ عَنِ الْمَحَارِمِ۔

جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اخلاص کے ساتھ کہے گا وہ جنت میں بلا حساب و عذاب داخل ہو گا۔ پوچھا کہ اخلاص کیا ہے فرمایا کہ محرمات کو چھوڑ دینا۔

نقل۔ تفسیر [illegible] سے ہے۔ جو دنیا کے خطرات رنج جانتا ہے۔ اسی واسطے دنیا کو فقیر نہیں لیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

تحقیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک علم قیامت کا ہے اور بارش کا اور رحم میں جو ہوتا ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا۔ وہ کل اور نہ یہ کہ کہاں مرے گا

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ✦	سوائے اللہ کے کہ وہ خبردار ہے ✦
حدیث۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُکَاشَفَۃِ وَعِلْمُ الْمُعَامَلَۃِ ✦	علم دو علم ہیں، علم مکاشفہ اور علم معاملہ ✦

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپاویں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی مراتب ابتدا کے خام ہیں نہ کشف انفقر تمام کہ واسطے مکاشفہ باطنی کے اس آیت مذکور کو با ترتیب اسم اللہ شامل کر کے تصور میں پڑھے۔ اور نظر اللہ کے اسم پر رکھے کہ کشف کلیہ ظاہر ہووے اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہووے یا الہام پیدا ہووے یا حقیقت ماضی اور مستقبل کی خواب یا مراقبہ میں مشروحاً پاوے۔ یہ غیب نہیں ہے اور نہ اس غیب پر یہ کہ طالب مولیٰ جو بھی کہ یہ حصہ خدائے تعالیٰ کا ہے۔ کہ دل کا آئینہ صفا ہے پس جو خدا کے حصے پر بخیل ہووے اور باز رکھے وہ مشرک ہے اور کافر اور دشمن اللہ کا بے ہدایت ہے ○

ہر کہ را مرشد نباشد پیشوا ۔۔۔ ایں کتابے بس بود رہبر خدا
در مطالعہ باش دائم صبح و شام ۔۔۔ عارف باللہ شو باحق مدام

اگر باطن کی راہ میں ذکر اور فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ اور محاسبہ اور محبت اور معرفت مثل الہام اور دلیل اور وہم اور مکاشفہ روشن ضمیر، کشف القلوب، کشف القبور، اور کعبہ فرشتوں بیت المعمور، اور قرب خدا اور وصال حضرت محمد رسول اللہ اور تجلیات اسم الٰہی اور برکت قرآن مجید اور آیات یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی ایمان۔ جو کوئی غیب پر ایمان نہ لاوے۔ اور اس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہووے۔ اللہ کا قول ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ہم نے آدم کو تمام علوم تعلیم کر دیئے ○

گر نبودے وجود اصل خدا ۔۔۔ کے رسیدے بنام وصل خدا

ہر انبیاء اور اولیاء کو ابتداءً علم لدنی ظاہر باطن روشن بے تعلیم و تعلم بحکم فضل الحکیم واضح ہوتا ہے ہمارے نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ جو کوئی دونوں جہان کا مشاہدہ کرے اس کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے ✦

قوله تعالیٰ وَاٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ✦	فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم نے ان کو علم دیا اپنے پاس سے ✦

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ وہ بہت مہربان ہے کہ قرآن کو تعلیم کیا۔ انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا ۞

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۞ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب کے ساتھ اُن کو مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے ۞

اگر اللہ کی راہ میں باطنی محبت قرآن اور حدیث اور قول مشائخ اور مشاہدہ اور الہام نہ ہوتا۔ سب اس راہ کے آدمی کافر ہو جاتے ۞

ح۔ مَنْ نَظَرَ اِلَى الْفَقِيْرِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ يَحْشُرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۞ جس نے فقر کی طرف نظر کی اور اس کا کلام سنا اس کا حشر اللہ تعالے انبیاء اور مرسلین کے ساتھ کرے گا ۞

ے آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے بنا کنند

نظر کیمیا اُس کو کہتے ہیں کہ نظر کے ساتھ طالب کو کھینچ لے۔ کشف و کرامات اور سکر اور مستی میں سرود کی طرف اللہ کا طالب مبالغہ کرے۔ اور حسن اور خط و خال پر نہ دیکھے اور علم کسبی اور رسمی سے گذر جاوے اور تجلیات وصال میں ڈوب جاوے ۞

شرح الہام اور الہام کی تعریف

الہام کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے اور الہام کس کو کہتے ہیں۔ حدیث اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ الْخَيْرِ فِيْ قَلْبِ الْغَيْرِ بِلَا كَسْبٍ الہام دوسرے کے دل میں خبر ڈالنا ہے بلا محنت کے۔ اور الہام چند قسم ہے۔ الہام از خدا، و الہام از پیغمبر مصطفےٰ، و الہام از اصحاب کرام، و الہام از ارواح انبیاء و اولیاء، و الہام از صفائی دل۔ جیساکہ الہام نفس کا اور الہام روح و الہام سر از ذاکر خفیہ اور الہام شیطان اور الہام اجنہ اور الہام ملائک ۞

اب ہر ایک تاثیر اور رغبت وجود میں معلوم کرنا چاہئے۔ الہام وحدت الٰہی کا نشان ہے کہ اول الہام سے روز بروز اس کا دل محبت مولےٰ کی زیادہ کرتا ہے۔ اور دین میں قوی ہوتا ہے خلق سے اُنس نہیں پکڑتا اور صحبت غیر ترک کرتا ہے ے

ہر کہ را از حق بدل الہام شد | راز رحمت معرفت پیغام شد

الہام کو ارحاق کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے پیغمبروں کو ہوتا ہے اور ارحاق ربوبیت

کا مقام ہے کہ حق سے نزولِ رحمت ہوتا ہے اور صاحبِ الہام کو اہلِ غنائے اکبر کہتے ہیں ؎

ہر دل کہ باہوائے ہویت جمال یافت — عنقائے ہمتش دو جہان زیر بال یافت
ہر جاں کہ پاک شد ز آلائش گرفت اُنس — از نعمتِ نعیم دو عالم ملال یافت

یہ مراتب بھی دل کی صفائی کے ہیں ❖

جان کہ شخص کو ظاہری آنکھ سے اپنا جسم نکلا جاوے غیرت کھاتا ہے۔ اور کہا کہ تو مجھ سے ہے یا میں۔ تو جسم لطیف نے جسم کثیف سے۔ جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں، نفس کہتا ہے کہ تو مجھ کو مار نہیں سکتا۔ بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہے اخلاص مع اللہ کے ساتھ ❖

جب فقیر صاحبِ الہام، اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو اس کا خطاب قتال ہوتا ہے۔ یعنی قاتل نفس تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ اس مقام پر صاحب کشف ہوتا ہے۔ اور کشف چار قسم ہے۔ ایک قلبی دل سے تعلق رکھتا ہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ ❖

دوم روحانی غرق اور فنائے نفس رکھتا ہے۔ یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مرو ❖

سوم کشف نفسانی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے یعنی بہشت یا جنت سے ❖

چہارم کشف شیطانی معصیت اور طمع سے تعلق رکھتا ہے۔ اور زیادتی عزت اور جاہ کی۔ آگاہ رہو کہ اگر تو آوے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ حق بے نیاز ہے ❖

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکیست اینجا
چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ شے است اینجا

ہاں راز کی راہ صاحب راز اختیار کرتا ہے۔ اور جس کو راز قبول کرتا ہے۔ صاحب راز ہوتا ہے ؎

سبیل بے رہبر بدریا مے رساند خویش را
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست

جو خلق کی نظر میں دیوانہ ہے حق کے ساتھ یگانہ ہے ؎

ہر چہ از دیوانہ آمد در وجود — عفو فرمایدازاں دیوانہ زود

حقیقت حضرت آدم کی یہ ہے کہ تین مرتبہ انا کہا خدائے تعالٰے نے عفو فرمایا اور شیطان

ایک اناسے مردود ہوا۔ عارف باللہ اہلِ کلید ہیں۔ اہلِ تقلید۔ اے صاحب حال مردہ دل غافل سب جہاں، بے باطن اور صاحب نفس امّارہ بدخصال۔ اور کیمیا نظر جس کو نوازے ایک نظر میں اس کا مرتبہ اپنے برابر کرے ۔

آن ست نظر ندکہ بحق غرق میکند ۔ دل بحر ہمچو دریا درموج میزند

اس کو ریاضت اور چلّہ کشی کی کیا حاجت ہے۔ اور برسوں کی خلوت نشینی سے ایک ساعت کا غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے واسطے ہے اور طالب اللہ باطن معمور قرب مع اللہ کے ساتھ غرق حضور ہے ۔

صاحب راز وہ ہے کہ اس سے کسی وقت قضا اور فوت نہیں ہوتا۔ ہر وقت نماز با راز اور راز با نماز ہے۔ صاحب مولا بے نیاز ہے۔ جب اُس کو وقت با نماز آتا ہے حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جا نماز پڑھ ورنہ حق کی معرفت سے سلب ہو گا۔ پس صاحب راز نماز با جماعت پڑھتا ہے۔ اور مرشد کامل صاحبِ راز وہ ہے۔ کہ اللہ کے طالب کو بے ذکر اور فکر اور بے مجاہدہ اور ریاضت یا تصور اسم اللہ کا برزخ یا توجہ باطنی سے عارف باللہ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں شامل کر دے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت کرا دے اور مرتبہ دلا دے۔ جو مرشد صاحب حضور اللہ کے طالب کو حضور میں سرور عالم کے پہنچا دے کیا مشکل ہے ۔

شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تسبیح حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

جان کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دونوں جہان کے ہادی اور رہبر ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت خوش وقتی اور شادی ایمان ہے ۔

جاننا چاہئے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے واسطے ہدایت کے پیدا کیا۔ پس شیطان کی قدرت ہے کہ اپنے آپ کو ہادی کہے۔ اور ہادی کی صورت میں متمثل ہو شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ہدایت اور اللہ کے نام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کافر کلمہ طیبہ سے ۔

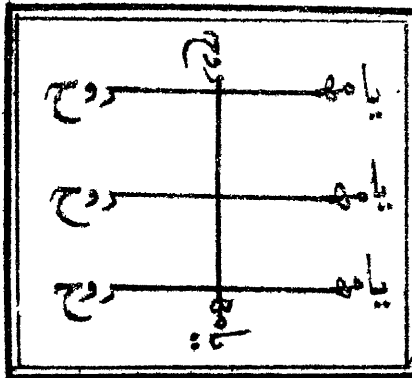
بیشک حضوری حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات نشان ہیں۔ اوّل یہ کہ

خوشبو وجود مبارک کی اس سے ہے کہ حضرت بی بی آمنہ کو فرشتوں نے آدمی کی صورت میں ہو کر میوہ شجرۃ الطور کے بہشت سے لا کر کھلائے۔ اور اصل وجود مبارک حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسی ثمرہ کی خوشبو سے ہے۔ پیغمبر صاحب منی سے نہیں پیدا ہوئے اسی سبب سے حرص اور حسد آپ میں نہیں ہے۔ پس جو آپ کو خاص اخلاص سے دیکھے وہ آدمی خاص الخاص ہے ؛

دوسرا نشان یہ ہے۔ کہ آپ کی مجلس میں ذکر سبحان ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور بزرگی وجود مبارک کی اور درست مجلس کی شمائل نبی سے تحقیق کرنا چاہیئے۔

نقل شمائل نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گندم گون تھے۔ اور کشادہ پیشانی اور کشادہ دندان اور اونچی بینی اور آنکھیں حضور کی سیاہ تھیں نمکین۔ ریش مبارک کے بال بہت سے تھے۔ دست مبارک لمبے تھے۔ انگلیاں آپ کی باریک تھیں۔ اور میانہ قد تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تن مبارک پر بال نہ تھے۔ مگر ایک خط سینہ سے ناف تک کھنچا ہوا تھا۔ مہر نبوت یہ ہے :-



ـــ

هر که بیند مُهر وحی برپشتِ ما ۔ به زهے مُهر نبی مصطفےٰ
دل مُهر وحی نبوی شد ظفر ۔ هر که آرد شکست آں کافر شمر

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی کے وجود میں دل ہے اور دل میں قلب اور قلب میں سر ہے اور سر میں اللہ کا نام قدرت سے لکھا ہے کہ اس سر سے محروم اور بے خبر فرشتہ ہے

پس مرشد کامل وہ ہے۔ کہ اس کا اللہ کا طالب اللہ کے نام کو دل پر ورست دکھا تو اور دیکھے اور چشم ظاہری معاینہ کرے۔ اور اسم اللہ کے درمیان میں پردہ خناس اور وسوسہ اور توہمات اور خطرات شیطانی اور نفسانی تجلیات کے غلبہ سے جل جاویں۔ اور ذات الٰہی اور مجلس محمدی جیلا صورت دکھاوے ٭

جاننا چاہیئے۔ کہ علماء ہرگز عامل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور سے اجازت تعلیم و تلقین سبق نہ دیں اور نہ وہ متقی ہوتا ہے۔ تمام عمر اگرچہ ریاضت کرے اور نہ فقیر کامل ہو۔ جب تک حضور دست بیعت نہ کریں۔ اور اسم ذات تلقین نہ فرماویں اگرچہ تمام عمر ذکر کرے اور علمائے عامل و فقرائے کامل کو حصہ حضور سے ہی ہوتا ہے۔ اور شاہراہ حضوری کا وہ ہے جو حضور میں پہنچا وے۔ اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریائے وحدت میں غوطہ دیں کہ غوث اور قطب اس سے دست بیعت کرتے ہیں اور اس کو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں ٭

جان کہ اگر کوئی باطن میں از روئے مشاہدہ کے عرش پر نماز پڑھے یا لوح محفوظ اس کی چشم ظاہر سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت آگاہی اور احوال اور ست قبل کی مشروع کہے اور ارواح انبیاء اور اولیاء سے دست مصافحہ کرے۔ اور ہر ایک کا نام جاننے اور پہچانے یا ایک جثہ سے ہزاروں جثہ نکلیں۔ اور روئے زمین کے سجدوں میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ادا کرے اور پھر ایک جثہ میں آوے یا وقت بارش کے ہر قطرہ بینہ کا مع فرشتہ کے کہ جو زمین پر لاتے ہیں اس کی شمار میں ہو۔ ہرگز معرفت کو نہیں پہنچا اور عارف باللہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ عارف باللہ دوام مجلس محمدی میں غرق نور ہے۔ اور ان کرامات سے غیور ہے۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ٭

جان کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے۔ اور ہر طریقت شریعت میں آتی ہے پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین اور برگ اور ریگ بیابان اور تمام آسمان کاغذ بن جاویں اور آب دریا اور چاہ سیاہی بن جاویں۔ تو آپ یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ قلم سرگرداں ہوں۔ پس اللہ کے نام کو تو کیا جانتا ہے کہ مردے قبر میں ہمیشہ کہتے ہیں۔ اے اللہ! ہم کو زندہ کر تاکہ دنیا میں جا کر پھر ایک بار یا اللہ کہیں ٭

جان کہ قدر نام اللہ کا ہے اور قدر تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ اور مجلس محمد رسول اللہ

کی مرنے کے بعد معلوم ہوگی ؎

مَنْ رَآنِیْ گفت آخر مصطفٰے ۔ چند باشی در حجاب اے پرہوا
سر کشف گفت است آخر پاک دیں ۔ ایں سخن لعل است میدانی یقین

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کو اُس کی نیک خُو اور بد خصلت سے پہچانا جاتا ہے فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ رب پہچانا جاتا ہے، محبت محرمیت معرفت اور اُس کے وصال سے، جس نے اپنے نفس کو پہچانا منظور نظر مجلس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہوا۔ پس اپنے رب کو پہچانا اور جس نے رب کو پہچانا وحدانیت میں غرق ہُوا ✣

حدیث مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَاَئ الْحَقَّ کَانَ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیْ مُؤْمِنٍ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ بِعَیْنِہٖ وَاِنْ تَصَوَّرَ عَلٰی ھَیْئَۃِ شَیْخٍ کَامِلٍ وَلَا یَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَتِ کَعْبَۃِ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ رُؤْیَۃَ النَّبِیِّ بِمُوَافِقِ الْھَیْئَۃِ فَقَدْ اَنْکَرَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ عَنْ وَجْہِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ ✣

جس نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق حق کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میرے ساتھ متمثل نہیں ہوتا ہے اور نہ کعبہ کے ساتھ۔ اے مومن جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا۔ پس گویا حق تعالےٰ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان بعینہٖ صورت نبی پر بننے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ صورت شیخ کامل پر متصور ہو جاوے اور نہ کعبہ کی صورت پر پس جس نے رویت نبی کا انکار کیا حدیث کا انکار کیا۔ پس نبی کا انکار کیا اور جس نے نبی کا انکار کیا کافر ہُوا ✣

مجلس نبی میں داخل ہونا آسان کام ہے۔ لیکن خلق محمدی یہ ہے۔ کہ اُس کے بغیر مجلس محمدی میں پہنچنا دشوار ✣

تیسرا نشان مجلس محمدی میں تلاوت قرآن ہے ✣

چوتھے یہ نشان ہے کہ مہر نبوت دیکھے ✣

پانچویں حرم کعبۃ اللہ میں ہووے ✣

چھٹے ملازمت حرم مدینہ میں کرے ✣

ساتویں جس پر حضور مہربان ہوں خود بیدی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر پر عنایت ہوئی اور پھر فرماتے ہیں کہ تم کو اجازت ہے، امداد کرو خلق خدا کے ساتھ۔ جیسا کہ اس غریب کو اجازت ہوئی ✣

پس جو کوئی ان سات مجلس میں نوازش نبی کریم سے شک لاوے اور پریشان ہو اور شک میں پڑے۔ کافر ہووے نعوذ باللہ منہا ؎

ہر کہ بیند باطنے رو مصطفیٰ — واقف اسرار گردد از الٰہ

اعتقاد صدق باید بر نبی — آں کریم و آں شفیع و آں سخی

انبیا را کے شناسد جز خدا — یا شناسد آنکہ باشد اولیا

انبیا را کے شناسد جز رسول — یا شناسد آنکہ باشد حق قبول

اولیا را مے شناسد اولیاء — کور چشمے کے شناسد پرہوا

ترجمہ اشعار ؎

جو دیکھے باطناً منہ مصطفیٰ کا — وہ واقف ہووے اسرار خدا کا

نبی پہ چاہئے تم کو عقیدہ — سخاوت اور کرامت پر رسیدہ

بجز حق کون پہچانے نبی کو — مگر قدرت ہے پیشوائی کو

ولی کا جز نبی کب ہے شناسا — مگر جو ہو پذیرا اُس خدا کا

اولیا کو اولیا پہچان لے — جو کہ اندھا ہے پہچانے کب اُسے

اور سات آدمی مجلس حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے محروم ہیں اوّل تارک الصلوٰۃ وجماعت۔ دوم فقیر اہل بدعت۔ سوم اہل شرب۔ چہارم علمائے بے باطن پنجم اہل دُنیا اور دوستدار اہل دُنیا اگرچہ خلق کی نظر میں مثل غوث اور قطب کے ہوں۔ ششم اہل سرود حسن پرست ہفتم اہل غیبت اور کافر، اور جس کو مجلس نصیب ہو اسکی بدخصلت نیک خصلت سے بدلجاتی ہے اور اس کی خلق خلق محمدی سے موافق ہو جاتی ہے۔ حدیث ہے اَلْخُلْقُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ خلق آدھا ایمان ہے ۔

اسم اللہ مثل آئینہ کے ہے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا اس میں دیکھ اور ہر مقام کو تحقیق کر۔ اسم اللہ کا معائنہ ایک راہ ہے لازوال اس سے وصال ہوتا ہے مرشد کامل صاحب کمال سے ؎

نگاہِ جلوۂ ذاتی بکن زباں مکشا — کہ در مشاہدہ دم زدن غلط است

اور اللہ کا نام پاک ہے۔ جو وجود میں قرار پکڑتا ہے اس کی تاثیر ہوتی ہے اور اس کے کل وجود کو پاک کر دیتی ہے اور معظم ہوتا ہے اور اس کی برکت سے اولیاء ہو جاتا ہے ؎

حیف باشد صورت آدم ترا　　معنے شیطاں شدہ ہمدم ترا
دامن جاں برکش از آلودگی　　نیست در آلودگی آسودگی

حدیث - مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ ۔ جس نے اللہ کو پہچانا اُس کو مزہ خلق کے ساتھ نہیں ہے ۔

قَالَ النَّبِیُّ الْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ ۔ جس کو اللہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہ خلق سے بھاگتا ہے ۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِخْوَانُ ھٰذَا الزَّمَانِ جَاسُوْسُ الْعُیُوْبِ ۔ اس زمانہ کے آدمی عیبوں کے تلاش کرنے والے ہیں ۔

حدیث - اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَّ حَوَادِثُھَا سِھَامٌ ۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی تَنْجُوْا مِنَ النَّاسِ ۔ دُنیا کمان ہے اور اُس کے حوادث تیر ہیں ۔ اللہ کی طرف بھاگو آدمیوں سے نجات ہوگی ۔

شعر
ہرچہ باشد پسند خالق پاک　　ور نہ باشد پسند خلق چہ باک

ق وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ ۔ جو بلا اللہ کے نام ذبح کیا گیا اُس گوشت کھاؤ البتہ وہ فسق ہے ۔

ح لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ ۔ نہیں مشغول کرتی اُن کو کوئی شے سوائے اللہ کے ذکر کے آنکھ مارنے ہیں ۔

یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے - یہ ذکر خفیہ نہ زبان سے تعلق رکھتی ہے نہ دل نہ رُوح نہ سر سے یہ ذکر اللہ تعالٰے کا نور ہے - اور حضرت رسُول اللہ کے طالب اس سے مسرور ہیں - اللہ تعالٰے فرماتا ہے - اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ۔ اللہ کو رو کر اور خفیہ پکارو ۔ شعر

قلب رفت و روح رفت و نفس رفت و با ہوا
در وجود ذکر وحدت غرق فے اللہ با خدا

اس مقام کو عارف باللہ غرق کہتے ہیں ۔ شعر

معرفت حق را بود با ہفت کام　　ہر یکے بگذار و بگذر از مقام

مقام طالب موصل اور مرشد واصل کا دونوں بے حاصل چونکہ فی اللہ سے جُدا ہے حقیقت

معرفت خدا سے۔ حدیث ہے۔ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ وحدت میں سلامتی ہے اور دوئی میں آفتیں ہیں ÷

پیغمبر سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، سلامتی لازوال اللہ کی وحدانیت میں ہے۔ اور سوائے اللہ کے جو دیکھے تو آسمان سات زمین اور رجوعات خلق کی اور طلب طالب مریدی کی واسطے طمع دنیا کی ہے، یہ سب راہزن اور آفات ہیں۔ اور کشف وکرامات ندامت ہے۔ اور اولیاء کی کرامت برحق ہے۔ کہ حق کی طرف لیجاتی ہے اور باطل سے کھینچتی ہے۔ اے مردک کوشش کر کہ مرتبہ مُردگی سے گذرے اور مرتبہ مرد کو پہنچے۔ مردک وہ ہے کہ رات دن لڑائی کرے اللہ کے دشمن نفس شیطان کے ساتھ۔ اور مرد غازی وہ ہے۔ کہ ایک بار میں سر اغیار کا مع محبت سے کاٹ ڈالے اور پریشانی سے نڈر ہو، یعنی استقامت کرامت سے بہتر ہے ÷

شرح فقر محمدی

فقر اللہ کے نام سے ہست ہیں۔ اگر فقر میں ثابت قدم رہے۔ صاحب راز ہوئے اور جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھرا اور استقامت کی طاقت نہ لایا۔ اور دنیا کی طرف رجوع کیا۔ مرتبہ راز سے پھر گیا۔ گویا مثل چیل کے مردار پر نظر رکھتا ہے۔ اور دونوں جہان میں خوار ہے۔ اس کی آنکھ مرتبہ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں پہنچتی کہ وہ دنیا کا طالب ہے بلکہ زندیق ہے ÷

قولہ تعالےٰ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ ÷

جب صور پھونکا جاویگا۔ اُسکو نسب نفع نہ کرے گا ÷

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ÷

بُرے لقب نہ رکھو ایمان کے بعد فاسق نام بُرا ہے ÷

حدیث۔ من ابطاء عملہ فلا ینفعہ نسبہ ÷

جس نے اپنے عمل کو گرا دیا اُس کو نسب فائدہ نہ دیگا ÷

حدیث۔ لیس فخر المال انما الفخر بالعلم والادب ÷

فخر مال کے ساتھ نہیں ہے علم اور ادب کے ساتھ ہے ÷

ے در کیشِ جانفروشاں فضل و ادب بر ندبیست
اینجا نسب نگنجد آنجا حسب نباشد

مصنّف کہتا ہے، آدمیوں میں وہ بزرگ ہے جس کو خدا اور رسُول نے عزّت دی ہے۔ پس صاحبِ عزّت وہ ہیں کہ مولا کی طرف منہ لائے ہیں اور معرفت کے دریا میں غوطے کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا ہے۔ یہ گروہ اہلِ ایمان کا عزّت اور جاہ اور زمان کی طلب میں نہیں ہے +

ق۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ٭

دُنیا میں مومنوں کیلئے خواری ہے اور کافروں کے لئے عزّت ٭

حدیث اَلْمُؤْمِنُ تَمَامُ الْعَقْلِ دَائِمُ الْفِكْرِ قَلِيْلُ الضِّحْكِ كَثِيْرُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَلِيْلُ الْاَكْلِ حَسَنُ الْخُلْقِ لَطِيْفُ اللِّسَانِ تَارِكُ الشَّهَوَاتِ قَاتِلُ الْهَوَاءِ مُخَالِفُ الشَّيْطَانِ مُوَافِقُ الرَّحْمٰنِ طَالِبُ الْعِلْمِ زَاهِدٌ فِى الدُّنْيَا رَاغِبٌ فِى الْعُقْبٰى نَاظِرُ الْغَرَائِبِ +

مومن پوری عقل کا دائم الفکر کم ہنسنے والا زیادہ رونے والا اللہ تعالےٰ کے ڈر سے تھوڑا کھانے والا۔ نیک عادت۔ پاک زبان۔ چھوڑنے والا خواہشوں نفس کا قتل کرنے والا ہوا و ہوس کا مخالف شیطان کا موافق رحمان کا طالب علم پرہیزگار دُنیا میں رغبت رکھنے والا عقبٰی کا۔ دیکھنے والا نادرات کا ہے ٭

جان کہ حضرت شیخ ابراہیم ادہم فرماتے ہیں۔ کہ جب تک اپنے عیال کو مثل بیوؤں کے تو نہ کریگا۔ اور اپنے فرزندوں کو مثل یتیموں کے اور رات کو مثل کتوں کے خاک پر نہ سوویگا اُمید مت کر کہ تجھ کو مردوں کی صف میں راہ دیں ے

اے فسق و فجور کار ہر روزہ ما
وے پُر ز حرام کاسہ و کوزہ ما
مے خندد روزگار میگرید عمر
بر طاعت و بر نماز و روزہ ما

حدیث اشغل قلبك باللّٰه بالكلمة ولولا تشغل قلبك باللّٰه لاشتغل بالغموم والهموم الدنيا +

اے اپنے دل کو مشغول کر خدائے تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اور اگر خدائے تعالےٰ کی طرف دل اپنا مشغول نہ کریگا۔ تیرا دل دُنیا کے غموں اور اندیشوں سے مشغول ہوگا۔ اور جو دل دُنیا کے غموں کی طرف مشغول ہوا، حق تعالےٰ سے

دُور ہو گیا۔ اور جس کو غم زن، فرزند اور کھانے اور پینے کا دل میں ہو اُسے شغل باطن نہیں ہوتا کہ وہ خراب ہے اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا:۔

قولہٗ تعالےٰ۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا ○ | جو میرے ذکر سے پہلوتہی کرتا ہے اس کا عیش تنگ ہوتا ہے ○

اور عیش تنگ کیا ہے۔ کہ دل ہمیشہ مشغول دُنیا کے ساتھ ہووے۔ جب دل میں غم واندوہ دنیا کا ہو، دیو کا گھر بن گیا ○

مُصنّف کہتا ہے اللہ کے ذکر میں وہ غرق ہوتا ہے۔ کہ سوائے مولا کے دُنیا کے کسی مراتب پر خوش نہ ہووے۔ اور ذکر دل، ہر گناہ سے باز رکھتا ہے۔ جیسا کہ ناشائستہ اور خدا کا ناشنودہ۔ پس مُردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے۔ تُو نے نہیں سُنا ہے کہ فرشتے ہر رات کو ندا کرتے ہیں ؎

لَہٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اور ذکر اور زندگی دل کی بغیر حضوری سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ثابت نہیں ہوتی ○

جان کہ ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت اور توفیق کی راہ سے اُس کے دل میں محبت اور اخلاص اور توحید اور اپنی یگانگی ڈالی اور اپنی طرف کھینچا جَذْبَۃٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ۔ ایک جذبہ اللہ کے جذبوں سے ایسا ہوتا ہے کہ دونوں جہاں کے عمل کے برابر ہوتا ہے وہ آدمی رحمٰن کا شاکر ہُوا۔ اور جو کچھ کہ ظاہر مال دُنیا کا اور جنس رکھتا تھا سب اللہ کی راہ میں صرف کیا اور گھر ویرانہ کر دیا اور سُنّت عظیم اور فرض مستقیم بجا لایا ○

حدیث۔ تَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَّحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ ○ | دُنیا کا چھوڑنا سرہر عبادت کا ہے اور دُنیا کی محبت سرہر خطا کا ○

جان کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا کم و زیادہ پیغمبر حضرت آدم سے خاتم النبیین صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک ہوئے ہیں۔ سب نے دُنیا ترک فرمائی ہے۔ پس تو ان کے خلاف کیوں کرتا ہے ○

دُنیا کے چار حرف ہیں د، ن، ی، ا حرف دال سے دنیا دین نہیں رکھتے۔ اور حرف ن سے نافرمان فرعون کر دیتی ہے۔ اور حرف ی سے شیطان کا یار اور حرف الف سے ظلم اور آدم کش بناتی ہے۔ اے احمق دُنیا کے وہ شخص علیحدہ ہوتا ہے۔

کہ دین ہاتھ میں لائے ۔ اور دین کے تین حرف ہیں د، ی، ن ۔ حرف د سے معرفت الٰہی کا دیدہ کھلتا ہے ۔ اور مولا پر دیوانہ ہوتا ہے ۔ اور طالب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے ۔ اور حرف ی سے اللہ تعالےٰ کی یاری طلب کرتا ہے ۔ مومن بھائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ ۔ اور حرف ن سے نیت صفا خیر اندیش ہر امیر اور فقیر کا جو دین کو ہاتھ میں لایا دنیا کو چھوڑ دیتا ہے ۔ اور دُنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے اور مُنہ مولا کی طرف لا کر فقر کا لباس اپنے تن پر پہن کر اور صدق اعتقاد خدا پر رکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ۔ اسی روز حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! ایک شخص میری دوستی کی غرض سے دنیا پلید اور مُردار علیحدہ ہوا ۔ اور ارواح انبیاء اور اولیاء اور اٹھارہ ہزار عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت کو آویں اور سب آفرین کہیں اور آج جو دلق اور کپڑا خاکساری کا اُس نے پہنا ہے سب اُس کا لباس پہنو ، یہ مراتب اول روز اس کو بخشتے ہیں ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

؎ خاکسارم جاں سپارم جاں نثار
حق نگارم غرق وحدت اعتبار

حدیث اَلْحَمْقُ لَا یَنَامُ فِی الْاِحْسَانِ ۔ (ترجمہ) آدمی کی عقل نہیں سوتی ۔

جاننا چاہیئے ۔ کہ خلق کی رجوعات اور خلق میں غوغا اور مرید ہونا ۔ یہ مرتبہ مگس اور مور کا ہے اس پر مغرور مت ہو کہ قرب وصال اُس سے دُور ہے ؎

از خلق حق حاصل نہ واصل کجا
خلق دنیا رہزن است با سر ہوا

فقیر کو چار چیز چاہیئے ۔ اول تلاوت قرآن ۔ دوم غرق بتوحید ۔ سوم رات دن محاسبہ نفس کا ۔ چہارم ہم سخن حق کے ساتھ اور مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اُس کے آگے قرآن تفسیر اور حدیث کے ساتھ ہو ۔ اور فقیر کامل اور فیض بخش خاص وعام ہو ۔ اور اس کے سیدھے ہاتھ میں علم فقہ اور کتب فقہ ہوں اور اُلٹے میں حفاظ کلام ربانی اور عارف باللہ جمیع فقرا باطن صفا مرد مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور پس پشت اہلِ دُنیا ہوں جو اس ضعیف کے ساتھ ہوں ۔ تو اول طالب جب نظر کرتا ہے تمام راہ دیکھتا ہے اور ایسے مرشد صاحب نظر کرتے ہیں اور وجود میں اثر تمام ہوتا ہے اور طالب باطل سے نکلکر حق کی طرف

آتا ہے۔ پھر چاہیئے کہ طالب بالیقین مرشد سے تلقین طلب کرے۔ جب یقین حاصل ہو بعد اُس کے تسلی مجموعہ بخاطر ہو بعدہ تعلیم تعلم دل سلیم باحلم حلیم حق تسلیم ہو، بعد مرشد دست بیعت کرے۔ اور تلقین کرے اور تلقین سے چھ ت حاصل ہوں۔ اوّل ت ترک دوم ت توکل سوم ت توحید۔ چہارم ت ترحم۔ پنجم ت تواضع۔ ششم ت تولّا بر خدا تمامیت فقر اور معرفت الٰہی اُس کو فقر مطلق کہتے ہیں۔

حدیث اَلْفَقِیْرُ قُوْتُہٗ مَاوَجَدَ وَلِبَاسُہٗ مَاسَتَرَ وَسُکْنَتُہٗ مَاحَلَسَ ۔ فقیر کا رزق وہ ہے جو ملجاوے اور لباس وہ ہے جو ڈھانک لے اور مسکن اس کا وہ ہے جہاں بیٹھ جائے، جو ان مراتب پر پہنچے انسان حکیم ہو۔

انسان حکمت الٰہی ہے

حدیث اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْبَیَانِ حدیث اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْحَقِیْقَۃِ

تلقین بے یقین کچھ کام نہیں آتی۔ اور یقین بے تلقین سے پردۂ باطنی نہیں کھلتا ہے ۔

ہیچ علمے بہتر از تفسیر نیست ہیچ تفسیرے بہ از تفسیر نیست

مرشد صاحب تفسیر اور نا ترروشن ضمیر کیمیا نظر کامل فقیر صاحب شرع مکمل انسان صاحب احسان ہے۔

ح اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ۔ انسان احسان کا بندہ ہے۔

قولہ تعالیٰ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔

اور جب تو دیکھے کہ دست راست میں مطربان با نغمہ و سرود اور دست چپ میں شراب اُمّ الخبائث اہل دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے واسطے مرد اور عورت اور پس پشت فقر ہے تو وہ شیطان ہے۔ اور جو تم کو دکھاوے استدراج ہے۔ ایسے فقیر سے طالب خاص دو ٹکڑے ہوتا ہے۔ نیمہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا فنائے نفس اور نیمہ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بقا باللہ بروح۔ اور دو نیمہ سے طالب اللہ کے ساتھ الگ ہوتا ہے۔ جاہل کو اس حال سے خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے کہ جاہل ہوں۔ جاہل مثل ابوجہل کے ہے۔ اُس سے بات مت کہو ۔

آنچہ از حق باز دارد جہل زشت　　　　وانکہ با حق مے برد علمے بہشت

طالب علم سوائے امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولےٰ کا ذاکر ہے، سب سے بہتر ہے۔ طالب فضیلت آثار قید ہیں لا جاہت دشوار ہے، ورنہ ہزاروں جاہل ایک نظر میں دیوانہ کرنا کیا مشکل کام ہے۔ آدمی کو تزکیۂ روح اور تصفیۂ قلب علم سے نہیں ہوتا۔ کوئی راہ وسیلہ کی طلب کرنا چاہیئے ؎

مرد مرشد را طلب کن راہبر　　　　تا دہد از حق ترا کُلّی خبر

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ ؞

حدیث طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ (ترجمہ) عمدہ جستجو خدا کی جستجو ہے ؞

حدیث ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ (ترجمہ) عمدہ ذکر خدا کا ذکر ہے ؞

قول مصنف کا ہے ذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ ذِکْرٍ (ترجمہ) خدا کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے ؞

اور ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ذکر وہ کہ جس ذکر میں سے آیات روشن ہوں۔ دوم ذکر اللہ کہ اُس سے مکاشفہ ہو، سوم ذکر اللہ کہ اُس سے طبقات اور درجات کا طے حاصل ہووے۔ چہارم ذکر اللہ کہ اُس سے وحدت میں غرق ہووے ؎

ہر یکے ذکرے کشاید ذکر ذات　　　　ذکر دست ذکر سرور کائنات

جس کے وجود میں ذکر سروری قرار پکڑتا ہے وہ ظاہر اور باطن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے اور حضور میں پہنچا ہے۔ اور جو شخص آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم نہ پہنچا ہے وہ اُس کی پیروی کیونکر ہو۔ اور جو کہ اس صفت کے ہیں۔ اُن سے حاسد دیدۂ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔ پیروی حضرت کے دو راہ ہیں جو نہ کرے وہ گمراہ ہے ؞

حدیث لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَاءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَتِ الْاَنْبِیَاءِ اگر عالموں میں حسد نہ ہوتا تو بمنزلہ انبیا کے ہوتے ؞

عالم کے وجود میں تین چیز نہ ہوں۔ ایک حرص۔ دوسرے حسد۔ تیسرے کبر۔ وہ وارث انبیاء کا ہے ؞

نے تنہا حسد عاشقاں دائم　　　　لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

فقر والی اللہ کو شاید فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ سمجھتے ہیں اور لذت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی نہ چکھی ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بچشم باطنی نہ دیکھا ہے۔ اور مراتب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے نہ دیکھے ہیں۔ اور طرف کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ دنیا کی حب کی طرف دوڑے ہیں۔

تا گلو پر مشو کہ دیگ نہ ۔ آب چنداں مخور کہ ریگ نہ

حدیث مَنْ جَلَسَ مَعَ ثَمَانِیَۃِ اَصْنَافٍ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثَمَانِیَۃَ اَشْیَاءَ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْاُمَرَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الْحِرْصَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَاءِ زَادَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی الرِّضَاءَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ قِسْمَتِ الرِّزْقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْیَانِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی اللَّھْوَ وَاللَّعِبَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الْجَھْلَ وَالشَّھْوَتَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِیْنَ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الرَّغْبَتَ فِی الطَّاعَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الْوَرَعَ وَالتَّقْوٰی وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفَاسِقِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الذَّنْبَ وَنِسْیَانَ التَّوْبَۃِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السَّکُوْتِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی الرَّحْمَۃَ۔ آٹھ قسم کے آدمیوں میں بیٹھنے سے آٹھ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ اُمرا کے ساتھ میں حرص فقرا کے ساتھ میں رضا اس رزق کے ساتھ جو اللہ تعالے نے اُس کی قسمت میں لکھا ہے۔ لڑکوں کے ساتھ کھیل کود۔ عورتوں کے ساتھ جہالت اور شہوت۔ صالحین کے ساتھ رغبت فی الطاعات۔ علما کے ساتھ پرہیزگاری اور تقوٰے۔ فاسق کے ساتھ گناہ۔ اور توبہ سے نسیان اور سکوت کے ساتھ رحمت۔

حدیث جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَۃِ الْقَلْبِ وَقَسْوَۃُ الْقَلْبِ مِنْ اَکْلِ الْحَرَامِ وَاَکْلُ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَتِ الذُّنُوْبِ وَکَثْرَتُ الذُّنُوْبِ مِنْ نِسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلُ الْاَمَلِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔

جان کہ قرآن مجید میں دُنیا اور اہلِ دنیا کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کا تعلق تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ سے ہے۔ فقرا اور اہلِ فقرا کا تعلق تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ سے ہے۔

قولہ تعالے وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ❖

اس آیہ کریمہ کو جو شخص اسم اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تمام بر اور بحر میں جو ہے اس سے پوشیدہ نہیں رہیگا۔ مگر فقیر صاحب شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے ❖

قولہ تعالےٰ۔ لِلْفُقَرَاۤءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰۤئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ❖

اللہ تعالےٰ کا قول ہے واسطے فقرائے مہاجرین کے کہ نکالے گئے اپنے شہروں اور مالوں سے وہ حاصل کرتے ہیں رضامندی اور فضل اللہ تعالیٰ سے اور مدد کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی، یہ لوگ صادقوں میں سے ہیں ❖

فقیر اصحاب دست بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے سے اس روز سے ہیں۔ پس جو گلہ فقیر کا کرتا ہے۔ گویا خدا کا وہ گلہ کرتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں ❖

اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحب ولایت روئے زمین پر کوئی نہیں رہا ہے۔ اور جو کہ علم فقہ اور مسائل پکڑ لیتے ہیں۔ وہ خبر ظاہر اور باطن سے ولی اللہ اور مرشد ہادی سے نہیں رکھتے ❖

قولہ تعالےٰ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ❖

جو دنیا میں اندھا ہے۔ پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اور زیادہ گمراہ راہ کا ہے ❖

سن اے مادرزاد اندھے، تفسیر منیر کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ میں بیان کیا گیا ہے کہ رات دن کی ۲۴ ساعت ہیں اور ہر ساعت میں انیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۶۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں ❖

اور ایک روایت میں ہے ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ کے وجود میں آتے ہیں۔ اور دنیا اُن کی برکت سے قائم ہے ❖

اور نقل ہے جیسا کہ منافع میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ مَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ اِلَّا بَدَّلَ اللّٰهُ بِمَكَانِهٖ اٰخَرَ فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ مَاتُوْا كُلُّهُمْ ۔

فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمّت کے ابدال چالیس تن ہیں۔ کہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۲ شام میں اور ۱۸ عراق میں۔ جب اُن میں سے ایک مرجاتا ہے خداتعالےٰ اس کی جگہ دوسرے کو اپنی مخلوق سے قائم کر دیتا ہے۔ پس جب قیامت آئیگی۔ سب یکبارگی عالم سے باہر جاوینگے ۔

پس دوسرے اولیاء اللہ کی تین سو پچاس آدمی اولیائے روزگار سے ہمیشہ ہیں۔ اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو ابطال اور چالیس ابدال اور سات سیاحت سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث، پس یہ مراتب اولیا کے کہ معلوم ہوئے، کسی وقت میں ۳۵۶ تن سے جدا نہیں ہوتے اور نہ کم ہوتے ہیں۔ ہر وقت اور ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں ۔

اوّل مرتبہ کے ۳۰۰ تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں اُن کو ابطال کہتے ہیں۔ کہ سواد ہوس کا طریقہ اُنہوں نے باطل کیا ہے ۔

دوم مرتبہ کے ۴۰ تن ہیں۔ کہ اُن کو ابدال کہتے ہیں۔ کیونکہ اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں ۔

سوم مرتبہ کے سات تن سیاحت کے ہیں کہ یہ سیر اور سیاحت میں رہتے ہیں۔ اور خلق کی کارسازی میں حسب ارادہ حق مشغول ہیں۔ اور ان ۳۴۷ تن سے کہ ذکر کیا گیا کسی کو درجہ ارشاد میں مقام نہیں ہے۔ اور پھر ۹ دوسرے تن ہیں۔ کہ اہل ارشاد ہیں۔ کہ اُن کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسمائے صفاتیہ کے تحت میں مضمحل اور ناچیز ہوئے اور حضرت واجب الوجود نے واسطے تکمیل ناقصوں کے پاہا ان کو تنزول دیا اور اُن کے مراتب بھی فرق سے ہیں ۔

اوّل پانچ تن ہیں۔ کہ وہ اوتاد ہیں۔ اور ۳ تن اقطاب اور ایک قطب الاقطاب جانشین پیغمبر صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ۔

شرح مردان خدا صاحب باطن صفا

حضرت عباس اور عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ :-

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُلٰثُ مِائَۃٍ نَفَرٍ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَسَبْعَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَخَمْسَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَثَلٰثَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَاحِلٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلٰثَۃٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثَۃٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ خَمْسَۃٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَۃٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ سَبْعَۃٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ سَبْعَۃٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلٰثِ مِائَۃٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَۃٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ عَامَّۃٍ بِھِمْ یَرْفَعُ اللّٰہُ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ۔

فرمایا حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں اور چالیس آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہیں ۔ اور سات آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں ۔ اور پانچ آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہیں ۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہیں ۔ اور ایک ہے کہ اس کا دل مثل دل اسرافیل کے ہے پس جب ایک مرتا ہے ان تین سے اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور ان تین سے مرتا ہے تو اُن پانچ میں سے ایک کو اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے ۔ اور جب ان پانچ سے مرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب سات میں سے ایک مرتا ہے تو چالیس سے اُس کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے ۔ اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے ۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوویگا ۔ اور اُن کی برکت سے بلائیں اُمت سے باز رہتی ہیں ۔

اور تمام عمر پڑھنے علم فضیلت سے اُس سے بہتر ہے سات روز مرشد صاحب ارشاد کی خدمت میں کہ اُس کی برکت سے سعادت ابدی فقیروں اور درویشوں کو پہنچتی ہے ۔

روایت کیا ہے۔ کہ آدمی روزی میں پانچ مرتبہ کے ہیں۔ اوّل جو روزی کسب سے دیکھے اور جانیں وہ آدمی کافر ہیں ٭

دوسرے روزی کو خدا سے جانیں اور نہ جانیں کہ دے یا نہ دے یہ منافق ہیں۔ اور شک کریں ٭

تیسرے روزی خدائے تعالےٰ سے دیکھیں۔ اور کسب سے جانیں ۔ یہ مشرک ہیں ٭

چوتھے روزی زکوٰۃ سے دیں۔ اور واسطے کسب روزی کے معصیت میں نہ پڑیں۔ یہ آدمی مخلص ہیں ٭

پانچویں روزی خدائے تعالےٰ سے جانیں ۔ اور روزی کے واسطے خدائے تعالیٰ سے عاصی ہوں اور حق خدائے تعالےٰ کا جس کا حکم کیا ہے ادا نہ کریں یہ فاسق ہیں ٭ از تنبیہ الغافلین ٭

مصنّف کہتا ہے کہ کافر کو روح کا فر اور دل کافر اور نفس کافر اور عقل کافر اور علم کُفر سے لیتا ہے۔ اور اُس کا رزق کُفر حرام ہے ۔ منافق کی رُوح منافق دل منافق نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اُس کا واسطے منافقت کے ہے ۔ اور اس کا رزق بھی نفاق یعنی علم کو دُنیا کے واسطے پڑھتا ہے۔ اور اس کو خصلت بد حرص اور حسد میں ڈالتی ہے اور مومن کی روح مومن اور دل مومن اور نفس مومن اور عقل مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ ایمان اللہ تعالےٰ میں اللہ کی معرفت کی طرف لیجاتا ہے ۔ اور جو رزق کھاتا ہے شکر خدا کا کرتا ہے اور انصاف نفس سے دیتا ہے ؎

حیف بود صورت آدم ترا　　　معنے شیطاں شدہ ہمدم ترا

مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی سے اور آنکھ کی بینائی سے حق کو دیکھے ؎

خندہ بر سینہ صافاں میکنی ہشیار باش

ہر کہ بر آئینہ خندہ ریش خندہ خود شود

کلیات متقیوں درویشوں کو چاہئے ۔ کہ وقت لقمہ کھانے کے قلب انسانی لقمہ ہے کہ ذکر کے ساتھ اس سے تخم اعمال کا زمین پاک میں ہوتا ہے۔ اور اگرچہ لقمہ حلال ہوئے بوالہوس کی دُنیا راحت مثل برق کی روشنی کے بے ثبات ہے اور اس کی محبت مانند تاریکی ابر کے بے بقا۔ پس اُس کی نعمت کے فائدوں کے ساتھ اُلفت نہ کرنا چاہئے اور نہ

اس کے الم کی سیاہی سے دردیا ہے ٭

شرح فضیلت علم تعلیم و وسیلت ذکراللہ صاحب تلقین

جان کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس خدائے تعالےٰ حاضر اور ناظر ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع لایا۔ اور نص اور حدیث اور مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس عذاب جان کنی کی تلخی اور منکر نکیر کا سوال جواب اور عذاب قبر اور اعمالنامہ دست راست اور چپ میں لینا اور وزن نیکی اور بدی کا میدان قیامت میں درپیش ہے۔ پس اے نفس اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ ہوگا اور پلصراط کا گذر اور دوزخ کی آگ میں جلنا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہنا یاد کر۔ اور اے نفس شراب طہور کا دست مبارک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے پینا۔ اور رب العالمین کے دیدار سے مشرف ہونا، کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہے۔ یہ تمامی شرح خوف اور رجا اور وعظ اور پند نفس سے کہا اور نفس گناہ پر غالب ہوا۔ اور وسیلہ مرشد کامل کا درمیان گناہ اور طالب کے حائل ہوا۔ اور طالب کو اس گناہ سے کھینچا۔ مرشد کامل ہرگز گناہ کرنے نہیں دیتا۔ صورت ظاہر اور باطن میں موجود ہوتا ہے۔ اس واسطے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت واسطے وسیلہ کے ہے یعنی علم واسطے معرفت کے حق ہے ؎

مرشد ہی باشد قوی در راہِ اِلٰہ ‌ ‌ طالباں را باز دارد از گناہ
تو نمیدانی کہ آں با تو قریب ‌ ‌ نفس رہزن را بود با تو رقیب

علما کی انتہا علم منطق اور معانی اور فقرا کی ابتدا یہ سبق خوانی روز اول سے ہے۔ یعنی اَلف اللہ بس اور ماسوئے اللہ ہوس۔ اور انتہا فقرا کی یہ ہے کہ جانے تو بس در بس آیا جس تمام قرآن ہے۔ چنانچہ ابتدا قرآن کی ب بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اور انتہائے قرآن س ہے۔ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ط پس اگر علم کو تو جمع کرے بس ہو یعنی تجھ کو اللہ بس ہے ٭

فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مَنۡ عَلَّمَنِيۡ حَرۡفًا فَهُوَ مَوۡلَايَ جس نے مجھ کو ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا ہے ٭

حرف یہ ہے مَنۡ لَهُ الۡمَوۡلٰى فَلَهُ الۡكُلُّ، جب حرف کل اور عقل کل اور علم کل،

سوائے اس کے سب چیز جزو کل میں آئے۔ عبودیت واسطے ربوبیت کے ہے۔ اور ربوبیت خاص رازِ رب کو کہتے ہیں۔ اور وہ فقیر عارف باللہ کے نصیب میں ہے۔ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے جو مجھ کو پایا اور پہچاننا چاہے انفقیر عارف باللہ سے پاوے اور پہچانے۔ پس عارف باللہ معرفت مولا کی راہ میں نادیدہ نہیں ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں، حکم خدا اور رسول سے۔ اللہ تعالے کا قول ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (وہ نہیں بات کرتے اور بولتے اپنی خواہش سے) حدیث ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْئٌ (جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے) اور جو اس آیہ کو اسم اعظم سے ملاکر باترتیب پڑھے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ط هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ه هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ه اور ہر ایک اسم اعظم پر نظر کرے۔ ہر مطالب دینی اور دنیوی کا ناظر ہو اور سب کچھ اس پر مشروحًا حاضر ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْئٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ه (تحقیق اللہ تعالے پر کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ وہ ایسا ہے۔ کہ تمہاری رحموں میں صورت کھینچتا ہے جیسی چاہے، کوئی معبود نہیں سوائے اُس غالب اور حکیم کے)۔

اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے نامحرم اُس کو نہیں پہچانتا۔ قرآن خدائے تعالے کا ہے اور دونوں جہان کا ہادی ہے اور رہنما ہے۔ جو اس پر شک لاوے کافر ہے۔

غیب داں گر غیب بخشد غیب نیست ۔ ہر چہ بینی چشم خود آں غیب نیست
غیب آں باشد کہ گوئی سر ہوا ۔ دل ضمیرش آئینہ باحق صفا

جو اس حالت پر پہنچے مقامات سے ہے۔ جس کو باطن سے کشائش کشف ہو۔ راہ راستی محمدی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر سے ایک مرتبہ مقام پر پہنچتا ہے۔ اور اللہ کے طالب پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ وسیع چاہیئے۔ کہ تجلی رحمانی اور تجلی نبوی روحانی اور تجلی مقام نفسانی اور تجلی مقام شیطانی اور تجلی مقام ذکر قلبی اور تجلی مقام ذکر روحی اور تجلی مقام ملائک اور تجلی مقام جنونیت۔ سب طریقت میں ہیں کہ طالب پر صادق ہوتی ہیں۔ اور تجلی دو قسم کی ہے ایک نوری اللہ کے نور اور نظر رحمت سے اور نبی اللہ کے نور سے اور قلب کے نور سے اور روح کے نور سے اور فرشتوں کے نور سے اور خاکیوں اسلام کے نور سے۔ جب یہ نور جمع ہوتے ہیں جمعیت اور ترک اور توکل اور صبر اور شکر اور شوق اور غنا دل کی اور توفیق طاعت کی اور ذکر اور فکر کی اور محبت اور فنا اور بقا اور غرق معرفت الٰہی اور علم شریعت کی پاتا ہے۔ اور دوسری تجلی ناری ہے کہ نفس کی آگ سے غصہ اور غضب اور کینہ اور حرص اور طمع اور طلب دنیا اور معصیت اور جنونیت کی آگ سے کہ اس سے خلق کی رجوعات اور ترقی درجات اور اہل دنیا کے تابع ہونے اور عالم جن اور دیو اور شرب اور بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور حج نہ جانے اور کافروں سے اخلاص، یہ آگ جب وجود میں آتی ہے مرتبہ انا فرعون کا منہ دکھاتا ہے۔ دل سیاہ ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی برابر جانتا ہے۔ یہ استدراج کے مقام ہیں۔ اور جو تم کو دکھاتا ہے۔ اس پر اعتبار نہ لانا چاہیئے۔ کہ خلاف شرع مردود ہے +

جان کہ سب مقام عرش سے فرش تک واسطے امتحان کے ہیں۔ جو حق سے باز رکھے رہزن اور شیطان ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا مکان انسان کے تابع کرنے کا ہے۔ اور انسان واسطے ذکر رحمانی کے ہے۔ اور یہ مقامات ناری اور نوری دس لاکھ ستر ہزار سینتیس طریقت میں ہیں۔ حق سے بہت دور اور اہل طریقت آپ کو جانتا ہے۔ کہ جو ان مقامات سے نکلے ولایت پر پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

اِلَی النُّوْرِ (اللہ تعالےٰ ایمان والوں کا دوست ہے ظلمت سے نور کی طرف اُن کو نکالنا ہے) اور اللہ تعالےٰ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ یہ ایک نور ہے سرد آگ کہ یہ آگ معطر سُرخ رنگ زیادتی آب سے ہے کہ دل کی قندیل میں آتی ہے مثل گلاب کے دل کا شیشہ وسیع کہ اس میں درخت محبت الٰہی کا کہ اس سے روغن معرفت ٹپکتا ہے۔ فتیلہ دماغ کے چراغ میں روشنی مارتا ہے۔ اور تمام اسرار ربانی ظاہر ہوتے ہیں اور ہر دل تاریک منور ہوتا ہے ؛

جان کہ طریقت میں ہزاروں دیوانے رجعت کھا کر خودی سے بیخود ہو کر جنونیت میں مردود پڑے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک لامنی کی گیند لے گیا ہے۔ پس مرشد کو چاہیئے کہ اول طالب کو مقامِ طریقت دکھائے۔ اور اگر دکھاوے ایک رات دن دکھا کر طریقت سے کھینچ لے اور حقیقت کو پہنچائے۔ ورنہ طالب طریقت میں اکتالیس سال سُکر اور صحو اور حسرت اور عبرت میں جلیگا اور خراب ہوگا اور حیب نکلیگا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوانگی اور دیوانگی حق سے بیگانگی اور ہوشیاری حق سے یگانگی۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ اس کی مشکل مرشد کھولتا ہے۔ حدیث ہے۔ یَمْشِیْ عَنِ النَّاسِ بِلَا دُوْنِ الْاَقْدَامِ سر سے چلتا ہے بلا پاؤں کے ؛

اے صاحب مجاہدہ آنکھ کھول کہ صاحب مشاہدہ دل بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام میں آتا ہے۔ یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ حدیث ہے یعنی آنکھ سوتی ہے۔ دل جاگتا ہے۔ آدم کے تین حرف ہیں آدم الف سے ادب، احیاء، انس، الفت، احسان، ارادہ صادق اور دال سے دوام عبادت، دم ذکر میں رواں، دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے بصورتِ الہام الٰہی، موافق نص اور حدیث کے گواہی دیتی ہے کہ اس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص الخاص، اسم اللہ سے اور ظاہر اور باطن سے علم کے ذال خبر دیتی ہے۔ جب آدمی اس مقام میں پہنچتا ہے تو چاہیئے کہ اس امر کا ورد کرے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ بعد اس کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب مارے کہ اس سے خوف اور رجا پیدا ہو۔ اور فقر حقیقی اور محبت اللہ تعالےٰ کی منہ دکھاوے۔ اور ہر دم آہ اور سوز زیادہ ہووے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ۔ اور خبر دیتے ہیں ہم تم کو کہ وہ خوف اور بھوک اور نقصان مال کا ہے، اور حرف میم

سے مروّت اور مردانگی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مردود دنیا اور مغضوبیہ الہٰی سے باز رہنا۔ مردوہ ہے کہ مولیٰ کا طالب دل اور جان سے ہو اور دُنیا پر لشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب عبودیت کریم ہے ورنہ لئیم۔ اور ایسے آدم حیوان صورت بشر کے اور سیرت گاؤ خر کے مُردہ دل بے خبر بہت ہیں اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ بندہ وہ ہے کہ بندگی کے ساتھ تمام فرمانبردار رہے۔ تو از جمیع حکم و پیغام مانتے ہے

نیست آدم آنکہ باعقل و شعور
آدم آن ست آنکہ باحق شد حضور

گرچہ آدم صورتے سیرت بخر
نیست آدم آنکہ از حق بے خبر

آدمی سر ست یا اسرار حق
آدمی بود ست کم اندر خلق

مشکل آدم شناسی از قیاس
کے شناسد آدمی را از لباس

چشم مے باید شناسی دل صفا
تے شناسد عارفاں مرد خدا

آدمی از نور نورا ز نور بیں
نور با نورش رسد صدق و یقین

ترجمہ اشعار ہے

آدمی کہتے اسے اے ذی شعور
جس کو اپنے حق سے ہو حاصل حضور

آدمی صورت ہے تو سیرت بھی کر
مت رہو تو حق سے اپنے بے خبر

سرِّ مولا ہے جہاں میں آدمی
خلق میں کم ہیگیاں ہیں آدمی

دُور ہے آدم شناسی از قیاس
کچھ پتہ دیتا نہیں اس کا لباس

چشم دل کا چاہیئے ہو نا صفا
تاکہ پہچانے اسے مرد خدا

نور سے پہچان تو بس نور کو
نور کو بس نور سے لے دیکھ تو

قول مصنف صِدْقُ الْیَقِیْنِ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَالْکِذْبُ ظُلْمَتُ الْقَلْبِ

دل کی صفائی صدق الیقین ہے اور کذب دل کی ظلمت ہے ہے

با آدمی با دل زبان و روح دراز
آدمی آنست سجدہ با نماز

بے نماز اں سگ پلید آدم مجاست
از سگاں بدتر و خوک خراست

آدمی آنست زد بر عرش چنگ
کے شناسد آدمی از روے رنگ

ہر کہ از خود مے بیاید آدمی
خاک خاکستر شود از ہمدمی

روئے خنداں خیر طابش بارضا — طلب مولیٰ سے یار و راز ہوا
آدمی را سے شناسد با خموش — ذکر و فکر و عبادت و خون جگر نوش
آدمی را سے شناسد با آواز — معرفت معلوم گردد ہر ز راز
آدمی آنست ہم صحبت نبیؐ — آدم نبی شافع بود یا شے تشنیع

آدمی دو قسم کے ہیں ایک صاحب الفاظ دوسرے صاحب راز۔ صاحب الفاظ ہمیشہ مطالعہ میں کتب کے اور علم خوانی کے ہے اور صاحب راز ہمیشہ غرق توحید صاحب الفاظ عالم صاحب راز جامع معرفت، بسم اللہ ذکر اللہ نعمت اللہ، تحصیل اللہ ہاں یقین ہے۔ کہ معرفت کی نعمت جہل کے ظرف میں قرار نہیں پکڑتی۔ یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تاثیر ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تفسیر ہو۔ عارف باللہ وہ ہے کہ مقبولِ دو جہان ہے۔ عالم بھی ہے اور عارف بھی ہے تو گویا شیر دست کر و شکر در شیر ہے۔ عارف باللہ وہ ہے۔ کہ مُردہ دل کو زندہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ گناہوں میں رہے۔ حق کو کب پہچانے کورچشم اور دیو سیرت ہے ؎

دو چشم خویش را بر بند چوں باز — درون تا دیدم گشتہ آواز

صاحب مشاہدہ کی خواب اور بیداری اور مستی اور ہوشیاری اور پھونک اور بسیری اور خموشی اور گویائی ایک ہے۔

چنانچہ سلطان بایزید فرماتے ہیں۔ کہ تیس برس خدا سے ہم سخن رہا۔ اور خلق جانتی تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ فقیر صاحب ہدایت خدائے تعالےٰ کے سر ہیں۔ ان کے حال قال سے سوائے خدا کے کوئی واقف نہیں ہے سوائے صاحب حال کے ؎

کعبہ را در دل بہ بینم جاں کنم بہرے فدا — در مدینہ دائم ہم صحبتے با مصطفےٰ
خلق ظاہر خویش داند و من بباطن با رسول — عارفاں را راہ این است مشغولے الی وصول

رشتہ شرع شریف کا ہاتھ سے مت چھوڑ اور جو مقام تجھ پر آوے امتحان ہے۔ مرد وہ ہے کہ اس جہان کی روٹی کھائے اور اُس جہان کا کام کرے۔

جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ تحت، فوق مشرق مغرب جنوب شمال میں نہیں ہے بلکہ وہ انسان کے دل میں ہے۔ اور دلِ انسان کا دو قسم کا ہے۔ ایک کامل۔ دوم ناقص۔

کامل وہ ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا سر ہے)
اور میں اس کا) انبیاء اور اولیاء ہمیشہ خدا میں غرق رہتے ہیں۔ حدیث ہے اَلْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ
یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ نبی اور ولی اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ
بلاحضوری نماز نہیں بلکہ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ان کی شان ہے۔ اور انسان ناقص وہ ہے کہ
ہزار شیطان سے ایک نفس امارہ بدتر رکھے۔ اور ہزار نفس امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صحبت
بدتر ہے اور خوار ہے کہ وہ نفس ہوا و ہوس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ
وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔ مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے نزدیک
اس کا اجر بڑا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ اشارہ ہے۔ حدیث اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ وَّ اَنَا اَغْیَرُ مِنِّیْ

ہر کہ سخن بہ سخن ضم کند ۔ پارہ از خونِ جگر گم کند

وَاِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی اجر عظیم کا اشارہ ہے کلمہ طیبہ سے کریم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اور اجر عظیم اس امت کا خیر ہے اعتقاد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور قول یَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ
وَمَا تَاَخَّرَ یہ گناہ عفو امت اور نہ خطرات وجود محمدی کہ خطرات دنیا سے تعلق
رکھتے ہیں اور وجود مبارک پرنور۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ترک اولے دین اللہ سے ذات شریف
خود اولے ہیں۔ اور نیز معراج کہ معراج سے پہلے گناہ کی جدائی تھی اور یکتائی معراج کے ساتھ
پھر گناہ کی جدائی اس احوال فقر محمدی کو کوئی کیا جانے گمراہ حدیث خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ
صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ علما
میرے سینہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور سادات پشت سے اور فقرا اللہ کے نور سے ۔

اکثر فقرا کہتے ہیں کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اس کو اللہ کے نور کا دریا کہتے ہیں۔ جو
اس دریا میں پہنچتا ہے۔ اور غوطہ کھاتا ہے۔ نماز روزہ اور حلال اور حرام اس پر معاف ہوتا
ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔

مصنف کہتا ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور اللہ کے نور کو تحقیق کیا یہ مارے
ہوئے طریقت کے ہیں کہ درمیان حلال اور حرام کے فرق نہ کیا اور نماز کو قضا بے رضائے خدا
اللہ کے نور کا مقام چشیدہ اور یہ شیطان کی آگ کے مقام میں پریشان اہل بدعت بہتر ہیں۔

جو شریعت کے خلاف کرے طریقت میں خراب اور پریشان ہووے۔ اور اللہ کے قرب کی حقیقت کو نہیں پہنچے اور معرفت مولا سے محروم رہے۔ اور جو اللہ کے نور کے دربار میں پہنچے ہر عبادت اس کی زیادہ ہووے۔ پس عارفانِ طریقت اور حقیقت اور معرفت اور تمامیت فقر شریعت میں پائی ہے اور شریعت کو اپنا پیشوا بنایا ہے۔ حدیث اَلنِّھَایَتُ الرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ انتہا رجوع ہے طرف ابتدا کے ؎

تا توانی خویش را با شرع پوش عارفاں ایں کے پسند و شرب نوش

حدیث اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالْفِطِیْ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَّلَا حَذَرٌ لالچی عالم مثل غبی کے ہے اور اس سے سننے والا مثل بانجھ عورت کے ہے پس اس سے کوئی نفع اور حذر پیدا نہیں ہوتا ❊

حدیث کُنْ ثَابِتًا وَّ مَعْدِنَ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَکُنْ مِنْ فِرْقَۃِ کَاذِبِیْنَ ہو اخلاق حسنہ کی کان اور فرقہ کاذبین سے مت ہو ❊

حدیث اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَقَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَّ قَلْبٌ شَہِیْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَی اللّٰہِ اِمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ فِیْہِ مَعْرِفَتُ اللّٰہِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّہِیْدُ الَّذِیْ تَکُوْنُ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اَبَدًا دل تین قسم کے ہیں سلیم، منیب، شہید۔ دل سلیم وہ ہے جس میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ اور منیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہو۔ اور شہید وہ ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں رہے۔ فی اسرار العارفین ❊

شریعت طریقت حقیقت معرفت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اللّٰہ اللّٰہ لہٗ ھو، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھو میں ہے ؎

چوں شتر مرغ شناس ایں نفس را نے پرو بال نے پرد در ہوا

میں اُس دل کے قربان ہوں کہ آگ میں تمام عمر جلتا ہے محبت سے اور آہ نہیں کھینچتا ❊

جان کہ آدمی کے وجود میں تین بادشاہ ہیں اور تین وزیر ہیں ❊

اول بادشاہ روح، اسکی وزیر عقل، روح راہ راستی چاہتی ہے خدا کی اور عقل دنیا چاہتی ہے ❊

دوسرا بادشاہ دل، اس کا وزیر زبان ہے۔ دل خدا کی یاد چاہتا ہے اور زبان کلام

لایعنی چاہتی ہے۔

تیسرا بادشاہ نفس، اس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس لذت چاہتا ہے اور شیطان معصیت۔ پس جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو، شرح توحید اور مراتب اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ واحد آپ پر اثبات کرتا ہے۔ اور خطرات نفس کی نفی خطرے دِل میں محو کرتا ہے۔ اور دِل کی صیقل تصدیق سے کرتا ہے۔ بعد ازاں آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقابلہ صاحب روایت کے۔ اور فقر سے ایک ساعت حرف الف سے اللہ کا نور اپنے پر توحید ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقابلہ صاحب روایت اور ہدایت کے کہ چشم دل سے کھولتا ہے مشاہدہ ظاہر اور باطنی کا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ دکھاتا ہے۔ یعنی ایسا ہووے ؎

برگِ درختان سبز در برگِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

سب حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں، اور حق سے دیکھتے ہیں۔ حدیث تَفَکَّرُوْا فِی الْاٰیٰتِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ نعمت عظمیٰ اور وحدانیت سے نکلنا دوئی سے طرف یکتائی خدا کے یہ نعمت عظیم ہے، ربوبیت میں ڈوبنا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی محمدؐ اور فنا فی الشیخ۔ یہ مراتب نفس پر امیر ہے ورنہ اسیر۔ ہاں نفس پرست بہت ہیں اور خدا پرست کم ہیں ؎

خلق را طاعت بود از کسب تن عارفاں را ترکِ تن طاعت بود

اللہ کا نام مثل قرآن کے ہے جو اللہ کے نام سے نافرمان ہے وہ فرعون ہے ؎

اسم اللہ بس گراں ست بے بہا ایں حقیقت را بداند مصطفےٰ

؎ مزار پیر طریقت نصیحتے یاد است کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست بر باد است

؎ دولت بہ سگاں دادند نعمت بہ خراں

من امن امانیم تماشا نگراں

جاننا چاہئے۔ کہ اگر ہر بلا اور رنج اور طرح طرح کی آفتوں اور شروں شیطان اور ضرر ایمان اور خطروں اور فسق اور فجور اور فسوں کو ایک جگہ جمع کریں اس گھر کی کنجی دنیا ہے جیسا کہ مولوی رومی فرماتے ہیں ؎

اہل دُنیا چوں سگے دیوانہ اند دُور شو از ایشاں کہ بس بیگانہ اند

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اَلدُّنْیَا تَأْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ دنیا ایمان کو کھاتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو دنیا وہ ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے ؎

گدا چرانہ زند لاف سلطنت امروز　　کہ چتر سایہ برا ست تخت گاہ گشت

دنیا کی بادشاہی فانی اور فقر کی بادشاہی جاودانی ہے۔ دنیا کی بادشاہی ہوا اور فقر کی بادشاہی متعلق بخدا۔ پس مجلس اہلِ خدا اور اہلِ ہوا کی راست نہیں آتی ہے ٭

دنیا کی بادشاہی کیا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیا ہے؟ جاننا اور نگاہ رکھنا ادب شریعت کا یعنی علما صاحب ادب ہیں اور ادب علماء کو نگاہ رکھنے والا ہے صورت علماء کی نقش بر دیوار۔ اور فقرا صاحب امر ہیں خدا کے امر سے اور امرِ خدا کا غالب ہے ادب پر۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ حدیث اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ امر ادب کے اوپر ہے ٭

حُبُّ الْفُقَرَاءِ ضِیَاءُ الدِّیْنِ فقرا کی محبت دین کی روشنی ہے۔ اَلْفُقَرَاءُ ضِیَاءُ الثَّقَلَیْنِ فقرا دونوں جہان کی روشنی ہیں ٭

امر کیا ہے؟ امر حق ہے کہ طلب حق کی ہدایت ہیں جو خدا جانتا ہے کوئی نہیں جانتا۔ قولہٗ تعالٰی کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور عنقریب کہ ناگوار کرو گے تم ایک شے کو حالانکہ وہ بہتر ہے تم کو اور عنقریب ہے کہ دوست جانو گے تم ایک شے حالانکہ وہ شر ہے تمہارے واسطے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو ٭

آیت ہدایت کے باب میں :-

قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ قُلِ اللّٰہُ یَھْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰی فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ۝ کہدے تو اے نبی آیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے کہ حق کی طرف ہدایت کرے وہ زیادہ حق والا اتباع کے لئے ہے یا نہیں اس شخص سے کہ یہ ہدایت کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جاوے پھر کیونکر حکم کرتے ہو ٭

حدیث اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ مفلس اللہ کے امان میں ہے۔ دنیا دونوں ہاتھ سے چاہیے خواجہ بوجہ حلال یا حرام وہ حلال کو حرام پر تصرف کرے حلالُھَا حِسَابٌ

وحرامھا عقابٌ اس کا حلال شمار میں ہے اور حرام عذاب ہیں۔ جو نہیں رکھتا ہے شمار نہیں کرتا ہے اور توجہ حساب پر نہیں لاتا ؂

فِیْمَا بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ اللّٰہِ تعالیٰ اَلدُّنْیَا حِجَابٌ وَّظُلْمَۃٌ بندہ کے اور اللہ کے درمیان ہیں دنیا حجاب اور ظلمت ہے ؂

لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ ہر شے کے واسطے کنجی ہے اور جنت کی کنجی محبت فقیروں کی ہے ؂

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا منافق یا حاسد یا کافر ؂

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ محبت فقیروں کی انبیاء کے اخلاق سے ہے اور بغض فقیروں کا فرعون کے اخلاق سے ؂

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ محبت فقرا کی محبت رحمان کی ہے ؂

اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَالْعَیْشُ فِیْھَا اِحْتِلَامٌ دنیا خواب ہے اور عیش اس میں احتلام ہے ؂

پس دنیا کی طلب وہ کرتا ہے کہ اخلاقی فرعون کا وارث ہو۔ اور فقر کی طلب وہ کرے کہ صاحب معرفت حلال طلب زندہ دل وارث محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو ؂

پس دنیا کا طالب فرعون کا وارث ہے اور فقر کا طالب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی اور محمدی کی درست نہیں آتی ؂

حدیث۔ مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِیَّ لِغِنَائِہٖ ذَھَبَ ثُلُثُ دِیْنِہٖ جس نے امیر کی تواضع کی نسبت اس کی امیری کے اس کا ثلث دین جاتا رہا ؂

اہل دنیا کی صحبت ترک کر اور حق شناسی آگے لے، مرد کو زر مولے سے بہتر نہیں ہے۔ زر دنیا دار حاصل کرتے ہیں۔ جس نے راز حق حاصل کیا اور غیر حق کو بھول گیا، اس مرد پر سو آفرین۔ مرد وہ ہے کہ دنیا کی محبت پر میخ گاڑ دے۔ اور دل سے نکالو یا دنیا کو دل سے دور کرنا بہت مشکل ہے یعنی فارغ ہونا شر شیطان سے اور اختیار کرنا راہ محمدی کا ؂

جان کہ اگر اصل قائم مقام دنیا کی جڑ کے تو دیکھتا ہے۔ تو دونوں کے درمیان میں شیطان کانہ خانہ ہے جو دنیا کی طلب کرتا ہے شیطان اس کا سر دونوں نہ خانوں میں دیتا ہے اور دونوں خانہ اس کی دونوں آنکھوں پر مل دیتا ہے۔ پردہ حق کو اور حق شناسی کو اور عارف حق پرستوں کو نہیں پہچانتا۔ اور کور چشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے ایسا مرید اور طالب شیطان لعین کے ساتھ ہوتا ہے

کہ خدا سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے۔ وہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کا مصداق ہے کفر میں پڑتا ہے اور اُس کے دل میں کہ کثرت دُنیا سے مرض پیدا ہو جاتا ہے وَقَالُوْا قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا جس دل میں کہ مرض ہو وہ خون اور پیپ سے غلیظ ہوتا ہے وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ جس دل پر پردہ ہو جیسا کہ منافقوں کا اُس کا فاتمہ شر کے ساتھ ہوتا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کردی ہے اور اُن کے واسطے بڑا سخت عذاب ہے ؏

پس صاحب عظمت فقیر عارف باللہ ہے اور وہ ہی حکیم طبیب ہے۔ کہ اس کی دوا ہر طور سے جانتا ہے کہ اُس کی آنکھ روشن کردے نور معرفت سے اور دل صفا کردے ذکر سے اور زبان جاری کردے کلمہ طیبہ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کلمہ طیبہ دُنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے اور تلاوت قرآن سے پاک کرتا ہے۔ اور قال اللہ اور رسول کا کان پر استماع پہنچاتا ہے امر بالمعروف اور خوف اور رجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے ؏

ایسا فقیر صاحب قوت ہمہ صحبت نبی علیہ السلام کا دُنیا کے رو برو قدم نہیں بیچتا اگر بیچ دے تو لائق ہے کہ اُس کو دُنیا سے کھینچے۔ کہ اہل دُنیا کو بھی منفعت حاصل ہووے۔ اور اگر روٹی کی اُمید پر گیا ہے تو جان اور ایمان کا خوف ہے۔ کہ اہل فقر کو دُنیا سے ضرر ہے۔ چُنانچہ مولوی روم فرماتے ہیں ؎

اہلِ دُنیا چوں سگِ دیوانہ اند ٭ دور شو زینتاں کہ ایں بیگانہ اند

افسوس کہ عمر گراں مایہ کمینی دنیا میں ضائع کریں۔ اور مولا کی راہ میں قدم نہ ماریں کمینہ پرست اور اپنی خواہش میں مست ہیں ؏

حدیث ہے۔ اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔ اسی واسطے عارفوں نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں۔ اور مولا کا مزہ دونوں جہان سے بہتر ہے نہ دیکھا اور نہ سُنا۔ اگرچہ خلق کے نزدیک فقیر دیوانہ اور برے ہیں۔ لیکن خدا میں غرق اور مزہ جمعیت اور شوق کا بہشت سے بہتر ہے ؏

عاشقوں کی پیدائش نورِ الٰہی سے ہے۔ جان کہ آدمی کے وجود میں خدائے تعالیٰ نے چار دریا عشق جمع کئے ہیں۔ چنانچہ ایک دریائے شہوت۔ دوسرا دریائے حرص تیسرا دریائے طمع چوتھا دریائے دُنیا کی زینت۔ اور اُس سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اے سعید بندے چاروں

دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ کہ اس دریا سے پانی وجود سے یا ہر نکلے۔ اے اللہ سوائے تیری توفیق
رفیق کے ان دریاؤں سے کب قطرۂ عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل چار جسم
ہیں اور اس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور دو روح۔ ایک نباتی یعنی عام۔ دوسری جمادی
چنانچہ انسان کامل ہر چار طریق سے علماء کو طریق علم سے تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال
ہے اور عقل فقرا طریق شغل اللہ سے وحدانیت کے ساتھ وصال۔ اگر شریعت میں مضبوط رہے
صاحب وصال ہے ورنہ زوال ہے۔ منافقوں اور کاذبوں اور جاہلوں اور بدخصال کے ساتھ بہشت اور
دیدار پروردگار کو نہیں جانتے اور دین دیکر دنیا لیتے ہیں۔ اللہ کا قول ہے وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ
میرا شکر کرو اور کفر مت کرو۔ عقل کُلی انبیاء اور اولیاء کی ہے اور جزوی عام لوگوں کی کہ عقل سے بیعقل
ہیں۔ دلیل عقلی اور نقلی دلالت کرتی ہے جو باطل کی طلب کرتا ہے۔ حق کی طرف نہیں آتا عقل وہ
ہے کہ موافق نص اور حدیث کے ہووے جو اس سے باہر ہے۔ بیشک ابلیس ہے کہ ابلیس بہت
علم اور حکمت رکھتا تھا اور آپ کو حکیم جانتا تھا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ جو علم کہ امر بجا نہ لاوے اور
حق کی طرف نہ لیجاوے وہ حجاب ہے ؎

باھو یا شریعت یار شو بیدار شو لائق دیدار شو دلدار شو

حدیث حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ اِنَاءٍ
وَّاحِدٍ محبت دنیا اور دین کی مومن کے دل میں نہیں سماتی مثل آگ اور پانی کے ایک برتن میں ٭
حدیث اَلدِّيْنُ وَالدُّنْيَا اُخْتَيْنِ وَلَا يُنْكَحُ بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ۔ دین اور دنیا دونوں بہنیں
ہیں۔ اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں کیا جاتا ٭
اور نیز فرمایا ہے صاحب مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دنیا تصرف شیشہ کا ہے روزینہ
کے ساتھ اور روزینہ کا شیشہ کے ساتھ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ٭
اے کورچشم اگر کوئی کہے کہ دین اور دنیا دونوں مجھ پر عطا ہے۔ حضرت سرور کائنات
سے بہتر نہ ہو غلط کہتا ہے اور خطا ہے تَرْكُ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بعضے
دنیا واسطے رجوعات کے ترک کرتے ہیں۔ لَا تَمْنَعْ وَلَا تَطْمَعْ وَلَا تَجْمَعْ یعنی اگر کوئی دے
منع مت کر۔ اور اگر نہ لے تو طمع مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر ٭
اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے ملک میں جو درم و دینار اور جنس اور املاک دنیا رکھتا ہوں۔
مجھ کو نفس سیم کی طمع سے نہیں ہے بلکہ واسطے بیووں اور فقیر اور مسکینوں اور مستحقوں اور عاجز دل

اور بھوکوں اور یتیموں کی ہے ۔ تو جاننا چاہیئے کہ یہ سب مکر اور فریب اور شیطانی حیلہ ہے کیونکہ وہ کیوں دنیا کی بسیاری چاہتا ہے ۔ اس کے طالبوں کو دیوے اور خود مولا کی طرف متوجہ ہو یہ سب بہت واسطے نام اور ناموس کے ہے یہ مرتبہ فقیر کا نہیں ہے ۔

شرح اسم اللہ جب روح اعظم وجود میں آئے اور شروع کیا اور کہا یا اللہ قیامت تک اٹھے ۔ ہنوز اللہ کے نام کی انتہائی کنہ تک نہ پہنچے ہو گے ۔ ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب اور توریت، انجیل، زبور، قرآن اللہ کے نام کی شرح ہیں اور ہر انبیا اور اولیا جو علم ظاہر اور باطن پڑھے اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کو ۔ اور اسم اللہ کی معرفت سے الوہیت ہویت مرتبوں فنا فی اللہ کو پہنچے ۔ پس کون علم اللہ کے نام سے فائق زیادہ ہے کہ اس سے زوت پھیرتا ہے اور نہیں پڑھتا ۔ اسی واسطے مردہ اور سیاہ دل ہے ۔

آنچہ خوانی از اسم اللہ تجواں اسم اللہ با تو ماند جاودان

جس کو علم کلی زیادہ ہے اور جس کو عقل کلی رہبر ہے ۔ اللہ کے نام کی برکت سے توحید اور صفائی دل کی اور معرفت اور کشف اور حیرت اور خوف اور رجا اور توکل مجموعہ اوصاف حمیدہ کا جمعیت اور طاعت اور امان اللہ کے تصور اسم اللہ کے ساتھ زیادہ ہے اور غرق ہے ۔ اور غرق خاص الخاص وہ ہے کہ جب تصور اسم اللہ میں غرق ہووے اور چشمۂ ذکر نور اللہ سے کہ اس کو روح الفروح فیض اللہ کہتے ہیں اور وہ چشمہ نور اللہ کا روح فتوح قندیل میں آتی ہے اور وہ قندیل پر نور اللہ کے نام کے ساتھ کہ شش جہات سے باہر اور اس کا نشان بے نشان ہے ۔ اور اس کی صورت باندھنا کار پریشان ۔ جو اس مقام میں پہنچتا ہے مطلق صاحب استغراق ہوتا ہے ۔

اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی ایک ہوتی ہے ۔ اگر اس کا جسم خاک پر ہے تو روح عرش پر مستغرق ہوتی ہے ۔ قیامت کے دن صاحب مستغرق قبر میں آویگا اور قبر سے اٹھیگا اور کہیگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایسا مست ہوگا ۔ کہ سر عرش پر ماریگا ۔ اس کا نام کمالیت ہے ۔ اس کو فقیر صاحب خزانہ کہتے ہیں ایسا مرشد چاہیئے اور مرشد ناقص کچھ کام نہیں آتا ۔ مرشد ہونا آسان نہیں ہے مرشدی اور ہدایت اللہ کا بڑا خزانہ ہے اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی فقر ایک خزانہ ہے اللہ کے خزانوں میں سے ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس اور یہ آیت بھی غرق توحید اور استغراق دل اور قندیل پر نور اللہ پر دلالت کرتی ہے ۔

قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ٭

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اُس کے نور کی مثل ڈبیہ کے ہے کہ اس میں چراغ ہے۔ اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا ایک ستارہ روشن ہے کہ جلتا ہے درخت مبارک زیتون سے نہ شرقی ہے اور نہ غربی قریب ہے کہ اُس کا روشن ہو۔ اگرچہ نہ مس کرے اُس کو آگ۔ نور نور پر ہے، ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اپنے نور کے جس کو چاہتا ہے اور آدمیوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک مثل بیان کی ہے۔ اور اللہ تو ہر شے کا علم رکھتا ہے، اُن گھروں میں کہ اُن کے بلند کرنے کا حکم کیا ہے۔ اور یہ کہ اُن میں اس کا نام ذکر کیا جاوے صبح اور شام ٭

تو جانتا ہے کہ کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ کہاں تھا، ہمارے ساتھ تھا۔ اور ہم کہاں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے۔ اُس کا قول ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو ٭

پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں دوسرا نہیں سماتا۔ کہ سوائے اللہ کے نام کے اللہ سے کون کلام زیادہ فائق ہے۔ اللہ تعالیٰ صانع غیر مخلوق ہے اور سب مخلوق ہیں ٭

حدیث ہے لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ نہیں طاعت ہے واسطے مخلوق کے خالق کی معصیت میں ٭

اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا مت شرک کرو میرے ساتھ کسی شے کا، پس اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ایسے یگانہ ہیں کہ نہ خدا اُن سے جدا ہے نہ وہ خدا سے ؎

ہر کہ را قدرت نماید با ظہور
غرق فی اللہ گشت وحدت با حضور

بارہ دن آیت کریمہ کو واسطے یکتائی حق کے اور دُور کرنے حجاب کے استخارہ کے ساتھ پڑھے

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ - اللہ کے نام کے ساتھ جو تصور نگاہ رکھے

رُوح زندہ ہو اور نفس مُردہ ہو

دیدہ از دل مے کشد بدر از تن — روز و شب با حق جلیس ہم سخن

ہر کہ را شد از مربی التفات — بے حجاب غرق فی اللہ شد نجات

شرح دل کی اور دل کے ذاکر کی - قلب ذکر قلبی کو کہتے ہیں - اور ذاکر قلبی کس چیز سے پہچانا جاتا ہے ◆

جان کہ قلب کیا چیز ہے - جو دل کی صفت سے موصوف ہو اس کو ذاکر قلبی کہتے ہیں اول قلب مثل آفتاب کے چاہیئے روشنی آفتاب سے چراغ اور ہزار یک شب کو کیا قدرت ہے کہ شعلہ شعاع مارے بلکہ عام اور خاص ذرہ کی مانند آفتاب سے بہرہ ور ہیں ◆

دوسری قلب مثل آب حیات کے ہو - جس نے کہ عجائبات کے چشمہ سے ساغر معرفت الٰہی کا پیا - راست ہو ا دُنیا اور عقبےٰ دونوں کو فراموش کیا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اس کو سیر سفر باطنی خضر کہتے ہیں کہ ظاہر حضرت خضر طالب ہیں اس کی مجلس کے ہے - اور وہ دوست ہیں غرض اس صاحب قلب کو مُحیِ الْقَلْبِ وَمُمِیْتُ النَّفْسِ اولیاء اللہ کہتے ہیں ◆

حدیث ہے اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ ◆

تیسرا قلب مثل پتھر کے کہ ہمیشہ اُس میں مثل لعل کے اللہ کا نور پیدا ہووے - اور اُس سے معرفت ظاہر ہووے ◆

چوتھا مثل آگ کے کہ سوائے محبت عشق الٰہی کے غیر کو جلا وے ◆

پانچویں قلب مثل گنج مرشد کامل مثل طلسمات کے کہ نظر سے توڑ دے سوائے محنت اور رنج کے صاحب قلب اللہ کا خزانہ ہے ◆

چھٹے قلب مثل آئینہ کے کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ دونوں جہان کو دیکھے اور ہر ایک کی تحقیق راہ محمدی سے کرے ◆

ساتواں قلب مثل ولایت ہدایت اللہ کے ملک عظیم معظمت کریم جو اس دار الامانت میں آوے اُس کو غصہ نہ چاہیئے ◆

آٹھواں قلب مثل کان کرم کے کہ اُس سے علم اور ارادہ فتوحات غیبی کہ اس کو عالم الہام علم لدنی معرفت مولا کہتے ہیں - اشتغال الٰہی میں غرق اور ہم قلب قُلْ هُوَ اللّٰهُ کا

نفس شیطان اور دُنیا اور اہلِ دُنیا سے دُور حق میں مستغرق اور مسرور یہ حقیقت صاحب باطن صاف قلب کی ہے۔ زاہد بار یا مغرور، خود فروش کیا جانے۔ الغرض جو علم اور ریاضت زبان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفت الٰہی سے ہیں۔ علم زبان کا اقرار ہے اور ذکر دل تصدیق قلب کی ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے ۔

جس شخص کو کہ تصدیق قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ میں نہیں آتا۔ نفاق سے باہر ہے۔ ظاہر اور باطن اقرار باللسان العلم حجاب الاکبر ۔

قلب ایک نور ہے اسرار الٰہی کا کہ ظاہر اور باطن سے خبر دیتا ہے۔ کامل اور دانا وہ ہے۔ کہ ظاہر ورق کے مطالعہ میں اور باطن اللہ کے شغل میں غرق ہو ۔

اکثر آدمی کہتے ہیں۔ کہ ذکر دل سرود سے زیادہ حرکت کرتا ہے، غلط ہے۔ یہ جنبش شیطانی ہے ۔

دل کہ جنبد مے جنباند عرش را　　　دل بجنبد با سرود و سر ہوا

جو ان دس صفتوں کو نہ جانے صاحب کلب ہے کہ دنیا جیفہ کی طلب ہے پس مجلس اہلِ قلب اور اہلِ قلب کی درست نہیں آتی۔ کہ قلب ظاہر اور باطن اس کو مشرو ھًا دکھلاتا ہے۔ پس جس کا ظاہر باطن ایک ہو عیب نہیں ہے۔ کہ یہ فیض خدا سے عطا ہو ۔

جاننا چاہئے کہ دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کُل اور جُزو اللہ کے نام میں لپٹے ہیں۔ اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کا نام اللہ کے ذکر سے جوش مارے اور زبان کھولے اللہ اللہ اللہ کی ضرب سخت دل پر مارے خروش اسم اللہ سے بیہوش اور بیخود ہو۔ پردہ ظلمانی اور نفس شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدہ حقیقی اور راہِ محمدی منہ دکھائے ۔

چناں کن اسم را در جسم پنہاں
کہ مے گردد الف در بسم پنہاں

جب اس مقام پر اللہ کا طالب پہنچتا ہے تو ظاہر حرام کھاتا ہے۔ باطن میں مجلس محمدی میں مدام ہے۔ وہ حرام غضب اور غصہ اور حرص اور حسد ہے۔ ان مراتب کو خلیق شریف لطیف کہتے ہیں یعنی صاحب التفات۔ فقیروں کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے کہ ذاکر اور شاغل کو ہر طاعت میں قال دوسرا اور حال دوسرا ہے اور وہم و خیال دوسرا اور ہر لحظہ جان دیگر جگر دیگر اور بیان دیگر اور لسان دیگر رات دن خونِ جگر کھاتے ہیں مجاہدہ اور خواب

اُن کا وحدت ہے۔ اور تن پر لباس شرع محمدی کا پہنے پیالہ معرفت کا پی رہے ہیں ٭
جب فقیر ان مراتب پر پہنچے اُس کو ایک وجود کہتے ہیں یعنی حق سے سُنتا ہے اور حق سے کہتا ہے اور حق ڈھونڈھتا ہے اور حق دیکھتا ہے۔ اور اس مقام کو حق الیقین کہتے ہیں وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور نیز مقام ایک وجود وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ہے یعنی محقق عارف باللہ جو آواز سنتے ہیں اللہ کے نام سے سنتے ہیں۔ اور جو اُن کی زبان سے نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔ حدیث ہے كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ جو برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے ٭

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے رَاَيْتُ شَيْئًا رَاَيْتُ اللّٰهَ یعنی دیکھا میں نے صفت سر قدرت میں کہ اللہ ہے۔ اہلِ ذات کی نظرِ صفات پر مقامِ ناسوت کا تماشا اور نظر ذات کی ذات پر لاہوت کا تماشا ٭

اور لاھوت دو قسم ہے (۱) نہایت (۲) لامکان۔ اس حقیقت اہلِ ذات کو کیا جانے ناسوت پُرخطرات پریشان جائے کہ ذاتِ قدرت ہے ہمہ از وست در مغز و پوست ؎

رہ نما بد بہر مشتاقی　　　رفت فانی چو یافتم باقی

جان کہ اول اسم ذات لوزمیں اور آسمان اور پہاڑ پر امانت بھیجا۔ اس کی برکت اور بزرگی اور عظمت کا بار نہ اٹھا سکے۔ سب بیزاری لائے۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ٭

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ط	ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر۔ پس انہوں نے انکار کیا۔ اور روگردانی کی اور انسان نے اُٹھا لیا تحقیق وہ ظالم اور جاہل تھا ٭

؎ خوش آں روئے کہ از چشم بد اندیشاں باشد
خوش آں خاکے کہ چوں خرما بجیب استخواں باشد

؎ پردہ بود مرا شعلہ چو اخگر گشتہ　　　خوش نشینم بہ سرا پردہ خاکستر خویش

جو دل دُنیا کی محبت سے افسردہ ہو گیا ہے اس پر وعظ اور نصیحت کیا نفع دے۔ کیونکہ وہ انتہائے حُبِّ دُنیا اور حرص اور اوصاف ذمیمہ سے مُردہ ہو گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اے محمد طرف پروردگار کے رغبت کر ٭

مصنف کہتا ہے کہ اگر تجھ کو بادشاہی ملک سلیمانی کی دیں اُس سے بہتر ہے کہ ایک مرتبہ جمعیت کے ساتھ یا اللہ کہے کہ حشر کے روز اُس کا پلہ بمقابلہ بدی کے بھاری ہو اس روز اللہ کے نام کی قدر معلوم ہو گی۔ دُنیا فانی ہے اور اسم اللہ باقی جیسا کہ خاقانی کہتا ہے ؎

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب مصنف ؎

بہ از ملک سلیمانی برآید از دم فانی ۔۔۔ در انجا دم نہ گنجد مقام اللہ سبحانی

جان کہ آدمی افضل ہے کوئی شے اُس کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی اور جو کچھ پیدا ہے آدمی کے واسطے ہے اور آدمی واسطے پہچاننے حق کے۔ پس جو معرفت حق کی طلب نہیں کرتا اُس کے اوقات پر لعنت ہے کہ آدمی ہو کر گاؤ خر ہو جاوے۔ اور بروز قیامت دیدار حق کی امید نہ رکھے ؎

مورم اما عوض گوشۂ بے توشہ خویش ۔۔۔ نہ پذیریم اگر ملک سلیمانی بخشند

؎ از عمر یک دو روزۂ تنگ اند عارفاں
اے بے شعور طالب عمر دوبارۂ

؎ عمر بہار عارف ہم دم بود خدا ۔۔۔ عمر خزاں آنکہ بود از خدا جدا

ملک سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باللہ ملک کو نہیں اختیار نہ کرے وہ آدمی مرد ہیں کہ نفس قید در ہیں۔ اَلدُّنْیَا بَحْرٌ وَّالْاِنْسَانُ حُوْتٌ وَّالْمَرَضُ شَبَکَۃٌ وَّالْمَوْتُ صَیَّادٌ۔ دُنیا دریا ہے۔ اور انسان مچھلی اور مرض جال اور موت شکاری ہے۔ قیامت کے دن اُمید رکھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ جو یہاں اندھا ہے وہاں بھی اندھا ہے ؎

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است ۔۔۔ در قیامت ز لذّت دیدار

اور ولی مادر زاد حق تعالے کو کسی وقت آپ سے جدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال اور اقوال اور احوال اور افعال اور اعمال میں اللہ تعالے حاضر و ناظر ہے ؎

کور مادر زاد کے بیند صفا
روز و شب با خود پرستی سر ہوا

اندھا مادر زاد کب صاف دیکھتا ہے رات دن خود پرستی اور ہوا میں ہے ❖

قولہ تعالیٰ - وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ہ مَا
ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ۚ وَمَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰی ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ۙ
عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْمِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ۙ
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ؕ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۚ فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ؕ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَاٰی ہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا يَرٰی ہ
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ۙ عِنْدَ
سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ہ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ؕ
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی ۙ مَا زَاغَ الْبَصَرُ
وَمَا طَغٰی ۙ

(لوگو!) ہم کو شہاب (ستارے) کی قسم جب وہ
(آسمان سے) ٹوٹتا ہے کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ تو
(راہِ راست سے) بھٹکے اور نہ بہکے اور نہ اپنی خواہش
نفسانی سے باتیں بناتے ہیں (بلکہ) یہ (قرآن جو پڑھ
کر سناتے ہیں) وحی (آسمانی) ہے جو ان پر نازل کی جاتی
ہے (اور) ان کو (جبریل فرشتہ) تعلیم کرتا ہے جس کی
(روحانی) طاقتیں (بڑی) زبردست ہیں (اور) جس کی
(جسمانی) قوت بھی بڑی زبردست ہے جس وقت وہ
(آسمان کی) ایک طرف اچھی اونچی جگہ میں تھا (اپنی اصلی صورت
میں) سارے کا سارا پیغمبر کے سامنے آ کھڑا ہوا پھر اُن
سے نزدیک ہوا اور (اتنا اُن کی طرف کو) جھکا کہ (دو لوگ
ہیں) دو کمان کی قدر کا فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) کم
اس وقت خدا نے اپنے بندے (محمدؐ) کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا (اُن کے) دل نے
اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا پیغمبر جو (جبریل کو) دیکھا کرتے ہیں تو کیا تم لوگ اُن سے اس بات پر جھگڑتے
ہو حالانکہ جھگڑنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ انہوں نے تو (معراج کے وقت) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس
جہاں (نیک بندوں کے) رہنے کی جگہ بہشت ہے جبریل کو ایک دفعہ اور بھی (اصلی صورت پر اپنے
پاس آیا ہوا) دیکھا ہوا تھا جب کہ (اُس) سدرہ پر چھا رہا تھا (یعنی نور) اس وقت بھی پیغمبر کی نظر نہ
(کسی طرف کو) بہکی اور نہ (جگہ سے) اُچٹی ؞

بلبل نیم کہ نعرہ زنم دردِ سر کنم ۔ پروانہ وار سوزم و دم بر نیاورم
پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم ۔ مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

اللہ تعالیٰ کا قول ہے یٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِيْمَ اے آگ تو ٹھنڈی
ہو جا اور سلامتی ابراہیم پر ؞
زندہ دل سب خلیل ہیں اور مردہ دل بخیل ؞
جان کہ فقر ایک صورت ہے ملیح اور اس کا وجود غرق مع اللہ بذکر اللہ تسبیح اور فقر خوبصورت
اور سرخ رو کہ دو جہان اُس پر مبتلا اور حیران ہیں اور غمگین اور پریشان ہیں۔ اور جو باطن

ہیں یہ سلطان الفقر کا دیکھتا ہے لا یحتاج صاحب لفظ ہوتا ہے۔ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ حدیث ہے یعنی فقیروں کی زبان اللہ کی تلوار ہے۔ مثل کُنْ فَیَکُوْن کے ازل کی سیاہی اس کی زبان پر باقی رہی۔ اس کا قلم اور نظر لوح محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی ہوگئے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جائے۔ تیزیہ ہے کہ صدقہ فقرا کو دے اور اللہ کی رضا ہاتھ میں الصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ حدیث ہے صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ بجھا دیتا ہے۔ اگر تو فقیر کو رات دن گریاں دیکھے۔ تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے بار نہیں اٹھا سکتا اور اگر ہنستا دیکھے خدا اُس پر ناخوشنود۔ فقر درمیان میں ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔

جب فقیر صاحب باطن کو دلیل اور وہم اور توجہ اور نظر اور گرانی دل کی ہوتی ہے خراب ہوتا ہے اور چونکہ صاحب باطن کو ذکر حضوری ہے۔ اس کو کیا حاجت خرابی اور دوری کی ہے۔

شرح جسمانی ولایت کا شہر خدا کے شہروں سے مشاہدہ کیا کہ سو ہزار لطیفوں اور حکمت سے آراستہ اور قدرت کے ظرائف سے پیراستہ ہے۔ اس کو مدینۃ القلب کہتے ہیں۔ اور اس شہر کے گرد ایک گنبد ہے کہ اس کا نام دماغ ہے اس پر چھ کھڑکیاں ہیں۔ کہ ہر ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہے۔ دو کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں اور وہ دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اس کو شاہ عقل کہتے ہیں۔ جب شاہ عقل جس سر کی آرزو کرتا سوائے اس کھڑکی کے کہ اس سے مدرک ہو سکے ممکن نہ ہوتا چونکہ اسرار نہانی کا دیکھنا چاہتا بقصد بھیرنے کے آنکھ کی کھڑکی پر آتا۔ اور اگر خواہش آواز اور حروف کے دریافت کرنے کی ہوتی ہے آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے اور اگر خوشبوؤں کے سونگھنے کا ارادہ ہوتا ہے ناک کی کھڑکی پر۔ اور جب شاہ عقل سن صغیر میں تھا سات آدمی امرائے دولت اور ارکان مملکت سے بطریق تغلب طاغی اور باغی کے ہو کر عقل کو دماغ کے گنبد میں بند کئے ہے اور مدینۃ القلب کے متصرف ہوئے۔ ایک نفس امارہ کہ وکیل مطلق ہے دوسرا شہوت میر غرض۔ تیسرا غفلت کہ عشر یعنی خراج یاد اور رشتہ کا تحصیل کرنے والی ہے چوتھے لعب ندیم مجلس۔ پانچویں غرور سلاح دار۔ چھٹے حرص میر سامان۔ ساتویں طمع فوطہ دار القصہ جب شاہ عقل سن بلوغ ورشد کو پہنچا، منتظر ہوا اور امید رکھے کہ عالم غیب سے مدد پہنچے اور باغیوں کی اذیت سے خلاصی پا دے اور سلطنت کے احکام اپنی مراد کے موافق

کرے۔ ایک روز دماغ کے گنبد میں منتظر اور متامل تھا کہ ناگاہ ایک نورانی جوان مثل ولی ربانی کے دروازے سے آیا۔ شاہ عقل نے بعد اکرام اور احترام کے اور تحیۃ اور سلام کے اُس جوان کی حقیقت دریافت کی۔ جوان نے کہا میں توفیق الٰہی ہوں۔ کہ نعمت نامتناہی سے مقرون اور مشحون ہوں، مجھ کو تیرے آگے بھیجا ہے۔ میرے ساتھ سچے ارادہ سے بیعت کرتا کہ امر سلطنت تیری مراد کے موافق ہووے۔ اور باغی اور دشمن مقہور ہوں۔ بعد ازاں جس جگہ کہ مجھ کو حاضر کرے گا۔ حاضر الوقت ہوں گا۔

بیان کہ سات آدمی بدکیش اور دشمن رکھتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ سات خیر اندیش ان پر مقرر کرے کہ وہ یہ ہیں۔ اول علم توحید۔ دوسرے شریعت۔ تیسرے حکمت۔ چوتھے دیانت۔ پانچویں ادب۔ چھٹے راستی۔ ساتویں یقین۔ جب ان کی طرف التفات کرے گا۔ تو ان کی موافقت اور مصاحبت سے باغی بھاگیں گے اور بھاگنا غنیمت جانیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ اور ارادت کا گنجینہ ہے اور مجلس شریف سے غائب ہوا اُس وقت شاہ عقل نے بمقتضائے ذات اور امداد توفیق نفس امارہ سے رخصت چاہی۔ کہ تا راستی کو اُس کی ہمدمی سے چھوڑ دے نفس امارہ نے ہر چند دیکھا گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اُس کو مجال نہیں، رخصت دی، بادشاہ عقل نے ندیم اور رفیق اور بشارت تحقیق اُس صدیق کی بھر کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا ؎

شہا ہفت اختر غلام تو باد   زمین و زمانہ بکام تو باد

مجھ کو کیا قابلیت ہے۔ کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں۔ لیکن بسبب حکم جہان مطاع کے عز اشرف میں پہنچاتا ہوں کہ آفتاب روح کی سلطنت کے سات ستارے ہیں کہ فوارہ ملازم سریر سپہر نظیر کے ہیں اور ہمیشہ جاں سپاری میں ثابت قدم اور صاحب سیم ہیں اور بسبب خیر اندیشی کے کہ لازمہ خدمتگاری کا ہے مقدمہ موقف عرض میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں۔ شاہ عقل نے فرمایا کہ راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر تقبیل آستان ملک آشیان کے عرض میں پہنچایا تا مصلحت وہ ہے کہ تنہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کے طواف کی طرف اور عرفان کی نہروں کے مشاہدہ کی طرف آوے اور خود معائنہ فرماویں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب سے منہ طرف خرابی کے لایا اور شارع اصول بند ہو کر واجب طاعت کے اور کمال کے بارے تازہ ہے اور مرغ فکر او ذہن

کے بند ہو گئے۔ اور ادراک بے پرو بال ہوا ؎

زبادِ خزاں بوستاں شد خراب | بنقص آمدہ در چمن سیل آب
نہ قمری و بلبل شدہ سادہ باغ | ترنم سرا شد بجائیش کلاغ

اور بعد مشاہدہ کے نفس امّارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہووے کہ ایسا لطیف باغ اور دلکش اور گلستانِ شریف تمہارے عہدِ وزارت میں کیوں اس خرابی کو پہنچا، ظاہر ہوا کہ سلیقہ تعمیر کا نہیں رکھتے ہو۔ بلکہ اس کی بربادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالکِ معمورہ کی عہد اور اہتمام علم اور شریعت کی طرف چھوڑ دو۔ اس بات کے سننے سے یاس لفات کے عوارض پر اور نا امیدی طبقات کے رخساروں پر ظاہر ہوگی۔ اور ان مقاموں کی امثال سے سرپھیر کر جواب سخن کا موافق سوال کے نہ کہیگا۔ پھر ہجوم کر کے یہ استحقاق وکالت اور وزارت عمدہ دلائل اور حجتیں نہیں قائم کروں گا۔ اور مجلس جنت صفت میں مدعا کا اثبات اگر اہلِ طغیان کو ملزم پا کر تمام ارکانِ دولت کے محضر میں شرمندہ کروں گا۔ جب لشکر اور رعیت اس کی کم دانشی پر واقف ہوگی۔ اس سے روگرداں ہوگی اور وکالت اور وزارت ہمارے تصرف میں آ ویگا۔ اور بادشاہ بھی مقصود پر خاتمہ ہوگا۔ شاہ نے موافق تعلیم کے باغ ایمان کو مشاہدہ کیا۔ اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا۔ ہرگزنہ کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہیں گے۔ مگر وہ سردار اہلِ بہشت ہوگا۔ اور قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کرینگے ✣

حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو بعد نماز صبح آفتاب نکلنے تک اور بعد نماز عصر غروب تک کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے اور درمیان میں کلام نہ کرے خدائے تعالےٰ پر حق ہے کہ اس کو بہشت میں داخل کرے اور اس سے کچھ نہ پوچھے اور وہ ستر آدمی کی شفاعت کرے کہ جن پر دوزخ واجب ہوا ہو ✣

حضرت پیغمبر مفخر موجودات نے فرمایا ہے۔ کہ جو درمیان وضو کرنے کے کلمہ طیبہ پڑھے تو جو قطرہ کہ پانی کا ٹپکے حق سبحانہ وتعالےٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اس کلمہ کو کہیں گے اور اس کا ثواب پڑھنے والوں کو دینگے ✣

حضرت پیغمبر صاحب المعجزات نے فرمایا ہے۔ کہ سوتے وقت دس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے ایسا ہو کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا ✣

اور فرمایا ہے کہ میں جاتا ہوں اور تم کو کلمہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں۔ پس خود آپ کو اس کی پناہ میں رکھے دوزخ سے نجات پاوے پس تم پر لازم ہے۔ کہ اس کلمہ کو بہت پڑھو تاکہ بہشت میں بلند درجے پاؤ ✤

اور فرمایا ہے کہ مرتے وقت جس کا آخری کلام یہ کلمہ ہو اس کو بہشت ہے ✤

اور فرمایا ہے جو تنہائی میں دوسو بار پڑھے۔ اس کو ثواب حج اکبر کا ملے ✤

اور فرمایا ہے کہ اس پر رضوان اکبر واجب ہووے ✤

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عمران پر وحی کی کہ اے موسیٰ امت محمد رسول اللہ سے ایک قوم ہوگی کہ بلند آواز پر بہادر ہوگی اور چلا کر کہیگی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وہ ہمارے دوست ہیں۔ اول اپنا دیدار ہم اُن کو دکھائیں گے۔ اور قیامت کے دن پیغمبروں کے برابر ثواب دینگے ✤

اور فرمایا ہے جو بعد نماز صبح کے ۱۰ بار اور بعد نماز ظہر ۲۰ بار۔ اور بعد نماز عصر ۳۰ بار اور بعد نماز مغرب ۴۰ بار۔ اور بعد نماز عشا ۵۰ بار اور بعد نماز وتر ۶۰ بار کلمہ طیبہ پڑھے اس کے واسطے ۶۰ پیغمبروں کا ثواب لکھا جاوے اور بہشت میں ۶۰ شہر اور ہر شہر میں ۶۰ محل اور ہر محل میں ۶۰ گھر اور ہر گھر میں ۶۰ تخت اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہوئی ہو بنائے جاویں۔

اور فرمایا جو سو بار روز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے قیامت کے دن اُس کا منہ مثل چودھویں کی چاند کے روشن ہو ✤

اور فرمایا ہے تنہا خود زکوٰۃ ادا کرو کلمہ طیبہ کہنے سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ✤

اور فرمایا ہے جو روز سو بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہ بہشت کا پسندیدہ توشہ اس کو ہو ✤

اور فرمایا ہے جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو اُس کی سانس سے ایک سبز پرندہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے پر مرصع موتی اور یاقوت سے ہوتے ہیں اور وہ عرش کے نیچے جاتا ہے اور کانپتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے پرندہ ساکن ہو۔ وہ کہتا ہے خداوندا کیونکر ساکن ہوں کہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو تو نہیں بخشتا ہے فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے بخش دیا اُس کو فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

اہل معنی کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام پر خطاب ہے اور مراد اُن کا غیر ہے۔ اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام دانا تھے۔ کہ سوائے اس کے اور خدا نہیں ہے جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ یہ دلیل ہے کہ خطاب آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد غیر ہے ؂

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ افضل الذکر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے۔ چنانچہ پیغمبر سرور کائنات نے فرمایا ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے ؂

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نقصان اور نفع اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا نہیں ہے مگر اللہ تعالےٰ ؂

اور سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے یہ معنی ہیں کہ لَا ضَآرَّ وَلَا نَافِعَ وَلَا مَانِعَ اِلَّا اللہُ اور وہ اہلِ توحید اور توکل ہے ؂

فرمان اس جملہ پر ہے کہ اس پر بخشش مومنوں کی ہے اور تمہاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے مگر خدائے تعالےٰ ؂

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب اپنے اور مومنوں کے واسطے بخشش چاہے تو دل حاضر رکھ۔ جیسا کہ خبر میں ہے مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَحْضُرْ قَلْبُهٗ مَعَ لِسَانِهٖ لَمْ يُغْفَرْ جس نے مغفرت چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ نہیں بخشا جاویگا ؂ اے عزیز! دل کا اغنیا رہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اُس کو بخشدیا ہے۔ کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ شاہد ہے ؂

پس جب حضرت عزت بخشش چاہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو چاہئے کہ مومنین کی بخشش چاہیں۔ جیسا کہ مہتر خلیل نے رب جلیل سے سوال کیا کہ کسی گنہگار کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ بخشش چاہنے والے گنہگار کو۔ خداوند تمہارے جانے اور رہنے کی جگہ جانتا ہے کہ جہاں تم گناہ کرتے ہو اگرچہ پوشیدہ کرو پس چاہئے۔ کہ بخشش چاہو۔ اگر آمرزش کو میں رفیق رکھونگا تمہاری جگہ بہشت ہے اور اگر توفیق نہ دوں دوزخ ہے ؂

اے مومن ایک نماز ہے کہ اُس کو صلوٰۃ الذاکرین کہتے ہیں اُس کو پڑھ کہ حشر کے روز ... سے اُٹھایا جاویگا۔ اور جو حاجت خدائے تعالےٰ سے چاہے روا ہو۔ تو اس کا تحریر ...

تقریر سے باہر ہے۔ اور وہ چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ پندرہ بار سورۃ اخلاص اور بعدہٗ قیام میں تین سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور ہر رکوع اور ہر سجود اور ہر قومہ اور جلسہ میں چالیس بار اور بعد سلام ۳۶۰ بار ٭

شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار یہ نماز فوت ہوگئی۔ چالیس روز تک ماتم میں اُس کے رہے ٭

اور انہیں سے منقول ہے۔ کہ میں نے ایک رات حضرت پیغمبر سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ اے بایزید اچھی نماز اختیار کی ہے جو اپنی عمر میں ایک بار پڑھ لے بہشت اس پر حلال ہووے اور دوزخ حرام۔ پس اے مومن تو بھی گاہے گاہے یہ نماز گذار تاکہ اس سعادت کو پہنچے ٭

کلمہ شہادت کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہا۔ اللہ تعالےٰ اُس پر آٹھ دروازے جنّت کے کھول دیگا۔ جس سے چاہے داخل ہووے ٭

جان کہ یہ کلمہ خدائے تعالےٰ کی وحدانیت اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کی گواہی ہے اور توحید کی جڑ ہے اور کلمہ شہادت کے کہنے والے کو بہت ثواب ہے چنانچہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جو خدائے تعالےٰ کی یگانگی کی گواہی دے اور میری پیغمبری کی بہشت اُس پر واجب ہے ٭

اور فرمایا کہ جو گواہی دے یگانگی خدائے تعالےٰ اور میری پیغمبری اور دوسرے پیغمبروں کی پیغمبری کی جو میرے سوا ہیں تو سب پیغمبر اُس کے واسطے بہشت کے ضامن ہیں اور میں بھی اُس کی شفاعت کروں گا ٭

اور فرمایا ہے کہ جو باعتقاد درست اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہے کُفر اور نفاق اس سے بیزار ہوتا ہے اور بہ شمار ہر کافر اور منافق کے اُس کے نامۂ اعمال میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی جگہ بہشت ہے ٭

اور فرمایا ہے کہ جو باخلاص دل اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہے۔ خدائے تعالےٰ اس پر دوزخ حرام کریگا۔

اور فرمایا کہ کلمہ شہادت بہت کہو کہ وہ تمہارے لئے دوزخ سے سپر ہو جائیگا ✣

اور فرمایا کہ جو وقت مرنے کے کلمہ شہادت پڑھے ناپدید ہوں اُس سے گناہ ✣

اور فرمایا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا ایک نور کا ستون ہے جب بندہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے وہ ہلتا ہے۔ حق تعالےٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ٹھہر۔ وہ کہتا ہے کہ کیونکر ٹھہروں کہ تو نے کلمہ شہادت کہنے والے کو نہیں بخشا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں نے بخشدیا۔ پس ستون ساکن ہو جاتا ہے ✣

اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَیُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دن میں سو بار کہے اس کو ثواب دس غلام آزاد کرنے کا ہوتا ہے اور سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو بدی اُس کے اعمال نامہ سے دور کیجاتی ہے اور شیطان سے امان ہوتی ہے اُس دن اور رات میں۔ اور اس قدر ثواب کوئی نہیں پاتا۔ مگر جو اُس کی مانند کلمہ توحید کہے ✣

اور آپ نے فرمایا ہے کہ گواہی دو اور کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَابْنُ اَمَتِہٖ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ خدائے تعالےٰ تم کو بہشت میں داخل کریگا۔ جس عمل سے کہ ہو ✣

اور فرمایا ہے کہ مہتر جبریلؑ نے مجھ سے کہا کہ خوشی ہو تم کو اُمت کی خوشی کے ساتھ کہ جو بعد ہر فریضہ کے ۳ بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی نماز قبول کرتا ہے۔ اور ہر رکعت کا ثواب اسّی برس کی عبادت کا اُس کو لکھتا ہے۔ اور جو بعد نماز صبح کہے خدا تعالےٰ اُس کے گناہ بخشتا ہے اگرچہ مثل کف دریا کے ہوں ✣

اور فرمایا ہے کہ جب مومن مقابلہ پر گذرے اور یہ کلمہ پڑھے۔ خدائے تعالےٰ اُس گورستان کو منور کرتا ہے اور کہنے والے کو بخشتا ہے۔ اور ہزار ہزار نیکی اس کے نام لکھتا ہے۔ اور بدی مُعاف کرتا ہے ✣

اور فرمایا ہے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کہے۔ خدا تعالےٰ دس ہزار نیکیاں اُس کے نام لکھتا ہے ❊

اور فرمایا ہے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ ہ کہے اُس کے واسطے خدائے تعالےٰ بہشت لکھتا ہے اگرچہ وہ دوزخی ہووے ❊

اور فرمایا ہے کہ جو بازار میں آوے اور کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ اللہ تعالےٰ چالیس ہزار نیکیاں اُس کو عطا کرتا ہے۔ اور چالیس ہزار بدی دور کرتا ہے ❊

اور فرمایا ہے کہ جو باوضو ایک مجلس میں سو بار کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ جو حاجت خدا تعالےٰ سے چاہے بر آوے ❊

اور فرمایا ہے کہ جو جنازہ دیکھ کر کہے کہ تو ہر تن مولے شمار سے ہزار ہزار نیکی اُس کے اعمالنامہ میں لکھی جاویں اور بدی دور کردی جاویں اور اُس کا درجہ بلند ہووے ❊

اور فرمایا ہے کہ جو چار بار کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَکَفٰی بِکَ شَھِیْدًا وَّاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلٰٓئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ خدا تعالےٰ اُس کی آزادی دوزخ سے لکھتا ہے ❊

اور فرمایا ہے جو کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ انگشت سبابہ کھڑا کرے۔ جب گور سے اُٹھے سب اُنگلیاں اس کی کہیں کلمہ مذکور۔ پس حق تعالےٰ اُس کے واسطے براق بھیجے کہ اس پر سوار ہوئے اور میدانِ حشر میں حاضر ہو۔ اور وقت کہنے کلمہ شہادت کے اُنگلی کھڑی کرنا مستحب ہے اور التحیات میں جب کلمہ شہادت پڑھے۔ تو بعض علما کے نزدیک رفع سبابہ سُنّت ہے اور بعض کے نزدیک بدعت ہے ❊

اور فرمایا کہ جو جمعہ کی رات کو ۱۰۰ بار کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ خدائے تعالیٰ اس کو اپنے دوستوں میں لکھے ۔

اور فرمایا ہے جو غروب آفتاب کے وقت دس بار کہے خدائے تعالیٰ اُس کی طرف فرشتہ بھیجے کہ اُس کی حفاظت کریں اور دس غلام کی آزادی کا ثواب ملے ۔

اور فرمایا۔ کہ بعد ہر نماز کے جو کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اُس کو ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے ۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمیوں کو بشارت دے کہ جو کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اُس کو بہشت ملے ۔

اور فرمایا کہ جو اپنے بچھونے کی طرف آوے اور کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔ اُس کے گناہ دور ہوں۔ اگرچہ مثل دریا کے ہوں ۔

اور فرمایا جو پہلو پھیرے اور کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ آخر تک۔ اُس کے اعمالنامہ میں ثواب رات دن کی عبادت کرنے والوں اور دن کے روزہ رکھنے والوں کا لکھا جاوے ۔

اور فرمایا جو بیدار ہو کر پڑھے اس کو ثواب ستر سال کی عبادت کا ملے ۔

اور فرمایا جو آفتاب نکلتے وقت دس بار کہے اس کو اس قدر نیکیاں ملیں کہ جس قدر چیزیں آفتاب سے چمکیں ۔

اور خداوند تعالےٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی ہے۔ اور فرمایا ہے شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ گواہی دیتا ہے اللہ تعالےٰ اس امر کی بہ تحقیق وہی ہے خدائے تعالےٰ نہ دوسرا۔ اور گواہی دیتے ہیں فرشتے اور صاحبانِ علم قائم ہیں عدل کے ساتھ۔ نہیں ہے خدا۔ مگر وہ غالب حکمت والا ۔

جان کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی وحدانیت بہت جگہ بیان کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ اور قولہ تعالیٰ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اور اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اور سب پیغمبر اور فرشتے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور وحدانیت کے مقر ہیں۔ اور اُس کی طاعت میں مشغول ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے :-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّ قُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ اُن کی نماز ہے وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اُن کی صفت اور اُولُو الْعِلْمِ صاحب دانش بھی اُس کی خدائی کے مقر ہیں جو صاحب عقل ہو گا اُس کا شریک نہ کہیگا۔ اور سب وحوش و طیور اُس کو پہچانتے ہیں - چنانچہ اُس کا قول ہے :-

یُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَ لٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

پس اے بنی آدم تو اس کو کیوں نہیں پہچانتا۔ کہ اس نے سب کو اپنے کو پہچنوا دیا ہے بطفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ؛

بیت۔ مصنّف کہتا ہے ؎

لعنت بر کار کافر ہمتے بر کار دین   عارفاں و اولیا ایہمہ از حق بیں

جان کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چار چیز کا محتاج ہے اول صدق قلب کہ جس میں یہ نہیں منافق ہے۔ دوم حرمت کہ جس کو یہ نہیں فاسق ہے سوم حلاوت جس میں یہ نہیں ریا ہے۔ چہارم تعلیم جس کو نہیں بدبختی ہے ؎

نجات مردم جاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   کلید قفل جناں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین   در اکہ و وزباں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
نبود ملک دو عالم نبود چرخ کبود   کہ بود قبل زماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ ابیات ؎

نجات جان ہے بس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ   رہِ جناں ہے بس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
نہیں ہے خوف یہاں کچھ جہنم و شیطاں کا   کہ بر زباں ہے بس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
نہ تھے ملک دو عالم نہ تھا چرخ کبود   مگر تھا قبل زماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جس کسی کو کلمہ تاثیر کرے وہ آدمی کلمہ سے ناخبر نہ کرے اور کلمہ جس کی زبان کھولے ایک دم وہ اُس کے ذکر سے باز نہ رہے جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہا بلاحساب اور عذاب جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللّٰہ اگر زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا۔ اگر زنا کرے اور چوری کرے ❖

مطلب اس کا یہ ہے کہ حرام کھائے۔ اور نفس کو انصاف سے زنا اور شرک اور کفر اور غرور سے اور تفسیر کے ساتھ کلمہ پڑھے خفی اور جہر سے اور کوچہ و بازار اور دریا و بحر میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور کلمہ سے منافق اور کافر مانع ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جائے نفس کلمہ سنت کہ روا ہے۔ بہر طریق کلمہ پڑھنا روا ہے ❖

حدیث ہے (مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ) جس شخص نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اُس کے گناہ میں سے ایک ذرہ نہیں رہتا۔ تو کلمہ طیبہ کو کیا پہچانتا ہے۔ جب تو نے خدا تعالےٰ کے موجود ہونے کا اقرار کیا۔ پھر دوسرے کے پاس التجا، کیا ضرور ہے۔ اور دوسرے سے ڈرنا سب کفر اور شرک ہے ❖

حدیث ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَالْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ اور کلمہ کہنے والا مخلص خاص ہے لہمیشہ اللّٰہ کے ساتھ اور سیف زبان ہے ❖

جان کہ مصنف کہتا ہے بعد نفس کے مرنے کے جو گناہ واقع روح کے ذمہ ہے۔ نفس کہتا ہے مجھ کو اطلاع نہیں ہے کہ فعل بد روح کی زندگانی سے تعلق رکھتا ہے اور جو بعد مرنے کے گناہ ہو وہ میرے ذمہ ہے۔ پس روح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے۔ اور روح نفس کے ہاتھ سے حیران اور پریشان ہے۔ نفس دروغ گو اور فریب دہندہ ہے چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہووے چاروں جلتے ہیں اور معذب ہوتے ہیں سخت عذاب کے ساتھ۔ یعنی قلب اور قالب اور روح اور نفس۔ پس کافر کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن اور مسلمان کے چاروں مومن اور مسلمان ہیں ❖

اگر نفس، وجود میں بادشاہ ہووے اُس کا دل وزیر ہے۔ جان کہ گویا ہے فقر کے وعظ اور پند سے اور خاموشی فقر کی راز۔ اگر آے دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر نہ آئے خدا تعالےٰ بے نیاز ہے ❖

حدیث مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّ جَدَّ وَجَدَ جو فقیری کے مرتبہ کو پہنچتا ہے اُس کو کوئی بات

اور سرود خوش نہیں آتا اگرچہ مثل حلق داؤد کے ہو *
جان کہ سر واسطے سجود کے ہے اور تن واسطے طاعت کے اور زبان واسطے ثنا کے اور دل واسطے ذکر کے اور روح واسطے فکر کے اور ہاتھ واسطے سخاوت کے اور آنکھ واسطے دیکھنے حق کے اور قدم واسطے کھڑے ہونے عبادت کے اور کمر واسطے باندھنے امر بالمعروف کے اور کان واسطے کلام اللہ سننے کے۔ پس سرود ملعون کی جگہ کہاں ہے۔ مولا کی راہ کے سب راہزن ہیں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ایہا الناس جہاں جائے تن آسانی نیست	مرد دانا بجہاں داشتن ارزانی نیست
بچہ دیو ببازی در ریاضت بشکن	کیں بسر پنجگئے ظاہر جسمانی نیست
صد ره از پیرہ نفس کہ در راہ خدا	مرد افگن تر ازیں غول بیابانی نیست
طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی	صدق پیش آر کہ اخلاص بپیشانی نیست

سعدیا گرچہ سخندانی مصالح گوئی
بعمل کار برآید بہ سخندانی نیست

مصنف عمل وہ ہے کہ قلب کی صفائی سے ہو۔ اور مطلب سوائے خدا کے نہیں ہے اور شریعت راہ ہے اور بے شریعت گمراہ۔ مَنْ تَنَاهِيْ عَنِ الدِّيْنِ عَنْ مَلَاءُ اللّٰهِ فَاعِلُهٗ اِيْمَانًا جو بدعت سے انکار کرتا ہے خدائے تعالےٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے *
اکثر آدمی بدعتیں رزق کے واسطے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے کہا ہے۔ کہ رزق چار قسم کے ہیں *
اوّل رزق مقسوم کہا ہے۔ دوم رزق مضمون۔ سوم رزق مملوک۔ چہارم رزق موعود جدا اس کے یہ تمثیل کی ہے کہ رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں تقسیم ہو گیا۔ اور لوح محفوظ میں لکھا ہے جو قسمت میں ہے بیشک پہنچیگا *
دوسرا رزق مضمون کہ جو چاہئے اُس کو پہنچے اس کی روزی سے یعنی حق تعالےٰ رزق دینے کا ضامن ہے جیسا کہ کلام اللہ میں ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا جو زمین کے رہنے والے ہیں اللہ تعالےٰ پر اُن کا رزق ہے *
تیسرا رزق مملوک یہ ہے کہ اس کا ذخیرہ ہووے۔ درم اور جامہ اور اسباب دیگر سے کہ تجارت کرے۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُس سے کوئی چیز پیدا ہووے۔ اور

روزی پہنچے ✽

چوتھا رزق موعود یہ ہے کہ جو ہر وقت پہنچتا ہے ✽

مصنف کہتا ہے کہ رزق کی تمامیت دو قسم کی ہے۔ ایک حلال خاص نصیب عارفوں کا خدائے تعالےٰ کے خواستہ کے مطابق ہے اور خاص ہمیشہ توکل اور قناعت میں ہیں وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسْبُہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کو ایک مخرج پیدا کرتا ہے اور بے حساب رزق دیتا ہے اور جو اللہ تعالےٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کو کافی ہے تحقیق اللہ تعالےٰ پہنچانے والا اس کے امر کا ہے تحقیق اللہ تعالےٰ نے ہر شے کے واسطے ایک مقدار پیدا کی ہے ✽

اور رزق عام کا حرام ہے جیسا کہ ظلم مردہ دل اہل نفاق کاذب رزق کی طلب میں ہوا کے تابع تھا مکر آواز سرود کی آواز شیطان کی ہے۔ اور حقیقت اہل سرود کی یہ ہے کہ وہ ہوائے نفس میں مبتلا اور بیدین ہے ۔

آں سرودے دیگر است سنت رسول | قتل سازد نفس را اہل وصول
عارفاں بے نغمہ مطرب مست حال | منتہی او خاص از وحدت وصال

اے مرد معلوم کر کہ آواز دو قسم کی ہے۔ ایک آواز رازِ رحمانی سے جیسے قرآن کی تلاوت اور ذکر سبحانی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مشفق قدرت اللہ سے ہے جو ہر غبار نہ لاوے کہ ادا ہے دوسری آواز ماسوئے اللہ کہ اس سے ہوائے شیطانی پیدا ہووے ✽

اے خاموش با عارفوں کی حقیقت یہ ہے خموشی اور غرق با مولا یلا مکر خدائے تعالےٰ کی صحو ہے۔ اور گویائی یلا حق کے لہو۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید ہے اور نفس پر وہ مالک ہوتا ہے کہ صاحب دل ہو۔ اور صاحب دل وہ ہے کہ جب مرشد صاحب دل اللہ کے دل پر اسم اللہ کا منقش کرے۔ اس کی برکت سے تمام اس کا دل روشن ہو جاوے ✽

جان کہ ابتدا قرآن کی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی ب سے ہے اور انتہا قرآن کی مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کے س سے تمامیت ختم قرآن کی روح دل پر صحیح پڑھے۔ بعد ازاں لوح محفوظ سے تکرار کرے۔ حدیث۔ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ

قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَتُهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ یعنی جس نے مجھ کو طلب کیا پایا اور جس نے پایا اُس نے مجھ کو پہچان لیا۔ اور جس نے پہچان لیا اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا۔ اور جس نے مجھ سے عشق کیا، میں اُس کو قتل کرتا ہوں۔ اور جس کو میں قتل کرتا ہوں اُس کا بدلا مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلا میں خود ہوں ؎

شد مزورئ کشتن آں خویش داد — شوقِ وحدت خویش را درویش داد
گشت فارغ آئینہ از ہر مقام — نام اللہ ختم شد بر من تمام

حدیث ہے اَلْعَافِیَةُ عَشْرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ فِی السُّکُوْتِ وَوَاحِدٌ فِی الْوَحْدَتِ عافیت کے دس جزو ہیں، نو خاموشی ہیں اور ایک وحدت ہیں ٭

جان کہ اُن کی جان کندنی کے وقت حضرت عزرائیل کے اوپر تجلّی ہوتی ہے پس جب عاشق اُس کی تجلّی کو دیکھتا ہے مست ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے قدرت الٰہی سے نکل آتا ہے اور حضرت عزرائیل اس کو مثل آئینہ کے تجلّی کا روصفا دکھاتے ہیں اور ہاتھ اس کی جان کو نہیں لگاتے اور منہ دیکھنے سے آئینہ میں خوش وقتی ہے ٭

اور عزرائیل اہل دُنیا کی جان یوں قبض کرتے ہیں جیسے مُرغ زندہ کو سیخ میں کر دیں۔ اور آگ پر رکھدیں اور جان کباب ہووے۔ نعوذ باللہ منہا ٭

پس سُن لے اے دُنیا والے دُنیا خراب ہے اور اُس کے رکھنے والے بھی خراب جو دُنیا کا نام ایک بار محبت سے لیتا ہے ستر روز اس کے دِل کی سیاہی دُور نہیں ہوتی اگرچہ ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے ٭

حضرت سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو اختیار نہ کیا کیونکہ وہ رسم کفار کی ہے اور ابوجہل کی۔ اور ابوجہل فقر محمدی کے خلاف ہے۔ مجھ کو اُس قوم سے تعجب ہے کہ فقر محمدی سے ذلت لیجاویں اور شرمندہ ہوں۔ اور مراتب ابوجہل سے خوش ہوں اور فخر کریں اُمت محمدی سے۔ یہ کیونکر ہوگا۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ جو جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اُسی سے ہے ٭

قیامت کے دن کسی دُنیا دار کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ چنانچہ قبر سے اُٹھینگے تو پشت بہ قبلہ ہونگے ٭

اوّل اللہ کے طالب کو نفس کی آفتیں پہچاننا چاہیئے۔ کہ نفس شہوت کے وقت کور اور بے صبر اور بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے چار پائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون ہے۔ اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خوار۔ اور حکومت کے صاحب غضب اور ظلم فی النّار۔ اور سرود کے وقت زنا کا طالب اور مونس شیطان ہے نفس غصہ کے وقت دیو دیوانہ مجنون جن ہے۔ اور نفس وقت تلاوت قرآنی ذکر رحمانی اور نص اور حدیث اور تفسیر کے اور مسائل اور اقوال مشائخ اور روایت اور ہدایت اور استغراق فی اللہ کے نفس صاحب توفیق رفیق قوی دین مسلمانی پر محرم اسرار حق بار جابہ ہے با خدا ۔

یک قدم بر نفسِ خود نہ واں دگر نہ بر ہوا   یا رضائے دوست باید یا رضائے خویشتن

جان کہ وقت آراستہ کرنے آدم علیہ السلام کے حق تعالے وسبحانہٗ نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے درمیان چالیس ہزار پردہ نفسانیت ظلمانی کے حجاب دُور کردو۔ اسی واسطے آدمی کے وجود میں سر سے قدم تک نفسانیت اور لذت اور کبر اور اسی سبب سے خدائے تعالے سے بعید ہے اور حرام کھاتا ہے اور غیبت کہتا ہے اور جھوٹ اور افعال ناشائستہ اُس کے وجود میں اور ہر ہر مُوئے بدن میں اور رگ و پے میں ہیں۔ اور دل پر سیاہی اور بیگانگی اور بدی ہے۔ اور حلال اور حرام میں فرق نہیں کرتا اور جو زبان پر آتا ہے کہتا ہے۔ اور قیامت کا دن اور موت بھُلا ہے ❊

جان کہ آدمی کے دل پر ایک لاکھ ستر ہزار پردے ہیں جب مرشد کامل کی نظر پڑتی ہے اور ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی آگ جلتی ہے تو مثل شبنم کے خراب پانی اُس سے رواں ہوتا ہے۔ اور وہ نفس سرکش تابعدار ہوتا ہے۔ اس واسطے مرشد کا وسیلہ بہتر ہے کہ اُس کے سبب سے حق کی معرفت کو پہنچے ۔

دست مردے گیر تا مردے شوی

جز بمردان نیست راہ رہبری

اور آدمیوں سے جو تم کو آزار پہنچے رنجیدہ مت ہو کہ یہ مراتب ہیں وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ ہر نبی کے واسطے ہم نے جن و انسان کے شیاطین بنا دئے ہیں ❊

اے عزیز جاننا چاہیئے کہ نفس کیا چیز ہے اور کہاں سے پیدا ہے۔ جان کہ جب

وجود حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ سبحانہ نے پیدا کیا۔ روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس میں داخل ہوئی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پر علم واضح ہوا۔ اور عرش پر نظر پڑی اور کلمہ طیبہ لکھا دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام متعجب ہوئے اور کہا کہ اللہ کے نام کے برابر دوسرا نام محمد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم تیرے فرزندوں سے محمد رسول اللہ خاتم النبیین روز قیامت تیرے شفیع ہونگے حضرت آدم نے کہا بیٹا باپ کی کیونکر شفاعت کر سکتا ہے۔ اس غیرت سے نفس آدم کے وجود میں پیدا ہوا اور حرص اور طمع ظاہر ہوئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دانہ گندم کھایا اور بہشت سے نکالے گئے جیسا کہ معلوم ہے ◆

جان کہ تصور اسم اللہ ذات کی کیا ترقی کیا کہ مصنف کہتا ہے کہ کیا حاجت ہے ہر روز تلاش باغ کی بلکہ ایک مرتبہ نفس زاغ کو مارے۔ دل پر حضرت مولا پیدا ہووے ؎

ہر کہ طالب عقل و نقل و سیم زر معرفت مولا نہ بیند یک نظر

اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ ؎

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں

بیت المقدس است مکن جائے دیگراں

تصدیق القلب ہے طلب مولیٰ خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور دنیا کی طلب خاتمہ بالشر ذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ◆

علم دین چاہئے۔ جان کہ اولیاء اللہ کی قبر کی ہمنشینی کے ساتھ پڑھنا اچھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند کہ پڑھے روحانی خوش ہوتا ہے۔ کہ اس کو کلام اللہ نعمت اللہ دولت عظمیٰ پہنچتی ہے اور روز بروز مراتب ترقی کرتے ہیں اور روحانی نہیں چاہتا کہ کلام پڑھنے والے کا حاجت مقصود کو پہنچے ◆

اگر کوئی چاہے۔ کہ کام ایک رات یا ایک ہفتہ میں پورا ہو، چاہئے کہ پڑھنے والا قبر پہ سوار ہو مثل سواری اسپ کے اور قبر پر ایک تازیانہ مثل کوڑے کے مارے۔ وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت روبرو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فریادی جاتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ پس حضور اسی وقت روحانی کو مقصد پورا کر کر خلاص کراتے ہیں۔ موافق اس حدیث کے اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

جب تم کسی امر میں متحیر ہو پس اہلِ قبور سے مدد چاہو۔ ظاہر اور باطن ہمت فقیر کی باقوت ہونا چاہئے۔ اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ ملک اُس شخص کا ہے جو غالب ہووے ؎

تا نزنی تیغ دو دستی بسے　　　ملک بمیراث نبیا بد کسے

جان کہ جب صاحبِ دعوت، دعوتِ محمدی میں انتہا کو پہنچے۔ تو اُس کے آس پاس چار لشکر غیبی ہوتے ہیں۔ ایک شہیدوں کا۔ دوسرا رجال الغیب ابدال کا تیسرا ارواح انبیا اور اولیاء کا۔ چوتھا فرشتوں موکلوں کا۔ ان چاروں کو حاضرات اولیاء اللہ کی قبر سے ہوتی ہے کہ اہلِ قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں اور عامل کے آشناہ ہو جاتے ہیں اور مدد دیتے ہیں اور ہر جماعت اللہ اور بدوستی محمد رسول اللہ مدد کرتے ہیں۔ اور بوقتِ عاجزی کے اس طریق سے طلب کرے۔ اُحْضِرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ اور ہر ایک کا نام لے بیشک حاضر ہونگے ؛

دُوسری دعوتِ محمدی یہ ہے، جس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے بحکم خدا اور رسول اُس کی نظر میں لڑائی کے ہتھیار مثل سلاح غیب الغیب کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر غصہ ہو وہ شخص غیب سے زخم کھاتا ہے اور بحکم خدا مرتا ہے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ اللہ کے واسطے حُب اور بغض کرے۔ اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ موذیوں کو قبل ایذا کے مار ڈالو اُن کی توجہ اور نظر قاتل ہے صاحبِ راز کا دشمن بیشک بیخواب اور بے جمیت ہوتا ہے۔ اس واسطے فقیر خدا نہیں اور نہ خدا سے جُدا ہیں ؎

مردانِ خدا خدا نباشند　　　لیکن ز خدا جدا نباشند

؎ ہر کہ دارد خبر از باطن فقر　　　قہر قہرش قہرِ حق زیر و زبر

جب فقیر آزردہ ہوتا ہے ماہ سے ماہی تک بلکہ عرش اکبر ہل جاتا ہے ؎

سادہ لوحاں چوں ازیں محشر غافل اند　　　ہم رسوائی نباشد نامہ نوشتہ را

؎ رازِ حق اندر جہاں بر زد آواز　　　خود صدائے کے نگہدارد زراز

راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا جانے۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز ایک حرف ہے کہ وہ حرف اعظم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے اُس کی برکت سے ہر مکان کو پہنچتا ہے ؎

ازاں حرفے بشرفے مصطفےٰ ہست　　　کہ بیروں از کتب سرّ الٰہ ہست

نہ آنجا قطرہ باشد از سیاہی　　　سراسر وحدت است سرّ الٰہی

وحی نامحرم ست زاں دل نوشتہ　　　مقامے کے رسد با دل فرشتہ

جو اس مقام پر پہنچتا ہے علم غیبی فتوحات موافق نص اور حدیث کے مُنہ دکھاتے ہیں۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ٭

شرح نفس امّارہ

عقل اور علم شریعت نے کہا، اے نفس امّارہ تو جانتا ہے کہ تیری خلقت کس چیز سے ہے کہ شاہدانِ بیان ذی وقار اور ناقلان آثاریوں روایت کرتے ہیں کہ آدمؑ نے جب نظر لوح محفوظ پر کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا دیکھا۔ آدمؑ کے دل میں غیرت آئی۔ حضرت آدمؑ نے از روئے غیرت بزبانِ فصیح عرض کیا۔ کہ مَنِ الَّذِیْ اِسْمُہٗ مَقْرُوْنٌ یَا رَبُّكَ خداوندا یہ کس کا نام ہے جو تیرے نام کے برابر لکھا ہے۔ حکم ہوا کہ یہ نبیؐ ہے میرے انبیاء میں سے اور تیرا فرزند ہے تیری اولاد سے اور تیرے گناہ کا شفیع ہے۔ یہ سُن کر آدمؑ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا۔ کہ باپ بیٹے کی شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کی شفاعت کرے ٭

اُس وقت خطاب ہوا کہ اے جبریلؑ جا اور وسوسہ کے آدمؑ کے پیٹ میں دو حصّہ کر ناموس اکبر بارگاہ جلال سے اُترے اور وسوسہ کے دو حصّے کئے۔ نصف کو نکال کر بہشت میں دفن کیا کہ درخت گندم اُس سے پیدا ہوا۔ اور سبب ندامت آدمؑ کا ہوا اور نصف دوسرا آدمؑ کے جوف میں رہا۔ اُس سے نفس امّارہ موجود ہوا ٭

علم نے کہا اے غدّار تیری خلقت اس وسوسہ سے ہے اُس بے ہُنر سے پُرہُنر کیونکر ہووے۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں ذرہ مجھ سے ثابت ہوا حیات ابدی اور دولت سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے تو ابلیس بیچارہ کہ علم رکھتا تھا لعنت ابدی میں کیوں گرفتار ہوا ٭

شریعت نے علم سے کہا اے مکّار تیری مصاحبت سے اس حال کو پہنچا۔ ورنہ پیشوا فرشتوں کا تھا۔ پس وکالت اور وزارت تمہاری سب خرابی ملک کی ہے۔ اور یہ اصل میں ہمارا حق تھا۔ اب بھی چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار پکڑے۔ اُس وقت نفس امّارہ نے تو سن تیز کو اس طرح مطلق العنان کیا کہ تمام عالم پر اظہر من الشمس ہے۔ پھر علم اور شریعت نے اس طرح حجت قاطع پیش کی کہ ولایت اور وزارت اصل حق ہمارا ہے مگر ہمارا

مقتضائے ضروریات کے کہ ان صغیر ہیں شاہ عقل کو تکلیف رعیت پروری کی اگر ہم دیتے تو
تکلیف مالا یطاق تھی کیونکہ شیر خوار بچے کو سوائے مشتہات نفسانیت کے مولنست نہ تھی
اس واسطے اصحاب لہو کو سونپ دیا۔ اب ہماری وکالت کا وقت آیا کہ دوگواہ پہنچے ہیں۔
ایک قاضی شرع محمدی نے ولد کو نزع کیا اور بعد جدائی والدین کے والدہ کے سپرد کیا۔
کہ واجب طور پر تربیت کرے۔ اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے ولد کو والدہ سے نزع
کرکے والد کے سپرد کرے اور بواسطہ حلول مدت تربیت کے والد کا حق اصلی زائل نہ
ہووے۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ رجوع ولد کا والدہ کی طرف بواسطہ اسباب
نطفہ کے ہے کیونکہ حق اصلی یہ معنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ سرشت حق اصلی
کے نہیں ہے۔ اس وقت علم شریعت نے کہا کہ باجماع ادیان شریفین ملک بنا بر فرمان
حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہے فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ پس نکاح کر دیں۔
اُن عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں +

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے +

دوسری شاہد وہ ہے کہ جانب ملک اطراف اور سلاطین اکناف سے رسل رسائل
آگے بادشاہ عقل کے آئے اور ان کا رد جواب تمہارے امرا سے امکان پذیر نہیں ہے
اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ نزدیک دانش اور بینش اور ادراک حقائق آفرینش
میں منتجی ہیں۔ اور اب محتاج اور مقر تمہارے نہیں ہیں۔ یہ بھی دلیل اس کی ہے کہ
محتاج الیہ سلطنت کے ہم ہیں +

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ حضرت، شاہ عقل کو اوامر اور نواہی میں مقید کرتے
ہیں۔ اور قید بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر طاغی اور باغی سے اور گوش ہوش سے
نہ سُنا ہے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا
وہ ایسا پروردگار ہے جس نے تم کو اور تمام زمین کی چیزوں کو پیدا کیا تمام مزے جسم کے
اور نعمتیں شہوت کی ہمارے ملک میں مباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے
ہیں۔ اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قید نعمتوں میں متصرف تھا۔ دروازے ذوق اور
خوشی کے اس کے چہرہ پر واضح ہوئے۔ اس وقت تمام دنیا یا ناز و نعمت میں بسر لگ گئی۔ پھر علم
اور شریعت نے کہا کہ مراد آیۃ بالا کی یہ نہیں ہے کہ تو نے ارادہ کیا بلکہ یہ مراد ہے کہ پروردگار

نے ہمارے واسطے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اچھے اچھے کھانے اور مزہ دار کہ شرع شریف نے اُن کے کھانے کی اجازت دی نہ یہ کہ مثل حیوان کے جو سامنے آجاوے بلا تامل اور شکر کھایا جاوے اور کچھ فرق نہ کرے۔ لہذا بعض اشخاص کہ حکم شرع شریف سے انحراف کیا اور منہیات کی طرف مشغول ہیں حق تعالیٰ نے اُن کی نسبت ایسا فرمایا ہے۔ اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وہ مثل چارپاؤں کے ہیں بلکہ زیادہ گمراہ ہیں وہ اگرچہ بصورت انسان ہیں۔ لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔

اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب بادشاہ فعل ناشائستہ کا مرتکب اور مقر ہو۔ سپاہ اور رعیت ضرور اس کی اقتداء کرتی ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ قول صحیح ہے۔ اس معنی سے زیادتی معاوی اور کثرت مال یعنی ہوگی۔ اور اس کے سبب سے بدن کی بادشاہت میں طرح طرح کے قسم اور مرض ظاہر ہونگے اور اس مرتبہ کو پہنچیگی کہ حکمائے زمانہ اُس کی صحبت سے ہاتھ دھوئینگے۔ پس اس بادشاہت میں خرابی واقع ہوگی اور برکت اور خیر نہ رہیگی۔ پس امور ناشائستہ سے بچنا واجب ہے۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ زنا تمام لذتوں میں بشر کے اعلےٰ ہے۔ اور بشر اشرف المخلوقات ہے۔ پس اگر کوئی اشرف المخلوقات موجودات کی شرف لذات سے اشتغال کرے اور اپنی اقامت تلذذ پر عرض کرے۔ روا نہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو۔

اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ زنا دلیل اور طبیعت سے ممنوع ہے اور مردود ہے بلکہ کلام مجید میں زنا کرنے والے کو حد قائم ہوتی ہے۔ چنانچہ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ وارد ہے۔ اور حدیث نبوی سے بھی صحت ثابت ہوتی۔ اَلزِّنَاءُ اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ یعنی زنا سب کبیر گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام امور عالم کا غیرت اور حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے۔ اور عدم غیرت عدم عقل سے ہے۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا تَجَرَّعْ كَاسَاتِ شَرَابِ اَرْغَوَانِيْ وَاشْرَبْ جَامَاتِ رَاحٍ رَيْحَانِيْ شراب ارغوانی گھونٹ اور جام ارغوانی کی شرب اگرچہ باشرع اور حرام ہیں۔ نزد اطبا اور حکما بڑے علاجوں اور مدارات سے ہے کہ رنگ ارغوانی

معصفری سے مبدل کرتی ہے۔ اور شرخردئی وہ امر ہے مطلوب اور ایک شئے ہے مرغوب اور باوجود منفعت خاص کے نفع عام بھی ہے یعنی دلالت اور شجاعت حساب پر کرتی ہے اور دروازے سخاوت اور سماحت کے کھولتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت سے موصوف ہو، نفع عظیم اور فائدہ کثیر کافہ رعایا کو پہنچتا ہے۔ پس امتناع ان امور شریف سے اور طریق ہواخواہی سے نہ ہوگا کہ ثمرہ صلحا سے ظاہر ہوتا ہے یہ نزدیک اہل معنی کے امر مطلّی ہے بلا وجود ہے بے بود اور ایک دو اخراب ہے۔ اس واسطے کہ نشہ کو شجاعت ضمیری اکثر فعل پر بلا حقوق شرعی کے ترغیب کرتی ہے اور سخاوت اور سماحت نشہ کو مال کی تحریص فرماتی ہے۔ اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ اس عمارت کی بنیاد سُست اور کام بخل کا خلاف ہے اور انسان کی عقل ایک جوہر ہے کہ انوار صفا سے حق کی معرفت کی طرف راہ پاتی ہے اور مادہ اصالت شرف نفس بشری کا اور جوہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے چنانچہ حدیث ہے لَا فَرْقَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَالْحَیْوَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ انسان اور حیوان میں کچھ فرق نہیں ہے مگر علم کا۔ اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف کو دُور کر دیتا ہے۔ پس کر لائق نہیں ہے کہ اُمّ الخبائث شرب ابو الفضائل کا ہو +

اُس وقت نفس امّارہ نے کہا کہ دنیا مثل نقد کے ہے صراف کے ہاتھ میں اور آخرت اُدھار ہے، پس نقد کو اُدھار کے ساتھ بیچنا عقلمند کا کام نہیں ہے +

اُس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور رُوح کو ایک ساعت امان نہ ہو پس اگر دنیا نقد ہے بقا کو عقلے اُدھار کے ساتھ کہ دوتی ہے اور بقائے ابدی کے ساتھ بیچے محض حکمت اور کمال دانائی ہے +

پس جب سخن اس جگہ پہنچا، نفس امّارہ اُس کے اصحاب کے ساتھ ملزم اور منفعل ہُوا۔ اور اہل مجلس نے کہا کہ اے نفس امّارہ سانس مت نکال اور آگے مت چل کہ حکایت خانہ بیاز ار و سودائے بیع و تجار درست نہ آوے +

بادشاہ عقل نے اُس کی معزولی کا حکم دے کر اور تامّل اور انصاف کو کہ متعلق بارگاہ جلالت بادشاہ کے ہے۔ واسطے تشخیص معاملات نفس امّارہ کے متعلق کیا کہ تمام رعایا سے کس کا حال کھول کر صورت واقعات کی عرض کریں +

تامّل اور انصاف نے بنا بر حکم بادشاہ کے منہ بادشاہت پر رکھ کر جو اس ظاہری

که باصره اور سامعه اور ذائقه اور شامه اور لامسه ہے - اور حواس باطنی که متفکره اور مذکره اور محافظه اور مخیله اور حس اور ہاضمه اور واقفه اور مولده اور مصوّره ہیں - اور یہ سب مدینة القلب میں تھے طلب کرکے باحوال اعمال نفس اماره کا استفسار کیا ہر ایک نے اس کے ظلم اور خیانت پر گواہی دی - تامل اور انصاف نے محض اس باب میں درست کرکے بادشاہ کے روبرو پیش کیا - بادشاہ نے بعد سننے افعال اور احوال کے اس کے اخراج پر ارشاد فرمایا -

علم اور شریعت نے از روئے حکمت اور دانائی کے بادشاہ کے عرض میں پہنچایا که مدت مدید اور عہد مزید ہوا - که نفس اماره اور اس کے اصحاب بادشاہ کی مملکت میں تھے یہاں تک که اب تک مملکت اس کے متعلقوں کے تصرف میں ہے - حضرت کو معلوم ہے که عمل دیرینه اس حکم سے رعایا خائن کی جماعت کے ساتھ ان کی خیانت میں حصه لیا - اور عمل نِصْفٌ لِیْ وَنِصْفٌ لَکُمْ پر کیا ہے - یه دستور العمل سب کہتے ہیں اس کا قلع قمع کیا جاوے ، اور امر ہاتھ میں لانا چاہئے که ان کے فساد کی بنیاد دور ہو - اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جاویگا خلل ممالک محروسه میں واقع ہوگا - پس اس کا اندفاع حکمت کے ساتھ کرنا اولے ہے ٭

بادشاہ نے فرمایا که وکالت و وزارت تمہارے تعلق میں ہے - جو امر که مشتمل صلاح دولت پر ہووے اس پر عمل کرو ٭

اس وقت علم اور شریعت نے ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کیا - اور تمام لشکر عبادت کا اس کے ہمراہ کیا اور پوشیدہ اس کے کان میں کہا که جہاں نفس کے متعلقان پاؤ اپنا دستور العمل بنا کر قید کرلو - پس ریاضت نے حسب فرمانے علم اور شریعت کے جس جگه اس کے متعلقوں کو پایا قید کیا اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈالدیں پس نفس نے جب یه حال دیکھا ، شیطان رجیم کو که قدیمی اس کا مربی تھا پناہ میں ڈھونڈا - اور رجوع کرکے کہا که وقوع امر مخاصمه اور شروع مشاعت علم اور شریعت سے ہمارے کام میں خلل اور ہماری دولت کی بنیاد میں ہدم پیدا ہوا - اور رعیت روگرداں ہوئی ہے

درختے که اکنوں گرفت است پا ‏ ‏ ‏ ‏ به نیروے مردے برآید ز جا

اب سوائے تمہارے پناہ نہیں دیکھتا - کوئی تدبیر کرو که آب رفته نہر میں پھر آوے اور کام درست ہو شیطان نے کہا که ایک فراق دوسرے سوز تیسرے گریه چوتھے درد - پانچویں بیقراری اور چھٹے حیرت اور ساتویں صبر سو اصل حد سے لیجاتے ہیں - ان کلمات کے سننے سے عقل حیران

ہوتی۔ اس وقت طلب نے کہا کہ اس راہ کی صعوبت اور اس بادیہ کی کیفیت سے اندیشناک مت ہو۔ مصنف کہتا ہے ؎

ہر کہ شد گمنام باحق نام شد ترک غوغا غیر تش آرام شد

اگر آفتاب گم ہو عالم خراب ہے۔ فقر فیض آفتاب ہے۔ پس اللہ کے نور کی تجلیات کا مشاہدہ مثل آفتاب کے دل کے اندر سے شعلہ مارتا ہے۔ اور ظلمات نفسانی سب اٹھ جاتے ہیں۔ ایسا مستغرق اور صاحب استغراق ہووے کہ نہ نفس یاد رہے نہ عقل نہ علم نہ شیطان نہ معصیت نہ ہوا۔ یہ مراتب ہم صحبت حضرت محمد مصطفےٰ اور فقیر فنا فی اللہ کے ہیں ؎

چوں آب شیر و یک شود آں آب و شیر
ایں چنیں غرقش بود فی اللہ امیر

چنانچہ چنگاری آگ ہیں اور نمک طعام ہیں ؎

مردانِ خدا خدا نباشد لیکن ز خدا جدا نباشد

یہ شریعت کی بدولت پہنچتا ہے۔

حدیث ہے اَرْبَعَۃُ جَوَاهِرَ فِیْ نَفْسِ بَنِیْ اٰدَمَ وَیُزِیْلُهَا اَرْبَعَۃُ اَشْیَاءَ اَمَّا الْجَوَاهِرُ فَالْعَقْلُ وَالدِّیْنُ وَالْحَیَاءُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فَالْغَضَبُ یُزِیْلُ الْعَقْلَ وَالزِّنَا یُزِیْلُ الدِّیْنَ وَالطَّمَعُ یُزِیْلُ الْحَیَاءَ وَالْفِسْقُ یُزِیْلُ الْعَمَلَ الصَّالِحَ بنی آدم کے نفس میں چار جوہر ہیں اور چار چیزیں اُن کو دور کر دیتی ہیں۔ وہ جوہر عقل اور دین اور عمل صالح ہے پس غضب عقل کو دُور کر دیتا ہے اور زنا دین کو اور طمع حیا کو اور فسق عمل صالح کو۔

دوسری حدیث ہے اَلنَّاسُ اَرْبَعَۃُ اَصْنَافٍ کَرِیْمٌ وَسَخِیٌّ وَلَئِیْمٌ وَبَخِیْلٌ اَلْکَرِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَیُعْطِیْ وَالسَّخِیُّ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَیُعْطِیْ وَاللَّئِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ وَالْبَخِیْلُ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ آدمی چار قسم کے ہیں۔ کریم اور سخی اور لئیم اور بخیل۔ کریم وہ ہے کہ آپ نہ کھاوے اور دوسروں کو دے اور سخی وہ ہے کہ کھاوے اور دیوے۔ اور لئیم وہ ہے کہ نہ کھاوے اور نہ دیوے اور بخیل وہ ہے کہ خود کھاوے اور دوسروں کو نہ دے۔

اور حدیث ہے خَلَقَ الْاِیْمَانَ وَحَفَّهٗ بِالسَّخَاوَۃِ وَالْحَیَاءِ وَخَلَقَ الْکُفْرَ وَحَفَّهٗ بِالْبُخْلِ وَالْجَفَاءِ کہ اللہ تعالےٰ نے ایمان کو پیدا کیا اور اس کی نگہبانی سخاوت

اور حیا سے کی اور کفر کو پیدا کیا اور اس کی حفاظت بخل اور جفا سے کی ﴿

اگر فقیر چاہے کہ خدائے تعالےٰ نگہبانی کرے یعنی مدنظر اللہ کی رحمت کے، اور اگر فقیر بھوکا ہو خدائے تعالےٰ مہمانی کرے یعنی اللہ کے ذکر سے سیر ہو اور دل پُر نور ہو، اور اگر فقیر گناہ کرے خدائے تعالےٰ اُس پر مہربان ہو فضل سے معاف کرے فقیر کے نام پر اللہ سے ﴿

حدیث ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ مِنْ مَّاءٍ وَّ نَارٍ وَّ طِيْنٍ وَّ رِيْحٍ فَاِنْ كَثُرَ مَاءُهٗ فَهُوَ اللَّبِيْبُ الْعَاقِلُ وَاِنْ كَثُرَ نَارُهٗ فَهُوَ حَرِيْصٌ وَاِنْ كَثُرَ طِيْنُهٗ فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ وَاِنْ كَثُرَ رِيْحُهٗ فَهُوَ مُتَكَبِّرٌ۔ انسان چار چیزوں سے پیدا کیا گیا پانی، آگ، مٹی، ہوا، جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے اور اگر آگ زیادہ وہ حریص ہے اور مٹی زیادہ ہے وہ متواضع ہے۔ اور اگر ہوا زیادہ ہے متکبر ہے ﴿

مصنف کہتا ہے کہ پانی عقل ہے یعنی متحمل اور مردی اور آگ عشق ہے۔ کہ وجود کو جلاتا ہے۔ اور صفائی کرتا ہے۔ اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم حرکت دیتا ہے۔ پس اگر پانی نہ ہو تیمم سے نماز درست ہے اور تینوں تعلق خاک سے رکھتے ہیں۔ یعنی سب کی رجوعات خاک کی طرف ہے۔ پس جو معرفت ہیں خاک نہ ہو۔ اُس کے پیرِ خاک ہوے

طواف کعبہ دل کن اگر دلے داری ... دلے است کعبہ اعظم تو گل چہ پنداری

زعرش و کرسی و لوح قلم فزوں باشد ... دلے خراب کہ او را بہیچ نہ شماری

اہل دل کا حوصلہ اور فراخی دل کی وسیع ہے کہ دل مثل ن کے ہے اور چودہ طبق اُس کے ایک نقطہ میں پوشیدہ ہیں وہ ایک سِر ہے کہ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ایک سطر اس کی شان کی ہے۔ اور بزرگی اور پاکی اللہ کے ذکر کی عظمت اور برکت اللہ کے نام کی بہت بڑی ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور دل کے وسوسوں اور خطروں کے دُور کرنے کو یہ آیت پڑھے اس سے صفائی قلب ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کا قول يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿

دِل یکے خانہ ایست ربانی ... خانہ دیو را چہ دل خوانی

دِل اسرار نہانی کا خزانہ ہے یہ دِل نہیں ہے کہ حبس دم کے ساتھ باندھا ہے دل بصورت طائر کی ہے اُس کے ہزار پر ہیں اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ؎

قلب از نور وحدت گشت پیدا　　نہ از مادر پدر باشد ہویدا
نہ از بادو نہ آتش آب خاکی　　قلب نوریست قدرت نشد زپاکی

حبس کفار کی رسم ہے ؛

جان کہ طالب مثل شب تاریک کے اور قلب مثل آفتاب کے جب طلوع کرتا ہے صبح کاذب کا نشان نہیں رہتا۔ روشنائی آفتاب سے قاف سے قاف تک روشن ہے ؛

اے صاحب انصاف سُن۔ اللہ تعالےٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں۔ اول توحید کا۔ دوسرا علم کا۔ تیسرا حلم کا۔ چوتھا تواضع کا۔ پانچواں سخاوت کا۔ چھٹا توکل کا۔ ساتواں قسمت کا ہے۔ طَلَبُ الرِّزْقِ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِہٖ ۔ رزق کی طلب موت کی طلب سے زیادہ اشد ہے۔ آٹھواں سنت کا۔ نواں خوف کا۔ دسواں رجا کا۔ حدیث ہے۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ۔ ایمان درمیان خوف اور رجا کے ہے ؛

پس شرط باغ کی یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو۔ اُس باغ میں مومن پھل تلاش کرے۔ اور جہاں خار و خس ہو دُور کرے کہ سوائے نہال اصلی وصال اور میوہ نیک اعمال کے دوسرا نہ رہے۔ پس جب توحید کے باغ میں آوے شرک کا خار دور کرے اور جب علم کے باغ میں آوے جہل دور کرے۔ اور جب حلم کے باغ میں آوے سرکشی کھو دے۔ اور جب تواضع میں آوے کبر جدا کرے۔ اور جب سخاوت میں آوے بخل نکال ڈالے۔ اور جب توکل میں آوے طمع دور کرے۔ اور جب قسمت میں آوے خصومت دُور کرے۔ اور جب سنت میں آوے بدعت دُور کرے اور جب خوف رجا میں آوے بے ادبی علیحدہ کرے ؎

ادب تاجیست از لطف الہٰی　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

مصنف کہتا ہے کہ ہر روز تفحص باغ کی کیا ضرورت ہے۔ ایک مرتبہ نفس کا زاغ مار ڈالے کہ دل میں محبت خدا کا سودا اور داغ پیدا ہو اور غرق ذات رہے سچے دل سے مولےٰ کی طلب خاتمہ بالخیر کرتی ہے اور طلب دُنیا خاتمہ بالشر ؛

قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا چہرہ ملامت کی خاک سے یکساں کیا۔ دوسرے

روز غضب نے توسن تند خیز لیا اور دلیری کے میدان میں قدم رکھا۔ اُس کے ڈر سے خوف عظیم علم اور شریعت کے لشکر میں پڑا۔ اور اُس کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ آخر حلم نے اجازت چاہی اور میدان دلاوری میں آیا۔ عجب یہ ہے کہ جو حربہ غضب کرتا تھا۔ ایک عضو اپنا زخمی کرتا تھا اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنا عضو سلامت نہ دیکھا۔ بیخود گر پڑا۔ اور حسرت سے جان دی۔ اور حلم نے فتحیاب ہو کر مراجعت کی ۔

بعد ازاں جہل نے منہ کیا اور دروازہ فتح کا علم پر کھولا۔ اسی طرح ہر روز طرفین سے جنگ رہی جب مدت مدید اس طرح گذری۔ ایک دن نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم اور شریعت بھی حاضر تھے اور مقابلہ کیا۔ بعد جدال قتال بے شمار کے شیطان نے گریز کی ۔ اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اُس کو پکڑ کر آگے شاہ عقل کے لائے۔ شاہ عقل نے حکم فرمایا۔ کہ اگر کفر اور تمرد ترک کر کے تصدیق دل سے مسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں۔ ورنہ فنا کے جلادوں کے سپرد کریں کہ اس کا کام تمام کریں۔ اور اُس کے شر سے قلب کا مدینہ بچاویں۔ پس نفس نے بعد استغفار کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور اطاعت اختیار کی ۔

جب یہ خبر شاہ عقل کو پہنچی نفس امارہ کا خطاب نفس مطمئنہ فرمایا ۔

بعد ازاں شاہ عقل بے شرکت اغیار اور بے کدورت جفا کار تخت پر مدینۃ القلب کے برقرار ہوا۔ اور عدل گستری۔ اور رعیت پروری شروع کی ۔ ایک روز سلوک کی راہ میں سیر کرتا تھا۔ دیکھا کہ ہنوز خار و خس راہ خدا میں پڑے ہیں، حکم کیا کہ قہر کی آگ مار کر صاف کریں ۔

علم اور شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہدایت کے معماروں سے فرماویں کہ بعض عمارتیں کہ نفس کی بغاوت اور اُس کی ہزیمت سے ویران ہوئی ہیں آباد کریں۔ اور طرح، ترتیب کی از سر نو ڈالیں۔ اور نہال مملکت کو آب احسان سے پرورش کریں۔ اور ہموم غموم کا اُسی آب سے منطفی کریں۔ اور رعایا کو تسلی اور اہل دل کو تجلی سے نوازیں اور عمارات بناویں کہ قیامت تک یادگار رہے ۔

علم اور شریعت نے باتباع حکمت ہدایت کے معماروں کے اتفاق سے تعمیر شہر کی شروع کی۔ بہ جزا طہارت البدن کے، اور صراف انکار العلوم کے، اور عطا دخوش شیخ

اور اہلِ خیرالاعمال اور نقادانِ شیریں زبان اور جوہر معانی کے اور صباغ سر ود خضائمان اور اخلاص کے اور تصفاتِ امر معروف اور نہی منکر کے طلب کرکے ہر ایک کو متعین کیا - اور منصب دیا - اور گنہگارانِ پُرخطرات اور شہوات کے مقرر کیا - کہ جس جگہ چور کا دل اور تعاقب آب وگل کا ہاتھ آوے - زندانِ عدم میں بھیجیں - تھوڑی سی مدت میں مدینۃ القلب نے صفائی پائی - اور رواج قبول کیا +

القصہ جب سلطنت شاہ عقل کی مسلم ہوئی اور کچھ دغدغہ نہ رہا - ایک روز جنگل میں صحت البدن کے شکار کرتا تھا - کہ ایک شخص ژولیدہ مُو آشفتہ رو دُور سے پیدا ہوا - شاہ نے اُس کی ہمت پر تعجب کرکے اُس کی طرف گھوڑا اچلایا اور قریب جاکر پُوچھا - کہ اے درویش کہاں سے آتا ہے اور کیا نام ہے - کہا میرا نام قلب ہے اور مُلکِ الٰہی سے آتا ہوں - بادشاہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی اطراف جو آپ کی حقیقت ہے آگاہ کر - قلب نے بزبانِ فصیح تقریر کی - کہ اُس مملکت میں ایک شہر ہے کہ اس کو لامکان کہتے ہیں - اُس کا بادشاہ حُسن مطلق ہے - اُس کے انتہائے جمال سے کسی کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے - ہمیشہ پردے عظمت اور جلال کے اُس پر رہتے ہیں - اور اُس شہر کے عجائب وغرائب تقریر میں نہیں آسکتے - شاہ عقل نے کہا - کیونکر ملاقات نصیب ہو اور اس کا دیدار ملے - قلب نے کہا ممکن نہیں - مگر عشق کے وسیلہ سے اُس بارگاہ کا پتہ ملتا ہے +

بادشاہ نے کہا کہ عشق سے کیونکر مُلاقات ہو - قلب نے کہا بہت مشکل ہے - جب تک آپ کو فانی نہ کرے اور اس راہ میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہوسکتی - چنانچہ ایک بزرگ گھر سے نہر کے کنارے پہنچا - اس کا گھوڑا بھاگ گیا - پانی میں نہیں جاتا تھا - شیخ نے فرمایا - کہ اُس کی آنکھیں مٹی سے بھر دو - فوراً گھوڑا پانی سے اُتر گیا - شیخ نے کہا یہ جب تک اپنے آپ کو دیکھتا تھا - نہیں گذرتا تھا +

اُس وقت شیطان نے کہا اے نفس سخت راہ پیش آتی ہے - کہ اُس کی موجیں غرق کردینگی - تو عُجب کے خطروں کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کرکہ سوائے اُنکے کوئی شکست نہیں دے سکتا +

چنانچہ نقل ہے کہ شیخ صالح پارسا راستہ میں جاتا تھا اتفاق سے ایک فاسق اُس کو ملا کہ جس نے تمام عمر فسق وفجور میں برباد کی تھی - شیخ صالح نے تعجب سے اُس پر نگاہ کی -

اور کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْمَعْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ھٰذَا یعنی اے خدا مجھ کو اور اس کو ایک جگہ جمع نہ کرنا۔ اسی عرصہ میں یہ فاسق درگاہ غفور الذنوب میں عرض لایا اور عجز کیا اور آنکھوں سے نہریں اشکوں کی جاری کیں اور کہا یَا رَبِّ اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ لَیْسَ لَہٗ غَیْرُکَ۔ اے پروردگار اس بیکس پر رحم کر کہ سوائے تیرے اس کا کوئی نہیں ہے ❖

پس ہاتف غیب کو ندا ہوئی۔ کہ ہم نے دونوں کی دعا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے از روئے نیاز اور زاری کے ہاتھ امیدواری کا پروردگار کے فضل کے دامن میں مارا وہ دامن عفو میں پوشیدہ کیا گیا۔ اور زاہد نے حقارت کی نظر اس پر کی ناکام ہوا اور یہ سمجھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ لہٰذا مردود ہوا ❖

القصہ نفس نے شیطان لعین کی تلقین پر عجب کے خطروں کو ریاضت کے لشکر پر تعین کیا۔ جب یہ خبر علم اور شریعت کو پہنچی۔ حصار لاحول کا ریاضت کے لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا۔ ہرچند کہ خطرات عجب کے اس حصار سے نہیں گذر سکتے تھے۔ پس شرمندہ ہو کر آگے نفس امارہ کے گئے۔ اور زمین خدمت چومی۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے تیرے ملک اور دولت کی برکت سے اس قدر قوت پائی۔ کہ تنہا کئی سو لشکر ریاضت کے درہم برہم کر دیئے لیکن وہاں نور جلال مشاہدہ کیا۔ اس کے مقابلہ میں دم نہ مار سکا۔ اگر دم مارتا۔ اسی وقت سموم حرارت اس کے متعلقوں کی اگر سو جانیں رکھتا نہ چھوڑتی ❖

اس خبر کے سننے سے نفس پریشان ہوا اور اپنے یاروں سے کہا۔ کہ ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے۔ یہاں تک کہ یکبارگی علم اور شریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کر مقابلہ کیا پہلے روز حرص نے حلاوت کو سخاوت کے میدان میں جولان دیکر مبارزت طلب کی۔ اور علم اور شریعت کی طرف سے قناعت اور شجاعت نے قدم رکھا۔ اور باہم ملے۔ پس بعد محاربہ اور مجادلہ اور کثیر مناقشہ اور مقابلہ کے نسیم حرص کی طرف سے آگ بھاگ گئی اور تابع اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ دنیا دور ہونے والی شے ہے، دنیا فرعون بے فرمان ہے۔ اور خضر قرآن ہے۔ اور خدا کا فرمان ہے کہ حق سے خبر دیتا ہے۔ اور دنیا یا فقر رہزن ہے۔ اور دین کو دنیا کے مقابلہ میں بیدین دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور مت نکال تو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو

رات دن یاد کرتے ہیں۔ اور اُسی کا ارادہ رکھتے ہیں نہیں ہے تجھ پر اُن کے حساب سے کچھ
دھا کہ ہکانے تو ان کو پس ہو گا ظالموں سے ہے

قدم بر جسم خاکی نہ سرافرازی تماشا کن
بایں پل چوں برآئی آسماں در زیر پا باشد

فتح القلب مقرب القلب ہے ہے

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِیْ آیۃ اللہ — کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

اکثر گروہ کہ محروم ہیں ان کی شاہد دُنیا کی محبّت ہے۔ اور ان کا قال بے احوال ہے
اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ روزہ نفل رکھنا روٹیاں بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں
کا کام ہے۔ اور رج جہان کی سیر ہے۔ اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے +

مصنف کہتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقت ان بدمذہبوں کی یہ ہے۔ کہ باطنی ولا سے
اور ذکر سے ان کا دل بے خبر ہے۔ اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے۔ جو رات دن آپ کو
عبودیت میں صرف نہ کرے اس پر ربوبیت کی راہ نہیں کھلتی ہے۔ روزہ نفل رکھنا جان کی پاکی
ہے اور نماز نفل اللہ کی خوشنودی اور رج سلامتی ایمان ہے +

پس جو کہ خدائے تعالےٰ کی عبادت سے مانع ہووے رہزن شیطان ہے +

مُصنّف کہتا ہے حق ہے اور حق ہے بلکہ دل ہاتھ میں لانا خاموں کا کام ہے اور
کشف و کرامات ناتماموں کا کام۔ اور آپ سے فنا ہونا فنا فی اللہ عین ہونا بقا باللہ
کام مردوں کا ہے ہے

تا نہ گردد عین تو با عین تو — کے رسی با معرفت حق جستجو
خود نمائی پردۂ خود را ببیں — خود نمائی رفت باحق شد یقین

پس اللہ کے ذکر سے نفس اور قلب اور روح سب پاک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کا وعدہ
ہے کہ پاک کی جگہ بہشت ہے اور دوزخ اس پر حرام ہے +

اولیاء اللہ کے اور ذکر اللہ کے مراتب میں اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ
لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؁

حدیث ہے اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اے علیؓ
تو آنکھیں بند کر اور اپنے دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سنو ہے

لام را زو ئے چو باشد ذوالفقار قتل سازد نفس گبر و اہل نار

حدیث ہے ذِکْرُ اللّٰہِ بِالْغُدُوِّ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَزْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
یعنی اللہ کا ذکر صبح و شام تلوار کے حربہ سے کہ اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے +
ذاکر مثل اصحابوں اور پیغمبروں کے ہیں جب ذکر مثل تلوار کے ہے۔ کہ رات دن قتل کرتا ہے کافروں کو +

حدیث قدسی ہے اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ جب تو میرا ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے۔ اور جب بھول جاتا ہے کفر کرتا ہے ؎

ہر انکو غافل از وے یک زمان است در آندم کافر است و دو آنہاں است
حضوری بخش اے پروردگارم کہ با غائب شدہ طاقت نیارم

شرح ذکر تجلیات ذات وصفات

جان کہ حضرت موسٰے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ماں کے شکم میں آواز بلند فرماتے تھے۔ اور رات دن اپنا ورد کیا تھا۔ یہ سُن کر اُن کی ماں حیرت میں آئی۔ کہ میرے شکم میں کیا چیز ہے کہ آواز دیتی ہے۔ حق تعالےٰ سے الہام ہوا کہ اے مادر موسٰے حیرت مت کر اور رنجیدہ مت ہو اور اس کی حقیقت کسی کافر کے روبرو مت کہہ کہ تیرے شکم میں موسٰے پیغمبر کلیم اللہ میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس موسٰے کی ماں نے یہ الہام ربانی سُن کر جمعیت پائی اور باادب ہوئے اور شکم میں حضرت موسٰے کو خدائے تعالےٰ کا پیغمبر جانا۔ جب حضرت موسٰے پیدا ہوئے۔ مراتب پیغمبری پر پہنچے۔ اور کلیم اللہ ہوئے اور کہا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ حضرت رب الارباب سے جواب سُنا لَنْ تَرَانِیْ کہ اے موسٰے میں نے وعدہ کیا ہے محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ میرے حبیب ہیں کہ اول اپنا دیدار تم کو اور تمہاری اُمت کو دکھاؤں گا۔ پھر اور اُمتوں کو نصیب ہوگا۔ پھر موسٰے نے کہا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ پھر لَنْ تَرَانِیْ کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھ کو نہیں دیکھ سکتا اور تجھ میں طاقت دیکھنے کی نہیں ہے +

موسٰے نے کہا میں دیدہ رکھتا ہوں۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ دوگانہ نماز ادا کر اور طور پر ادب سے بیٹھ اور خبردار رہ۔ موسٰے نے یوں ہی کیا۔ پس حق تعالےٰ نے

ایک ذرہ انوار تجلی صفاتی کے مثل سر سوزن کے ہزار پردہ آہنی میں لپیٹ کر موسیٰؑ کی طرف ڈالی وہ طور پر پڑی۔ اور تجلی صفات کی موسیٰؑ طاقت نہ لائے اور بیہوش ہوکر تین دن رات پڑے رہے جب ہوش میں آئے کہا سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ پھر موسیٰؑ جس پر نظر ڈالتے وہ شئے جل جاتی تھی۔ برقعہ منہ پر ڈالا تاکہ دوسرے نہ جلیں ؎

باھُو قتل کُن فرعون نفس خبیث را　　　　این مراتب بود موسیٰ زحق درویش را

پھر موسیٰؑ نے برقعہ روئین پہنا وہ بھی نظر سے خاک سیاہ ہوگیا۔ پھر بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ اے پروردگار کیا کروں۔ حکم ہوا اے موسیٰؑ فقیر زندہ دلوں کی گدڑی کا ٹکڑا لے اس کا برقعہ بناؤ اور منہ پر ڈال۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اس سے اثر سے ہر چند کہ قہر کی بھی نظر کرتے کوئی نہ جلتا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوندا اس برقعہ میں درویشوں کے کیا حکمت ہے کہ میری نظر قہر سے بھی نہیں جلتے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے موسیٰؑ یہ درویش سوائے اللہ کے کچھ طلب نہیں رکھتے، اور طالب مولےٰ سب پر غالب ہے ✦

پس سُن اے درویش روشن ضمیر کہ درویش وہ ہے کہ مرتبہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ رکھتا ہے ✦

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰؑ ایک ذرہ میرے نور کی تجلی سے بیخود ہوگیا۔ اور طاقت نہ لایا۔ اُمت پیغمبر آخر الزماں میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہونگے کہ ستر ہزار تجلی رحمت نظر جمالیت سے اُن کے دل پر ہر لحظہ اور ہر ساعت نازل کرونگا اور بیخود نہ ہونگے۔ اور سُکر میں نہ پڑینگے ✦

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ اُمت محمد رسول اللہ کا ایسا حوصلہ وسیع ہوگا۔ کہ ہر رات دن فریاد میں آوینگے۔ اور کہینگے۔ اے خداوندا نور اپنا زیادہ کر اَنَا الْمُشْتَاقُ اَرِنِیْ کہینگے بلکہ قبر اور اُن کی خاک بھی دیدار کی طلب کریگی ✦

اے عزیز جان کہ ید بیضا اور عصا موسیٰؑ اور صبر ایوبؑ اور شوق جرجیس اور قربانی ابراہیمؑ اور دم عیسےٰؑ اور خاتم سلیمانؑ اور آئینہ اسکندر اور خلق محمدی بلکہ کونین یہ سب اللہ کی نام کی برکت سے اور اُس کے نور کی تجلیات سے کہ اُن کا مجموعہ فقر محمدی سے ہے، حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ خَیْرٌ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ واقع ہے ✦

علماء ظاہر اور باطن فقیر کامل کو کہتے ہیں۔ اور نشان کمالیت کا یہ ہے کہ تصرف ظاہری اور

باطنی کم نہ ہوں مثل دریائے عمیق کے اور آفتاب فیض کا اور بارانِ اللہ کی رحمت کا ہر وقت جاری ہے عارفوں کے کان میں الست کی آواز ہر وقت ہے۔ اور انکی نظر میں دُنیا برباد ہے۔ فقیر ہر وقت حق سے شاد ہیں اور باطن ان کا معمور رہے

جاں بجاناں بدہ اے جانِ من عارفاں رابس بود ایں یک سخن

جان کیا ہے اور جاناں کیا ہے۔ توفیق الٰہی ہے۔ اور جن میں سیرت حسن پرستی اور خط و خال ساقی مطرب کی ہے ان پر لعنت ہے۔ طالب خدا کا خاتمہ بالخیر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

شجرہ شریف

سُلطان العارفین وبرہان الواصلین والعاشقین فنا فی ھو حضرت سُلطان باھو قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

پس از حمد خدا و نعمت احمد نثار آل و اصحاب محمد
بنظم آرم عجب ایں شجرۂ پاک کہ بیخش در زمین شاخش بر افلاک
زختم انبیا آں شاہ لولاک لباس فقر پوشیدہ علی پاک
حسن بصری زدست شاہ پوشیدہ لباس فقر تا شد چوں مہ عید
حبیب عجمی آں مقبول درگاہ حسن کردش ز راہ فقر آگاہ
ازاں پس بیشود داؤد طائی ازاں معروف کرخی پیر بائی
ازاں پس سری سقطی بارشاد مرید او بود جنید بغداد
ازاں پس شیخ شبلی پیر دیں است فنائے ذات حق او بالیقین است
ازاں پس عبد واحد از تو بدل ازاں پس یوسف طرطوس کامل
علی ہنکاری یوسف را مرید است ازاں پس پیر کامل بوسعید است
ازاں پس پیر پیراں شیخ مطلق محی الدین بداں مقبول برحق
بعبد اللہ اہد است آں شہ ہو ثنائے پاک او در لوح مسطور
خدا کردہ شہ عالی لوائش سر ہر اولیا در زیر پائش

ازاں پس عبد رزاق است یلی ‏ ازاں پس عبد جبار است کامل
ازاں پس صادق یحیٰی محمد ‏ ازاں پس نجم الدین شیخ امجد
ازاں پس سید عبد فتاح ہست بیا ‏ ازاں پس پر کامل عبد ستار
ازاں پس سید عبد البقا داں ‏ بود او رہبر ہر جن و انساں
ازاں پس سید عبد الجلیل است ‏ ازاں پس عبد الرحمن بن نبیل است
ازاں پس واقف ستر الٰہی ‏ مکمل کامل و عارف کماہی
سو وہ ذات خدا کرد از ہمہ او ‏ سراج الواصلین سلطان باھو
ازاں نور محمد پیر بیشک ‏ کہ نقش غیر کرد از لوح دل حک
غلام شاہ محمد اہل دل بود ‏ دل پاک از ہر غل و غش بود
ازاں پس کامل الایمان والدین ‏ چراغ العاشقین سلطان یقین
بحمد اللہ کنوں نظم تمام است ‏ محمد یار نام ایں غلام است

ایضاً شجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہر مشکل مرا باھو و رحمان بس بود شافی ‏ جلیل و ہم بقا و ستار و فتح و نجم الدین یحییٰ
وگر عبدالرزاق و عبد الوہاب بہ تو اقسم ہمیشہ شافی و وافی ‏ شفیع غوث الاعظم بوسعید بو الحسن کافی
ولی بو الفرح ہم واحد و شبلی مرا شافی ‏ جنید و سقطی معروف و داؤد و حبیب عجمی
حسن ہم حیدر و حضرت محمد شافی و وافی ‏ رحم کن حق بحرمت شان بجز تو نیست یا معافی

تمت بالخیر

یہ کتاب حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

اردو ترجمہ کتاب

اصلی کامل التعبیر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

خواب نامہ کلاں عرف کامل البیان

تعبیر خواب انبیا علیہم السلام کے معمول اور علوم کا ایک جزو لاینفک تھا اسلام سے قبل اور بعد بیسیوں کتابیں اس موضوع پر تصنیف ہو چکی تھیں موجودہ زمانے میں بھی اس چیز کی جس قدر مانگ اور ضرورت تھی اس کا اندازہ حالات حاضرہ اور تواریخ گذشتہ سے ہو سکتا ہے۔ شاہان سلف کے درباروں میں معبروں کی خاص طور پر عزت اور وقعت کی جاتی تھی۔ سابقہ جملہ تصنیف شدہ کتابیں اپنی وسعت کے باوجود اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر تھیں کتاب ہذا حضرت علامہ ابو الفضل حسین بن ابراہیم تفلیسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلطان وقت شہنشاہ قزل ارسلان کے ارشاد پر حضرت دانیال علیہ السلام کے ارشادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جابر مغربی، و ابراہیم کرمانی اور حضرت ابراہیم بن اشعث رحمۃ اللہ تعالے علیہم اجمعین کی تصنیفات و تالیفات سے استنباط کر کے یہ مجموعہ فارسی زبان میں مرتب فرمایا۔ جو کہ مکمل ہونے کے باوجود نامکمل تھا۔ اگر اس کا صرف ترجمہ ہی کر کے پیش کر دیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اصحاب نے کیا ہے تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ مگر اس ترجمہ میں فاضل مترجم نے نہایت محنت سے مندرجہ ذیل ابواب کا اضافہ کر کے اصل کتاب کو چار چاند لگا کر حق ترجمہ ادا کیا۔

دیباچہ کتاب جس میں علم تعبیر خواب پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف کی سوانحعمری تواریخ صحیحہ سے۔ ثبوت تعبیر خواب قرآن و احادیث سے۔ اقسام خواب مدارج واوقات خواب۔ کامل و مکمل خواب دیکھنے کا طریقہ ردیف وار اردو و فارسی نام فہرست اقسام خواب اس طریق سے ردیف وار درج کی ہے۔ کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی دیکھی اور سنی ہو گی سابقہ تمام خوابناموں کو اگر ایک جگہ رکھ کر مقابلہ کیا جائے۔ تو پھر بھی تمام خوابنامے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عبارت سلیس اور عام فہم۔ حجم ۵٦٨ صفحات۔ سرورق رنگین کاغذ اعلے۔ قیمت قسم اول تین روپے (سعہ/) قیمت قسم دوم ڈھائی روپے (عہ/)

المشتہر۔ اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور